طبع دوم اہم اضافات کے ساتھ

یزید کی مذہبی وسیاسی
زندگی کا مدلل جائزہ

ایامِ یزید

تالیف

مصطفی المصحفی

نائب امیر: تحریک دفاعِ بیت العالمی پاکستان

ناشر: تحریک دفاعِ اہل بیت العالمی 0300-8839749

جاء الحق و زھق الباطل

(القرآن)

ایامِ یزید

تالیف

مصطفٰی المصحفی

نائب امیر تحریک دفاعِ اہل بیت العالمی پاکستان

ناشر: تحریک دفاعِ اہل بیت العالمی پاکستان

فہرست

نمبر شمار	عنوا[redacted]ت	صفحہ نمبر
1	الانتساب	1
2	غرضِ مؤلف	2
3	تبصرہ	11
4	تقدیم	17
5	علمائے کرام و خطبائے عظام کے تاثرات	25
6	سببِ تالیف	44
7	یزید احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں	48
8	"یزید" رسول اللہ ﷺ کی بددعاؤں کی زد میں	71
9	کیا یزید سانحہ کربلا کا ذمہ دار ہے [redacted]	74
10	سانحہ حرہ کیا ہے؟	82
11	سانحہ حرہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام	118
12	اولاد صحابہ میں سے شہید ہونے و[redacted]لے	129
13	حُبِ یزید کا انجام	152

14	بیت اللہ شریف پر یزیدی حملہ	161
15	بیت اللہ شریف پر یزیدی حملے کے بارے میں محدثین و مورخین کا موقف	164
16	یزید قہر الٰہی کی گرفت میں	172
17	سلطنتِ یزیدیہ پر ایک نظر	176
18	کردارِ یزید	192
19	امام حسن علیہ السلام کی شہادت	215
20	یزید کا عقیدہ	224
21	یزید بن معاویہ محدثین کرام کی عدالت میں	225
22	یزید، اکابرینِ اہلِ حدیث کی نظر میں	230
23	یزید کے بارے میں بریلوی علمائے کرام کا موقف	261
24	یزید علمائے دیوبند کی نظر میں	266
25	یزید فقہائے کرام کی نظر میں	272
26	چند شبہات اور ان کا ازالہ	274
27	بعض علماء کے نزدیک یزید کا ایمان ہی مشکوک ہے	322
28	یزید کے بارے میں اکابرینِ اسلام کے فرمودات و تاثرات	328
29	وکلائے یزید سے چند سوالات	331

الانتساب

مدینۃ الرسول ﷺ کے ان مردانِ حُر کے نام جنہوں نے شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے پیغام کو سمجھ لیا اور امام حسین علیہ السلام کے نشاناتِ قدم کو اپنی منزل سمجھا۔ جنہیں ڈرایا گیا، دھمکایا گیا، لیکن ضمیر کا سودا کرنے سے یکسر انکار ہی کرتے رہے اور دامنِ شجاعت یکسر بے داغ ہی رہا۔ جن کے مقدس اجسام حرہ کے سنگستان میں تڑپے پھر خون کے ایک سیلاب میں ڈوب گئے۔ جن کے خونِ شہادت نے یزیدی سلطنت کے آثار تک مٹا ڈالے اور جنہیں تاریخ نے شہدائے حرہ کے نام سے یاد رکھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عرضِ مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رحمۃ للعلمین:
"واعتصمو بحبل اللہ جمیعا"

دینِ اسلام میں فرقہ بندی، فرقہ پرستی حرام ہے۔ جو شخص امتِ محمدیہ کو متحد رکھنے میں مثبت کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ رب العالمین کے ہاں اعلیٰ مقام پاتا ہے اور جو کوئی امت میں فرقہ پرستی کو فروغ دیتا ہے۔ وہ خالقِ کائنات کا نافرمان قرار پاتا ہے۔ ہر وہ راستہ جو فرقہ بندی کی طرف جاتا ہو۔ اسے پہچاننا اور اس سے اجتناب کرنا ازحد ضروری ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فرقہ بندی کی طرف لے جانے والے راستے کون سے ہیں۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ فرقہ بندی کے پیچھے ہمیشہ کچھ عوامل ضرور کارفرما رہے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

1. قرآن و حدیث کے واضح احکامات کو چھوڑ کر کسی ایک شخصیت کی پیروی کو اپنے اوپر لازم ٹھہرا لینا۔

2. قرآنِ پاک کی آیات و احادیثِ نبویہ کا وہ مفہوم لینا جو صحابہ کرام و تابعینِ عظام کے زمانہ میں کسی نے نہ لیا ہو۔ نیز وہ مفہوم شارحینِ حدیث، ائمہ مجتہدین کے بیان کردہ مفہوم سے یکسر متصادم ہو۔

3۔ جب انسان کسی مسئلہ کی تحقیق کرنے لگے تو خود کو عقلِ کل تصور کرتے ہوئے اپنی ذاتی رائے کو حرفِ آخر قرار دے اور امتِ محمدیہ کے ہزاروں محدثین و مفسرین کی تحقیق کو غلط بتانے لگے۔

تو فرقہ بندی کی راہیں ہموار ہونے لگتی ہیں اور فرقہ بندی معاشرے کا ایک ناسور ہوتا ہے۔ جس معاشرے میں فرقہ پرستی، فرقہ بندی جڑیں پکڑ لے وہ معاشرہ تباہی کے کنارے پر جا کھڑا ہوتا ہے۔ اخلاقی اقدار مٹ جاتی ہیں، تشدد و عدمِ برداشت کو فروغ ملتا ہے۔ آج وطنِ عزیز لسانیت، قومیت اور فرقہ پرستی کی آگ سے سُلگ رہا

ہے۔ فرقہ پرستی کی جڑیں اس قدر تقویت پکڑ چکی ہیں کہ اللہ کے نام پر
تعمیر کردہ مساجد کی پیشانی پر کسی نہ کسی فرقے کا نام لکھنا ضروری تصور
کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کے ایک مسلمان جب نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد کا
رخ کرتا ہے تو داخل ہونے سے پہلے بے ساختہ اس کی نظر مسجد کی
پیشانی پر لکھی ہوئی تحریر کی طرف ہی اُٹھتی ہے۔ کہ یہ مسجد میرے
فرقے کی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے اختیار کردہ فرقے کا نام لکھا نظر آ
جائے تو طبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ بڑے شوق سے قدم مسجد کی
طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر کسی دوسرے فرقے کا نام نظر آ
جائے تو پیشانی پر سلوٹیں پڑ جاتی ہیں۔ طبیعت میں گھٹن محسوس ہوتی
ہے۔ بالآخر وہ دماغ جو فرقہ پرستی کا خوگر ہو چکا ہو، فوراً فیصلہ صادر کر
دیتا ہے۔ کہ واپس لوٹ چلو۔ یہاں نماز قبول نہیں ہو گی۔ لیکن اگر
کوئی شخص خود پر جبر کر کے دوسرے فرقے کی مسجد میں چلا بھی جائے
تو اپنے آپ کو اجنبی محسوس کرتا ہے۔ فرقہ پرستی نے قلوب واذہان کو

اپنی گرفت میں بُری طرح جکڑ لیا ہے۔ عصرِ حاضر کے وہ مصنفین جو کسی مخصوص فرقے سے وابستہ ہوں۔ جب اپنے مکتبہ فکر کے علماء کا تذکرہ کرتے ہیں تو انھیں وفورِ عقیدت سے طرح طرح کے القابات سے نوازتے ہیں۔ کبھی "مجددِ دین و ملت" قرار دیتے ہیں۔ کبھی "حکیم الامت" کے سحر انگیز لقب سے یاد کرتے ہیں۔ کبھی "امام العصر" کا سابقہ لگاتے ہیں۔ کبھی "دامت برکاتھم العالیہ" اور "مدظلہ العالی کے دعائیہ کلمات لکھنا اسلام کی عظیم الشان خدمت سمجھتے ہیں۔ لیکن جب کسی دوسرے مکتبہ فکر کے علمی، روحانی یا فکری پیشوا کا تذکرہ کرنا پڑے تو اس بے چارے کے نام کے ساتھ "رحمہ اللہ" لکھنا بھی طبیعت پر گراں گزرتا ہے۔

ہم برملا کہتے ہیں۔ کہ ہم ایسی سوچ و فکر سے بے زار ہیں۔ ہم کہتے ہیں، ہر مسلک کے علمائے کرام و مشائخ عظام کا نام ادب واحترام سے ہی لیا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ جب کسی کے پیشوا کا نام ادب واحترام سے

لیں گے تو اس کے دل میں نہ صرف آپ کے پیشوا بلکہ خود آپ کے بارے میں محبت واحترام کے جذبات پیدا ہو جائیں گے۔ کسی شخصیت کی بات سے اگر اختلاف ہو تو اس کی مدلل تردید کا حق ہر اہلِ علم کو حاصل ہے۔ لیکن محض مسلکی و فقہی اختلاف کی بنا پر کسی مسلمہ شخصیت کی تذلیل کا حق کسی کے پاس نہیں۔ شدت پسندی اور فرقہ واریت کے نتیجہ میں رونما ہونے والے سانحات و حوادثات کے بعد کیا ابھی تک یہ حقیقت واضح نہیں ہوئی کہ دشنام طرازیوں کے ساتھ کسی کو گھائل تو کیا جا سکتا ہے لیکن قائل کسی کو نہیں۔ یاد رہے کہ تمام مکاتبِ فکر کے روحانی و علمی پیشواؤں کے ہاں یزید کا فسق و فجور ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اہلِ سنت کے جملہ مکاتبِ فکر یزید کے فاسق و فاجر ہونے پر متفق ہیں۔ اختلاف اس کی تکفیر میں ہے۔ اگر کسی ایک آدھ نے اختلاف بھی کیا ہے تو اکابرینِ اسلام نے اس کے اختلاف کو کوئی حیثیت نہیں دی۔ لیکن عصرِ حاضر میں اسلام دشمن طاقتوں کی

ریشہ دوانیوں سے اس مسئلہ کو "مختلف فیہ" قرار دینے کی کوششیں جاری رہیں۔ بالآخر انہوں نے کچھ ایسے لوگ ڈھونڈ ہی لیے جنہوں نے اس مسئلے پر کتب ورسائل مرتب کیے اور خارجی نظریات کی بھر پور ترجمانی کی اور ان کی پُرفریب تحریرات سے یہ "متفق علیہ" مسئلہ بھی "مختلف فیہ" مسئلے کا روپ دھارنے لگا۔

لیکن حقیقت ہے نظریات واعتقادات پر ہی تنظیموں کی بنیاد پڑتی ہے۔ خارجی فرقہ جو حضرت علی علیہ السلام و حضرت معاویہ کے دور میں معرضِ وجود میں آیا۔ جس کی غارت گری تاریخِ اسلام کا ایک تاریک و کربناک باب ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے نہروان کے معرکہ میں اس کی جڑیں کاٹ کر رکھ دی تھیں۔ اس معرکہ میں خوارج کے بڑے بڑے قائدین و پیشوا مارے گئے۔ باقی ماندہ خارجی میدان سے بھاگے اور دور دراز کے علاقوں میں جا بسے۔ رفتہ رفتہ منظم ہونے لگے۔ پھر ایک جماعت کی شکل اختیار کرلی اور امتِ مسلمہ کو ہمیشہ خانہ جنگی کی

آگ میں جھلساتے رہے اور اسلامی ریاستیں ہمیشہ خوارج کی سرگرمیوں سے پریشان رہیں۔ عرصہ دراز سے، یہود وہنود نے وطنِ عزیز کو ایک خطرناک خانہ جنگی میں دھکیلنے کی پیش بندی کر رکھی ہے۔اس لیے وہ اب بھی خوارج کی باقیات کو یکجا کرنے کے درپے ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق مملکتِ خداداد پاکستان میں الحمدللہ خارجیوں کا نہ ہی کوئی مرکز ہے نہ ہی کوئی منظم گروہ چنانچہ وہ خوارج کے نظریات وافکار کو وطنِ عزیز میں بدستور پھیلائے جارہے ہیں اور اس بارے میں اپنے ہدف کے قریب تر پہنچ چکے ہیں۔ بعض علمائے کرام کی طرف سے اس خدشے کا اظہار بھی کیا جاچکا ہے کہ کہیں خارجی نظریات کے حامل افراد ایک منظم، دہشت گرد گروہ کا روپ نہ دھارلیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان خارجی نظریات کی علمی و عقلی تردید اس انداز سے کریں کہ سادہ لوح عوام ایسے نظریات وافکار سے متاثر نہ ہونے پائیں۔

نوٹ: یزید کا دفاع کرتے ہوئے امام حسین علیہ السلام جیسی عظیم ہستی پر کیچڑ اچھالنا عین فرقہ واریت ہے۔ جب کہ امام حسین علیہ السلام کا دفاع کرتے ہوئے یزید کے فسق و فجور کو عیاں کرنا کوئی فرقہ پرستی نہیں کیونکہ اہلِ سنت کے تمام مکاتبِ فکر کے مسلمہ ائمہ کرام کے ہاں یزید کا فاسق و فاجر ہونا متفق علیہ مسئلہ ہے۔ ہم نے اسی حقیقت کو آشکار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں اہلِ سنت کے تمام مکاتبِ فکر کے جید و معتبر علمائے کرام کی تحریرات پیش کر دی ہیں اور ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کسی بھی مسلک کے مسلمہ پیشوا اور رہنما کا تذکرہ اخلاقی اقدار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کیا جائے۔

ان شاء اللہ ہمیں یقین ہے ہماری یہ کتاب قارئین کرام کو ائمہ محدثین و اکابرینِ امت محمدیہ کے قریب کر دے گی۔ کیونکہ ہم نے ان پاک باز شخصیات کے علم و فضل پر طعن زنی نہیں کی اور اپنی ذاتی تحقیق اپنانے کی دعوت بھی نہیں دی نہ صرف عوام الناس بلکہ خود کو بھی ان

مقدس شخصیات کے نقشِ قدم پر گامزن رہنے کا پابند ٹھہرایا ہے۔

نوٹ: ہم نے علمائے کرام، شارحینِ کرام، محدثینِ عظام رحمہم اللہ کے حوالہ جات دلیل کے طور پر نہیں بلکہ موقف کی تائید و توضیح کے لیے ذکر کیے ہیں اور یہ بھی یاد رہے کہ حامیانِ یزید و ناصبی الفکر مصنفین چونکہ " سندہ صحیح، اسنادہ صحیح" کی بڑی گردان کرتے رہتے ہیں اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ ذکر کردہ روایات کے بارے میں انہی کے اسلوب کے پیشِ نظر" سندہ صحیح، اسنادہ صحیح" کی وضاحت بھی کر دیں۔ لیکن الحمدللہ ہم نے خود ساختہ حکم لگانے سے گریز کیا ہے اُس روایت کو"حسن" لکھا ہے جسے معروف محققین نے "حسن" قرار دیا ہے اور جس کے بارے میں انہوں نے"اسنادہ صحیح" کے الفاظ لکھے ہیں ہم نے بھی اُس روایت کے بارے میں "اسنادہ صحیح" کے الفاظ سپرد قلم کیے ہیں۔

"اللھم ارنا الحق حقا وارزقنااتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ"

تبصرہ

از محب و خادمِ اہل بیت الدکتور عبدالرؤف حمزہ

(مدیر ماہنامہ وحدتِ امت فیصل آباد و نگران مجلس شوریٰ تحریک دفاعِ اہل بیت العالمی)

اسلام نظامِ خلافت کی بات کرتا ہے۔ نظامِ خلافت اور نظامِ ملوکیت میں بڑا فرق ہے۔ نظامِ خلافت "عمر رضی اللہ عنہ" عطا کرتا ہے۔ نظامِ ملوکیت یزید کو برسرِ اقتدار لاتا ہے۔ نظامِ خلافت میں خلیفہ وقت عام آدمی کی طرح بود و باش رکھتا ہے اور نظامِ ملوکیت میں بیت المال رعایا کی امانت نہیں بلکہ ایک عیاش، بادشاہ کی جاگیر اور ذاتی خزانہ بن جاتا ہے۔ خلافت میں لوگوں کو خلیفہ کا محاسبہ کرنے کی آزادی ہوتی ہے۔ ملوکیت میں بادشاہ ہر طرح کے احتساب سے بلند تر ہوتا ہے۔ حق گوئی کی جرات کرنے والے کو یا قتل کروا دیتا ہے یا پابند سلاسل۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی۔ اُن کا بیعت سے انکار کرنا دراصل اسلامی نظام میں آنے والے انحرافات کو روکنے اور اُن پر پابندی لگانے کے لیے تھا۔ اُن کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ اگر اصلاح نہ ہوئی تو یہ بگاڑ بڑھتا ہی جائے گا۔ منزل اور سمتِ سفر کی اس تبدیلی کے نتائج سے وہ لوگ اچھی طرح واقف تھے جن کو اللہ نے نورِ بصیرت عطا فرمایا تھا۔ سیدنا امام حسین علیہ السلام، سیدنا عبدالرحمن بن ابی بکر اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے مستقبل کے خطرات کا اندازہ کیا اور سمتِ سفر کی اس تبدیلی کو روکنے کے لیے اپنی زندگیاں قربان کر دینے کا فیصلہ کیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو خلافت کے ذاتی استحقاق کے لیے

میدان میں نہیں آئے تھے۔ یہ امت کے بہترین لوگ تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے رسولِ مقبول ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی علیہ السلام کی آغوش میں تربیت پائی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ صحبتِ نبوی میں پروان چڑھے جن کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور خالہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نانا سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کا گھرانہ دیکھیں، ان کے معلم دیکھیں، ان کے رہنما دیکھیں، جن پاکیزہ نفوس کی طہارت کی گواہی کتاب اللہ نے دی۔ اُن کے بارے میں آج ناصبی ملا کی زبان درازیاں سمجھ سے بالاتر ہیں نہ انہیں قرآن کا لحاظ ہے نہ ہی نبی ﷺ کے فرمان کا۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ اب کچھ ملا سرے سے ہی اس واقعہ کے وقوع پذیر ہونے سے انکاری ہیں۔

خلافتِ راشدہ کے بعد جس اہم اور عظیم ترین واقعہ نے اسلام کی فکری، سیاسی، سماجی اور دینی حیثیت پر سب سے زیادہ اثر ڈالا وہ میدانِ کربلا میں سیدنا حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت ہے۔ بقول امام الہند رحمۃ اللہ علیہ "امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم خونچکاں سے دشتِ کربلا میں جس قدر خون بہا تھا اُس کے ایک ایک قطرے کے بدلے دنیا اشک ہائے ماتم میں الم کا ایک سیلاب بہا چکی ہے"

گزشتہ پچاس ساٹھ سال کے عرصہ میں پاکستان اور ہندوستان میں متعدد ایسی کتب شائع کی جا رہی ہیں جن کا مقصود کہیں صراحتاً اور کہیں اشارۃً یہ ثابت کرنا ہے کہ یزید کے خلاف سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کا اقدام دینی نقطہ نظر سے بھی غلط تھا اور عقل و احتیاط کے خلاف بھی تھا اور ساتھ ساتھ یہ بات بھی دہرائی جاتی رہی ہے کہ یزید کے اندر کوئی برائی نہ تھی کہ جس کی وجہ سے اُس کے خلاف کاروائی ضروری ہوتی۔ یہ کام محمود عباسی سے شروع ہوا، اور

صلاح الدین یوسف جیسے ناصبی الفکر افراد نے اسے فروغ دیا۔ اب ہندوستان میں یہ تحریک سنابلی کی پروردہ ہے۔ ستم تو یہ ہے کہ اس ملک میں محدثین کے فہم سے ہٹ کر حبِ یزید میں سرشار نام نہاد سلفی علماء منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر سیدنا امام حسین علیہ السلام کو باغی ثابت کرتے نظر آتے ہیں یہ ایک خطرناک اقدام ہے۔ کیونکہ اگر اس کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو رسول کریم ﷺ سے ہمارا تعلق اور محبت کا رشتہ یقینی طور پر کمزور ہوتا ہے۔ مزید برآں فاسق اور برسرِ باطل اقتدار کے خلاف مزاحمت اور مقاومت کی تمام کوششوں پر اس کا منفی اثر پڑتا ہے۔ کیونکہ صدرِ اول میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کوششیں بعد والوں کے لیے نمونے اور معیار کا کام کرتی رہی ہیں اور آئندہ بھی کرتی رہیں گی۔ واقعہ کربلا کی اہمیت کو کم کرنے اور اس کی اہمیت کو گھٹا کر دیکھانے اور یزید کے کردار کو بلند و بالا ثابت کرنے کا واضح مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے افرادِ خانہ کی کامیاب تربیت نہیں کی ورنہ وہ اپنے ذاتی اقتدار کے حریص بن کر اقتدارِ وقت سے ٹکرانے کی کوشش نہ کرتے۔ پیغمبر برحق جن کو اللہ نے مامور فرمایا کہ بنی نوع انسانکے لیے ہدایت کا سامان بہم پہنچائیں اور دعوت کا سلسلہ اپنے قریب کے اعزاء و اقرباء سے شروع کریں

"وانذر عشیرتک الاقربین"

اور ڈرایئے اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر 214)

انہوں نے خود اپنے گھرانے کو فراموش کر دیا اور ان کی دعوت و تربیت کا اور دن رات کی صحبت کا ان کے گھر والوں پر کوئی اثر نہ پڑا اور وہ سب حُبِ جاہ کے شکار ہو گئے۔ ایک سچے اور اچھے مسلمان خاندان کی خصوصیت ہر جگہ دیکھی جاسکتی ہے۔ کہ اس کے تمام افراد عقیدہ

و عمل کے لحاظ سے ایک رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ یہ تو رسول اکرم ﷺ کا گھر تھا۔ تربیت نبوی تھی آغوشِ فاطمہ علیہا السلام تھی اور صحبتِ علی علیہ السلام تھی۔ جنابِ نبی مکرم ﷺ کو جو تعلق اپنے نواسوں یعنی حضرات حسنین علیہما السلام سے تھا اور جس طرح کی شفقت و محبت کے واقعات صحیح احادیث میں موجود ہیں اُن کی روشنی میں قرینِ عقل و قیاس اور موافق کتب تاریخ و احادیث و رجال یہی بات ہوگی کہ اہل بیت لوگوں کے لیے ایک نمونہ اور چراغِ راہ کی حیثیت رکھتے ہوں اب ان صحیح احادیث کا انکار جن سے اہل بیت سے آپکی گہری محبت کا اظہار ہوتا ہو در حقیقت نادانی اور صحاح و سنن کے تمام مجموعے کو مشکوک اور ناقابلِ اعتبار ٹھہرانا ہے۔ ان عظیم ہستیوں کے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو میدان میں لانا اور اُسے ہیرو بنا کر پیش کرنا جس کے سیاہ کارناموں پر امت کے تمام اکابر متفق ہوں بڑی جسارت کی بات ہے۔

طرفداری محبت کا پتہ دیتی ہے

حبِ یزید اصل میں بغضِ حسین ہے (ڈاکٹر احمد آکاش)

"ایامِ یزید" کا دوسرا ایڈیشن عصرِ حاضر کے حسینی مکتبِ فکر کے نامور عالم جناب مولانا مصطفیٰ مصحفی حفظہ اللہ کی دن رات کی محنتوں کا نتیجہ ہے۔ کتابِ ہذا میں یزید پلید کے شخصی خاکہ سے لیکر کربلا کے اسرار و معارف اور یزید کی سیاہ کاریاں اور شبہات کے جوابات اتنے سلیس اور مدلل انداز میں بیان کیے گئے ہیں کہ بے اختیار دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ مولانا مصطفیٰ مصحفی حفظہ اللہ نے ناصبی دجل و فریب کے تار و پود بکھیر دیے ہیں۔ مباحث میں تحقیق اور تحریر میں اعتدال غالب ہے۔ فتنہ ناصبیت جو کہ عصرِ حاضر میں چند ریالی ملاؤں کی دجل و فریب پر مبنی تقاریر کی وجہ سے تیزی سے پھیلا ہے اس کا بنیادی سبب یہ ہے۔ کہ رافضیت

کے رد میں لوگوں نے مقامِ اہل بیت علیہم السلام سے ناآشنائی اور ان کے موقف سے لاعلمی گوارا کیے رکھی۔ اس فتنے کی موثر تردید کی ضرورت کو مولانا محترم کے قلم کی روانی نے پورا کر دیا ہے۔ استنباط قوی، انداز عالمانہ، لفظ لفظ میں حُبِ حسین علیہ السلام جھلکتی ہے۔ میں نے اول تا آخر یہ کتاب پڑھی ہے اور بالاستیعاب پڑھی ہے۔ مولانا مصطفی مصحفی حفظہ اللہ نے کتاب کے لکھنے اور شائع کرنے میں جتنی جان کھپائی ہے، دکھائی دے رہی ہے۔ یقین جانیں اتنی محنت نہیں ہو سکتی جب تک دل جذبہ مودت اہل بیت علیہم السلام سے لبریز نہ ہو۔ ناصبیوں کے تمام وسوسوں کا حل قرآن وحدیث اور فہم سلف الصالحین کے زیر اثر پیش کیا ہے۔ کتابِ ہذا میں حکمت اور استدلال کے ساتھ ساتھ دعوت اور نصیحت بھی ہے۔ یہ کتاب زہر ناصبیت کے لیے تریاق ہے۔ جوں جوں قاری پڑھتا جاتا ہے نواصب کے نیک وصالح یزید پلید کے کرتوت عیاں ہوتے جاتے ہیں اور انسان اعتراف کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ سانحہ کربلا رلا دینے والی بدبختی ہے کہ رسولِ رحمت ﷺ کا گھرانہ خود امت کے ہاتھوں ویران ہوا۔

اس ایڈیشن میں نئے ابواب کا اضافہ یزید پلید کی سیاہ کاریوں کا مزید پردہ چاک کرتا ہے۔ وہ نئے ابواب امام حسن علیہ السلام کی شہادت میں یزید کا کردار، عقیدہ یزید، یزید کی دجل و فریب پر مبنی شخصیت کو سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ اسی طرح باب حُبِ یزید کا انجام قاری کو سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ حُبِ یزید سیدنا حسین علیہ السلام کے بغض کی بنیاد ہے اور اسی طرح "چند شبہات اور ان کا ازالہ" یہ باب انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ علمی وعقلی دلائل کے ساتھ ناصبیوں کے بے جان شبہات کے تسلی بخش جوابات دیئے گئے ہیں۔ کتابِ ہذا "ایامِ یزید" محض چند اوراق کا مجموعہ نہیں بلکہ بہت بڑا علمی اور تحقیقی کارنامہ ہے۔ دورانِ مطالعہ

مجھے اس بات کا شدت سے احساس رہا کہ جیسے مولانا مصطفی مصحفی حفظہ اللہ یہ فرما رہے ہیں۔

کئی یزیدوں نے للکارا ہے مجھے

ضربِ شبیر لگانے آ گیا ہوں (ڈاکٹر احمد آکاش)

اللہ تعالٰی سے دعا ہے کہ کتاب کو غلط افکار و نظریات کی اصلاح کا ذریعہ بنائے اور جن لوگوں نے عصرِ حاضر کے ناصبی ملاؤں کے کذب پہ مبنی دروس سن کر باطل نظریات کو قبول کر لیا ہے اُن کو ان نظریات سے رجوع کرنے کی توفیق بخشے اور مولانا مصطفی مصحفی حفظہ اللہ کو حاسدوں اور شریروں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین

دعا گو! خاکسار

ڈاکٹر عبدالرؤف حمزہ۔ فیصل آباد

تقدیم

خطیب العرب والعجم شیخ الاسلام علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ﷾

(امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث پاکستان)

الحمدللہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

امابعد

حضرت امام حسین علیہ السلام بلاشبہ ان نفوسِ قُدسیہ میں شامل ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

"انما یریداللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا"

(الاحزاب آیت نمبر33)

کہ اہل بیت کو اللہ تعالیٰ نے پاکباز ٹھہرایا۔ صحیح مسلم میں مروی ہے۔

"فدعا علیاوفاطمۃ والحسن والحسین وجللھم بکساء وقال اللھم ھولاء اھل بیتی"

علامہ ناصرالدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"بحکم کونھم فعلا من اھلبیتہ وھو مادل علیہ الحدیث الصحیح"

(مختصر صحیح مسلم للمنذری مع تحقیق العلامہ البانی)

امام حسین علیہ السلام کی اللہ رب العزت کے ہاں محبوبیت و مقبولیت کا اندازہ اس حقیقت سے بھی بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا فرزند سیدۃ نساء اھل الجنۃ فاطمۃ الزھرہ ؓ کا لختِ جگر اور نواسہ رسولِ کریم

کا اعزاز بخشا۔ اور ان کا نام (حسین) زبانِ نبوت سے خود اللہ رب العزت نے تجویز فرمایا۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلہ احادیث صحیحہ میں ایک روایت نقل کی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"لما ولد الحسن سماه حمزة فلما ولد الحسين سماه بعمه جعفر قال فدعاني رسول الله ﷺ فقال اني امرت ان اغير اسم هذين سماهما حسنا و حسينا"

(مسند احمد جلد اول صفحہ 159 مستدرک حاکم ج 4 ص 277)

جب حسن پیدا ہوئے تو ان کا نام حمزہ، جب حسین پیدا ہوئے تو ان کا نام ان کے چچا کے نام پر جعفر رکھا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ دونوں نام تبدیل کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان دونوں کے نام "حسن و حسین" رکھے۔

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"حجب الله هذين الاسمين ان يسمى بهاحتى سمى بهما النبي ﷺ"

(اسد الغابہ ج 9 ص 2)

اللہ تعالیٰ نے حسن اور حسین ناموں کو چھپائے رکھا یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ نے اپنے بیٹوں علیہم السلام کو ان سے موسوم فرمایا۔ واہ سبحان اللہ:

واضح ہوا کہ حسن و حسین ناموں کو اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کے نواسوں کے لیے پسند کیا۔ اور ان کو چھپائے رکھا اور نبی کریم ﷺ کو حکم دیکر ان دونوں کے نام حسن و

حسنین رکھوائے امام حسین علیہ السلام سے رسول کریم ﷺ کو جو بے حد محبت تھی۔ وہ اہل ایمان کے لیے اظہر من الشمس ہے۔ سیرت طیبہ کے روح پرور، دل آویز اور ایمان افروز مناظر ہیں جن سے رسول کریم ﷺ کی اپنے نواسے سیدنا امام حسین علیہ السلام سے بے تحاشہ محبت اور بے حد لگاؤ واضح ہوتا ہے۔ مسجد نبوی شریف میں حسنین کریمین نانا جان کا خطبہ جمعہ سننے کے لیے آ رہے تھے۔ شہزادگانِ نبوت کے پاؤں پتھریلی زمین کی تپش برداشت نہ کر سکے۔

"علیھما قمیصان احمران یمشیان و یعثران"

آپ ﷺ نے نواسوں کو پریشان دیکھا تو خود پریشان ہو گئے۔

فرمایا"فلم اصبر حتیٰ قطعت حدیثی"

(الجامع للترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج4 ص340)

میں اپنے نواسوں کی پریشانی پر صبر نہ کر سکا۔ حتی کہ میں نے خطبہ منقطع کر دیا۔ امام حسین علیہ السلام کے لیے یہاں تک کہہ دیا۔ "حسین منی و انا من حسین" برادرانِ اسلام بلاشبہ امام حسین علیہ السلام کے فضائل و مناقب کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہے۔ بقول شاعر:

شکارِ ماہ کروں کہ تسخیرِ آفتاب کروں
میں کس کو ترک کروں کس کا انتخاب کروں۔

بہر کیف اس ضمن میں چند حقائق کو ذکر کیا گیا ہے۔ جن سے آشکار ہوتا ہے کہ

ایامِ یزید

1۔امام حسین علیہ السلام اللہ رب العالمین کے ہاں رتبہ محبوبیت پر فائز تھے۔

2۔امام حسین علیہ السلام کا مقام ناطقِ وحی سرورِ کونین ﷺ کی نگاہِ نبوت میں نہایت ارفع و اعلیٰ تھا۔اور وہ آپ ﷺ کو از حد محبوب، عزیز اور مقرب تھے۔

3۔امام حسین علیہ السلام سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کی منشاء اور سنت ہے۔

4۔امام حسین علیہ السلام سے والہانہ لگاؤ رکھنا، دل کی گہرائیوں سے ان سے وابستگی اختیار کرنا رسولِ کریم ﷺ کی اتباع، اطاعت اور آپ ﷺ کی محبت کا بنیادی تقاضا ہے۔

بنابریں! خیر القرون سے لیکر تا امروز اہلِ ایمان کے قلوب امام حسین علیہ السلام کی محبت کی لذت اور چاشنی سے لبریز رہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، امہات المومنین علیھن السلام، تابعین، اتباع التابعین، محدثین و مفسرین، فقہاء و مجتہدین، واعظین، داعیان، مبلغین، صلحاء، بزرگانِ دین الغرض ہمارے تمام اسلاف نے امام حسین علیہ السلام سے بے حد محبت و عقیدت کا مظاہرہ کیا۔ان کی محبت کو حُبِ رسالت کا تقاضا سمجھا، اور امام حسین علیہ السلام کی محبت کے تقاضوں کو بھی ہمیشہ ملحوظِ خاطر رکھا۔آپ کے دوستوں کو دوست اور آپ کے دشمنوں کو دشمن سمجھا۔ محدثین کرام نے اہلِ بیتِ اطہار کے مناقب پر ابواب باندھ کر احادیثِ نبویہ کے ایمان افروز گلدستے سجائے۔ ائمہ شارحین (امام ابنِ حجر عسقلانی، امام نووی، امام شوکانی سے لیکر امام شمس الحق ڈیانوی، امام عبدالرحمن مبارک پوری اور شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز) نے ابوابِ مناقب کی وہ بصیرت آمیز، روح پرور اور عالمانہ تشریح کی ہے۔ جس کے مطالعہ سے اہلِ علم کے دل باغ

باغ، اور روح معطر ہو جاتی ہے۔ فن جرح و تعدیل کے ائمہ کرام نے امام حسین علیہ السلام سے محبت کا حق ادا کر دیا۔ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" الامام الشریف الکامل سبط رسول اللہ ﷺ وریحانتہ من الدنیا و محبوبہ ابوعبداللہ الحسین بن امیرالمومنین ابی الحسن علی بن ابی طالب"

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 144)

اور یزید کو ان کا مخالف اور دشمن گردانتے ہوئے ایک فیصلہ دیا۔

"یزید بن معاویۃ بن ابی سفیان الاموی مقدوح فی عدالتہ لیس باھل ان یروی عنہ وقال احمد ابن حنبل لاینبغی ان یروی عنہ"

(میزان الاعتدال ج 4 ص 440)

امام صفی الدین احمد الخزرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"یزید ابن معاویۃ بن ابی سفیان ولی بعھد من ابیہ واستباح المدینۃ فلم یمھلہ اللہ تعالیٰ ھلک سنۃ اربع وستین"

(خلاصہ تہذیب الکمال ج 3 ص 177)

بلاشبہ یہ وہ پاکباز اہل علم ہیں جن کو اللہ رب العزت نے مسلمانوں کی ترجمانی اور ان کی علمی و فکری تربیت اور رہنمائی کے لیے منتخب فرمایا تھا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص سے اس ذمہ داری کو نہایت حسن و خوبی کے ساتھ نبھایا۔ مگر افسوس صد افسوس! اس پاکباز جماعت کے پاکیزہ افکار و نظریات کے خلاف ایک بدنام زمانہ گروہ بھی سر گرم عمل رہا ہے۔ جسے "ناصبی" کے بدبودار، مکروہ، اور مذموم نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔
"ان اللہ لا یجمع امۃ محمد ﷺ علی ضلالۃ"
کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو ضلالت پر مجتمع نہیں ہونے دیتا یعنی جس امر پر امت مسلمہ مجتمع ہو جائے وہ ہدایت اور حقیقت ہے۔ آج دنیا کے تمام مسلمان مختلف مکاتب فکر میں منقسم ہونے کے باوجود امام حسین علیہ السلام کی محبت وحمایت اور یزید سے نفرت وعداوت پر مجتمع ہیں۔

مسلمانوں میں امام شافعی، امام مالک، امام ابو حنیفہ، امام جعفر صادق اور منہج محدثین کے حامل اہل حدیث سب حُبِ حسین علیہ السلام کے موقف پر قائم ہیں اور یزید کو آپ کا مخالف اور دشمن سمجھتے ہوئے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے محدثین کرام کے موقف کی ایک جھلک گزشتہ صفحات میں دیکھی۔ برصغیر کے نامور عالم دین، مناظر، قانون دان، جج، خطیب اور سیرت نگار حضرت قاضی سلمان منصوپوری جو نامور اہل حدیث بھی تھے۔ اپنی شاہکار تصنیف رحمۃ للعالمین میں نواسۂ رسولِ کریم ﷺ کا تذکرہ مبارک نہایت ادب و احترام کے ساتھ کرتے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام بھی لکھتے ہیں۔ جب کہ یزید کے متعلق "سیدنا یزید یا امیر یزید" یا اس کے لیے "رحمہ اللہ" یا کوئی اور دعائیہ کلمات کی بجائے "یزید پلید" لکھ کر اہل حدیث، اہل سنت، اہل اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کرتے ہیں۔ دیکھیے رحمۃ للعالمین جلد 2 صفحہ 71۔ اب ان لوگوں کو پہچاننا کس قدر ضروری ہے۔ جو یزید کی وکالت کے لیے سرگرم عمل ہیں اور ہمارے اسلاف کے منہج سے ہٹا کر نواصب کے افکار کا حامل بنانے کے لیے ناپاک سعی کر رہے ہیں اور تحریکِ اہل حدیث کو عام مسلمانوں کی

نگاہوں میں مطعون اور بدنام کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ مگر ہم اللہ رب العالمین کا لاکھ لاکھ شکر کرتے ہیں جس نے ہر دور میں ناصبی جراثیم کے سدِباب کے لیے مجاہدانہ کردار کے حامل علماء پیدا فرمائے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ ڈٹ کر ناصبی ذہنیت کا مقابلہ کیا۔ اُن کی خیانتوں اور مکاریوں کو بے نقاب کیا اور اُن کے دہرے معیار کو واضح کیا۔

"جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ"

گزشتہ چند ہفتے قبل ایک ہندی مولف کی کتاب "یزید بن معاویہ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ" نظر سے گزری۔ جو بلاشبہ علمی خیانتوں کا مجموعہ ہے۔ جس کی بڑی مثال کتاب کے ٹائٹل پر صحیح بخاری کی روایت "اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم" کا مصداق یزید کو بنایا گیا۔ کس قدر دیدہ دلیری اور افسوس ناک تعصب کی بدترین مثال ہے۔ آج سے 28 سال قبل راقم الحروف نے "خطبات بخاری" کے پہلے ایڈیشن میں شہید کربلا کے عنوان سے جو حقائق پیش کیے تھے۔ ان میں بالتفصیل ذکر کیا تھا۔ کہ "اول جیش" کے سپہ سالار حضرت عبدالرحمٰن تھے جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے تھے مگر حضرت امام حسین علیہ السلام کا بغض ناصبی لوگوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا۔ کوئی انصاف پسند ان سے پوچھے۔ گلستانِ اہلِ حدیث میں بیٹھ کر یزید کی وکالت کرنا اہلِ حدیث کی خدمت ہے؟ کیا اس سے دوسرے مکاتبِ فکر کے مسلمانوں میں اہلِ حدیث سے محبت اور قربت بڑھے گی یا نفرت وعداوت؟ میری دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو روزِ قیامت یزید کی معیت بخشے اور امام حسین علیہ السلام سے محبت وعقیدت رکھنے والوں کو ان کی رفاقت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ یزید کی حمایت میں انڈین کتاب سے جو دلی رنج پہنچا

اس کا اللہ تعالی نے فوراہی تدارک اس طرح کیا کہ شیخ الحدیث مولانا مصطفی المصطفی حفظہ اللہ کو توفیق بخشی کہ انہوں نے "ایام یزید" کے نام سے کتاب مرتب کی۔ جس میں دلائل و براہین کے ساتھ یزید کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے حضرت امام حسین علیہ السلام کی محبت و عقیدت اور آپ کی حمایت و دفاع کا حق ادا کر دیا ہے۔ میں مولانا مُصطفی صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ وہ کس قدر خوش نصیب ہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں امام حسین علیہ السلام "ان الحسن و الحسین سیدا شباب اھل الجنۃ"

(الجامع للترمذی مع تحفۃ الاحوذی" جلد 4 صفحہ 342)

کے دفاع کے لیے پسند فرمایا۔ "ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء"

ایں سعادت بزور بازوئے نیست　　　　تانہ بخشند خدائے بخشندہ

جب کہ سنابلی ہندوستانی کی بد نصیبی پر افسوس ہوتا ہے۔ کہ یزید پلید کی وکالت جس کے نصیب میں آئی "انا للہ وانا الیہ راجعون"

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ پسند اپنی اپنی　　　　نصیب اپنا اپنا۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں مولانا مصطفی مُصطفی کے لیے جہاں درازئ عمر کی بھیک مانگتا ہوں وہاں اس کتاب کی قبولیت کا بھی سوال کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ یہ کتاب عوام و خواص کے لیے نفع بخش ہو گی۔

کتبہ: سید ضیاء اللہ شاہ بخاری 14 اگست 2016۔

"ایام یزید" کے بارے میں علمائے کرام و خطبائے عظام کے تاثرات"

محسن الحدیث، مخدوم الحدیث، مناظرِ اسلام حضرت مولانا عمر صدیق صاحب

"الحمدللہ رب العالمین الرحمن الرحیم ۔ مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام سید الثقلین جد الحسن والحسین و علی اله الطاهرین و علیٰ اتباعہ الاولین والاخرین"

جب یزید(علیہ من اللہ ماالستحق)ایک غیر اتفاقی بادشاہ کے طور پر ظاہر ہوا۔ تو اس کے مقابل سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مکہ مکرمہ میں حکومت قائم کی اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے اس کے خلاف خروج کیا تو یزیدی فوجوں نے بڑی بے دردی سے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصوص بیٹے اور حقیقی نواسے سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما اور ان کی اولاد و رفقاء کو شہید کر دیا۔ روافضہ نے اس واقعہ پر دروغ گوئی کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے نفوسِ قدسیہ کو تختہ مشق بنایا تو روافضہ کے مخالفین نواصب نے شترِ بے مہار کی طرح ہانکیں شروع کر دیں۔ کسی نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کو باغی قرار دیا۔ تو کسی نے ان کے صحابی اور اہلِ بیت سے ہونے کا انکار کر دیا اور کئی حضرات یزید اور یزیدیوں کو بری ثابت کرنے کے لیے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قاتل ان کے اپنے ساتھیوں کو قرار دیتے ہیں اور کچھ جنونی یزید کو موضوع روایت کی بنیاد پر صحابیِ رسول بنائے ہوئے ہیں۔

لیکن حقائق ان بناوٹی باتوں سے چھپ نہیں سکتے۔ عبیداللہ بن زیاد اور اس کے سپاہی قاتلینِ حسین ہیں۔ اس حقیقت کا انکار سورج کا انکار کرنے کے مترادف ہے۔ بعض الناس یہودیوں کی دسیسہ کاری سے شائع ہونے والی کتاب انساب الاشراف بلاذری سے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تین شرائط والی روایت پیش کرتے ہیں قطع نظر تحقیق سند سے یہ روایت قاتلوں اور مجرموں کو بے نقاب کرتی ہے۔ ایک حصہ کو یزید کی برات کے لیے استعمال کرنا اور دوسرے حصے سے چشم پوشی کرنا یہ کن

لوگوں کی حرکت ہے؟؟
اولا: یہی تین شرائط والی روایت عبید اللہ بن زیاد اور یزیدی فوجوں کو قاتل قرار دیتی ہے۔
ثانیا: امام مظلوم کو تین شرائط کے باوجود شہید کر دینا ظلم عظیم نہیں تو کیا ہے؟
کچھ لوگ کذاب ناصبی تاریخ ساز لوگوں کی باتیں لیکر کہ یزید نے اہل بیت کے ساتھ حسن سلوک کیا اور قتل سردار جنت پر افسوس کیا اس سے اس کی برات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ اس گپ کو اگر حقیقت مان لیا جائے تو فی زمانہ حکومتیں اور سیاسی پارٹیاں بندے قتل کروا کے افسوس کی بانسری بجانا شروع کر دیں۔ تو کیا انہیں بھی بری قرار دیا جائے؟
ثالثا: ایک مسلمہ حقیقت جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ یزید نے قتل حسین رضی اللہ عنہ اور قتل اہل بیت کے جرم میں کسی کو کوئی سزا نہیں دی۔ بلکہ قاتل حسین ابن زیاد مبغوض خبیث کو تا مرگ کوفہ کا گورنر رکھا۔ علیہ من اللہ ما استحقہ یزیدی شیدائی اسے بچانے کے لیے گودڑ خر کی طرح بے تکی مارتے ہیں کہ اگر یزید نے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا تو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ نہیں لیا۔ عقل کے اندھے یزید کی محبت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اپنے دلوں کا بغض نکالتے ہیں۔ جن کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ تجھ سے مومن ہی محبت کرتا ہے اور منافق بغض رکھتا ہے دونوں واقعات میں فرق واضح ہے کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نامعلوم اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ معلوم۔۔۔۔ یزیدی ناصبی جب دلائل میں عاجز آ جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں ہمیں کیا لینا دینا حسین رضی اللہ عنہ اور یزید سے "تلک امۃ قد خلت" ہمیں ان کے بارے میں سوال نہیں ہو گا۔ میں حیران ہوں امتیازی مسائل مثلا رفع الیدین، آمین، فاتحہ خلف امام وغیرہ میں کوئی راوی آئے تو اس کا حشر و نشر کر دیتے ہیں۔ اس وقت یہ کائدہ کہاں چلا جاتا ہے؟ (میں نے لفظِ کائدہ قصداً لکھا ہے)

ایامِ یزید

یزیدیوں کی یزید کی محبت میں چند علامات۔

1۔ دلائل کے ساتھ وہی رویہ جو مخالفین کا امتیازی مسائل کے وقت ہوتا ہے۔

2۔ دفاعِ یزید میں صحابہ کرام کی گستاخیاں، خصوصاً اہل بیت و سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی توہین۔

3۔ دفاعِ یزید میں جھوٹے ڈراوے کہ طعن صحابہ کا دروازہ کھلے گا۔

4۔ فضائل و دفاعِ یزید میں ہر جھوٹ مقبول

5۔ محبت یزید میں جھوٹ گھڑنا وغیرہ۔

منہج محدثین اور یزید:

یزید کے بارے میں ائمہ و محدثین کے تین گروہ ہیں۔

1۔ پہلا گروہ یزید کی تکفیر کرنے والا

2۔ دوسرا گروہ یزید کو کافر تو نہیں کہتا مگر نامزد لعنت کرتا ہے۔

3۔ تیسرا گروہ جو یزید کی نہ تو تکفیر کرتا ہے نہ لعنتی کہتا ہے لیکن قتل حسین رضی اللہ عنہ کا ذمہ دار قرار دیتا ہے۔ جو کہ یقیناً فاسق و ظالم تھا۔

عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیکر مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ (امیر مرکزی جمیعت اہلحدیث پاکستان) کے دور تک ائمہ و محدثین اور برصغیر پاک و ہند کے علماء میں سے کوئی یزید کا حامی و محب نہ تھا۔ اہل تشیع کے نام نہاد رد کے نام پر بعض الناس میدان میں آئے جنہوں نے دسیسہ کاری سے یزید کی حمایت میں صفحات سیاہ کیے۔ بالخصوص یہ تحریک تب عروج کو پہنچی جب شیعہ سنی قتل و غارت عروج پر تھی۔ ریٹائرڈ بینک مینجر مُبغضِ اہل بیت محمود عباسی ظالم نے تو حد کر دی تو پھر اس کے اتباع و متاثرین نے خوب یاوہ گوئی کی۔ مذہبی جنونی اور متشددین کے سامنے حقائق رکھنا انتہائی نازک مسئلہ ہے۔ دوستیاں دشمنیوں میں بدل جاتی ہے۔ لوگ جان و عزت کے ایسے دشمن بن جاتے ہیں کہ

مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ اللہ گواہ ہے کہ ہم نے محبتِ حسین رضی اللہ عنہ میں کئی افراد کی دوستی کو دشمنی میں بدلتے دیکھا۔ پر ہم اس بات پر راضی ہیں۔ دامنِ اہل بیت و محبت حسین رضی اللہ عنہ ہاتھ سے نہ جائے بیشک دنیا کی ہر چیز چلی جائے۔ آوارگی، غیر سنجیدگی، افتراق، تشدد، عدمِ برداشت، معاصرت کے ناساز گار حالات میں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت العلام مصطفیٰ المصطفیٰ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ انھوں نے کمالِ محنت اور کمالِ عرق ریزی، بڑی جرات و بے باکی اور حق گوئی سے اعلائے کلمۃ اللہ اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لیے اپنا قلم چلا کر منہج محدثین کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔ ﴿جزاہ اللہ خیرالجزاء عنا و عن المسلمین﴾۔ میری عوام و خواص سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں اور آگے پڑھنے کے لیے بھی دیں۔ علمائے کرام اس کی طرف عوام کی توجہ بھی کروائیں۔ یہ کاوش دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا

والسلام: محمد عمر صدیق الحسینی 16-08-2016

خطیب واستاذ الحدیث جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ

نوٹ: فضیلۃ الشیخ محمد عمر صدیق صاحب حفظہ اللہ کی درج بالا تحریر ہمیں موصول ہو چکی تھی۔ ارادہ تھا کہ کتاب طباعت کے لیے پریس میں بھیج دی جائے۔ لیکن بعض علمائے کرام نے مسودے کا جائزہ لینے کے بعد فرمایا۔ کچھ ضروری مباحث رہ گئے ہیں۔ خاص طور پر حامیانِ یزید کی طرف سے یزید کے دفاع میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ اُن کا حل پیش نہیں کیا گیا۔ لہٰذا ہم نے اس سے متعلقہ ایک باب بعنوان "چند اہم شبہات اور ان کا ازالہ" کا اضافہ کیا۔ نیز چند اور عنوانات کا بھی اضافہ کیا جو کہ درج ذیل ہیں۔ "یزید بریلوی علمائے کرام کی نظر میں"، "یزید کا قبیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں"، "یزید کے بارے میں اکابرینِ اسلام کے فرمودات وتاثرات" وقت کی قلت کے پیشِ نظر یہ مضامین شیخ صاحب کی خدمت میں پیش نہیں کر سکے۔ "جزاہ اللہ خیرا و احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ" ــــــــــ از مولف

ایامِ یزید

فاتح ناصبیت، قائدِ اہلحدیث، حضرت علامہ عبدالباسط شیخوپوری
(ناظم تبلیغ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان)

تاریخ انسانیت کی ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ حق و باطل کی کشمکش ہر دور میں رہی ہے۔ باطل ہر دور میں مختلف روپ دھارتا رہا ہے۔ لیکن اہلِ حق جو ہوتے ہیں وہ باطل کو پہچان لیتے ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی پردوں میں چھپا بیٹھا ہو۔ عرصہ ہوا برصغیر پاک و ہند میں باطل یزیدیت کی شکل میں نمودار ہوا۔ دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں افراد لقمہ باطل بن گئے۔ میرے والدِ محترم حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ اس فتنے کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ بالآخر اپنی مدلل و موثر تقریروں سے اس فتنے کو چارو ں شانے چت کر دیا۔ ان کی تقریروں سے ہزاروں افراد راہِ ہدایت پر گامزن ہو گئے۔ یزیدیت کی پرخار وادیوں سے نکل کر حسینیت کے گلستانوں میں جا بسے۔ افسوس ہماری جماعت کی طرف سے تحریری طور پر اس فتنے کا رد نہ کیا گیا۔ جبکہ مختلف کتب خانوں نے یزید کے دفاع میں بیسیوں کتابیں شائع کر ڈالیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ہمارے والدِ محترم بقید حیات ہوتے تو اس فتنے کا تحریری طور پر بھی مدلل و موثر رد کرتے۔ لیکن زندگی نے وفا نہ کی حیات مستعار گزار کر خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ وقت گزرتا رہا۔ متعدد مرتبہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے قلم اٹھانے کی کوشش کی لیکن تبلیغی مصروفیات کی وجہ سے ایسا نہ ہو سکا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت شیخ مصطفیٰ کے نصیب میں رکھی تھی۔ شیخ صاحب نے حالات کے تقاضے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قلم اٹھایا۔ شبانہ روز کی محنت شاقہ سے اس مسئلہ پر خاطر خواہ مواد اکٹھا کر لیا۔ جسے ایام یزید سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ محض کتاب نہیں۔ گلشنِ سدا بہار ہے۔ ورق ورق پر حق و صداقت کے پھول دعوتِ نظارہ دیتے نظر آتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب شیخ الحدیث والتفسیر مصطفیٰ المصطفیٰ کی تالیف ہے۔ مصنف جہاں مدرس ہیں۔ وہاں صاحبِ تاثیر خطیب بھی۔ یہی وجہ ہے کہ تحریر میں خطابت کا رنگ جھلکتا ہے۔ مصنف جب فن

خطابت کی نزاکتوں سے آگاہ ہو تو اس کے قلم سے نکلی ہوئی تحریر خاموش نہیں رہا کرتی۔ حرف حرف بولتا سنائی دیتا ہے۔ آپ نے سنا ہو گا بعض تحریریں بولا کرتی ہیں۔ اس کا مشاہدہ کرنا ہو تو رات کی پر سکون گھڑیوں میں یکسوئی کے ساتھ ایام یزید کے چند صفحات بالخصوص واقعہ حرہ کا مطالعہ فرما لیں۔ جب رگوں میں جواں خون گردش کر رہا ہو۔ سینہ جب حبِ رسالت کی آتش سے بھڑک رہا ہو۔ اور ہاتھ میں قلم ہو پھر نوکِ قلم سے نکلنے والی تحریر خرمنِ باطل پر بجلی بن کر کوندتی ہے۔ گر ہماری اس بات سے اختلاف ہو تو (ایام یزید) کی ورق گردانی کر لیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ ناصبیت کے تاحد نگاہ پھیلے ہوئے کھیت و کھلیانوں پر بجلی کوندرہی ہے۔

دعا ہے مالکِ روز جزا ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اہل بیت کی چوکھٹ پر پہرہ دیتے رہیں۔ یہی ہماری زندگی کا ماحصل ہے۔ اس میں ہماری خوش بختی کی معراج پنہاں ہے۔

کتبہ: عبدالباسط شیخوپوری

حضرت مولانا عبدالعزیز راشد صاحب رحمہ اللہ

(سابق نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب و رکن مجلس شوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)

باسمہ تعالیٰ:

زیر نظر کتاب مسمیٰ (ایام یزید) مولانا مصطفیٰ المصطفی کی تالیف ہے۔ مصنف تعارف کے محتاج نہیں علمی حلقوں میں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ صاحبِ طرز خطیب و مصنف ہیں مزاج پر تحقیق غالب ہے۔ میں نے کتاب کا سرسری طور پر جائزہ لیا ہے انداز تحریر نہایت مدلل و موثر ہے۔ اس مسئلہ پر لکھی گئی کتابوں میں ایک گراں قدر کتاب کا اضافہ ہوا ہے۔ اپنے موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ ورق ورق پر حوالہ جات کا گلشن آباد ہے۔ جو مولانا کی وسعتِ مطالعہ کا ثبوت

ہے۔ہر مسلمان جو اس مسئلہ سے آگاہی چاہتا ہو اس کتاب کا بنظرِ عمیق مطالعہ کرے تاکہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے دلی لگن پیدا ہو اور آپ کے لیے دنیا و آخرت میں نجات کا ذریعہ بنے۔

کتبہ: عبد العزیز راشد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیر پنجاب مولانا منظور احمد صاحب آف گوجرانوالہ

ملک حاجی غلام مرتضی یزدانی کی وساطت سے مسودہ ملا۔ جس کو پڑھ کر دلی خوشی ہوئی اور یہ تحریر فضیلۃ الشیخ مصطفی المصطفی حفظہ اللہ کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جس میں انہوں نے حق و باطل کو واضح کیا ہے۔ جس کی موجودہ حالات میں بہت زیادہ ضرورت تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ حضرت حسن و حضرت حسین رضی اللہ عنہما جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ جس طرح سورج کی چمک اور چاند کی دمک اور ستاروں کی روشنی اور قرآن کی تاثیر اور بدرِ منیر کی سیرت میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح حسنین کریمین کی عظمت میں کوئی شک نہیں۔ اسی طرح اس بات میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ آپ علیہ السلام کے اہل بیت عظام کے ادب و احترام میں ذرہ برابر فرق ڈالنے والا یا شک کرنے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا مخالف ہمیں قطعاً اچھا نہیں لگتا۔ اور امام حسین بھی وہ جو اسلام کی جان ہیں۔ جو علماء اہل بیت عظام اور حسنین کریمین کے محب ہیں۔ میں انھیں مبارک دیتا ہوں اور وہ یقیناً خوش نصیب لوگ ہیں۔ اور جو لوگ یزید کے حامی ہیں وہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

دعاگو: منظور احمد صاحب گوجرانوالہ 26-08-2016

مولانا قاری بنیامین عابد آف اوکاڑا

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

امابعد

یزید کے بارے میں میرا موقف ہے۔"لانحب و لانسب "نہ تو ہم یزید سے محبت کرتے ہیں۔ کیونکہ حُبِ یزید معیارِ ایمان نہیں۔ اور حُبِ حسین معیارِ ایمان ہے۔ یزید کی زندگی پر جرح کرنے کا حق حاصل ہے۔ کیونکہ وہ صحابی نہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی پر ہمیں جرح کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں۔ کیونکہ وہ صحابیِ رسول ہیں۔ بلکہ ناطقِ وحی کی زبان سے سید اشباب اہل الجنۃ شرف پانے والے ہیں۔ اور یزید اپنے کیے ہوئے کی سزا اللہ سے ضرور پائے گا۔ اور جو بھی اس نے فسق و فجور کیا ہے۔

الغرض؛ ہم حسینی ہیں یزیدی نہیں ہیں قابلِ غور بات یہ ہے۔ کیا آپ نے کبھی سوچا کہ یزید کی حمایت ہمارے مسلک کو کتنا نقصان دیتی ہے۔ بہت سارے لوگ محض اس لیے ہم سے دور نکل گئے ہیں۔ کہ یہ لوگ آلِ رسول کے دشمن (یزید) کی حمایت کرتے ہیں۔ اس لیے وکلائے یزید کو اپنے موقف پر نظرِ ثانی کرنا ہو گی۔ زیرِ نظر کتاب محقق عالمِ دین، فضیلۃ الشیخ مصطفیٰ المصحفی کی تالیف ہے۔ جس میں دلائل و براہین کا انبار لگا دیا گیا ہے۔ یقیناً متلاشیانِ حق کے لیے کافی مفید ثابت ہو گی۔ ان شاء اللہ

والسلام: بنیامین عابد تاریخ 2016-08-15

خادم صحابہ واہل بیت رضی اللہ عنہم مولانا محمد سعید احمد سعید

(سابق امیر جمیعت اہل حدیث فیصل آباد)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

زیرِ نظر کتاب محترم المقام حضرت مولانا مصطفیٰ المصطفیٰ حفظہ اللہ کی تالیف ہے۔ مصنف تعارف کے محتاج نہیں۔ علمی احباب میں عظیم مقام حاصل ہے۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے۔ اندازِ تحریر سے حق روز روشن کی طرح چمک رہا ہے۔ اپنے موضوع پر اسلامی دنیا میں مقام بلند تر رکھتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام الناس کی ہدایت اور مصنف کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین، والسلام:

حکیم محمد سعید احمد سعید (مدیر ادارہ نور نبوت پاکستان)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اُستاذ الخُطباء خطیبِ یورپ و ایشیا، شیخ القرآن، قاری عبدالحفیظ صاحب

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین امابعد

بعض نام نہاد محققین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ناروا الفاظ استعمال کرتے رہتے ہیں۔ کبھی شرم و حیا سے عاری لہجے میں کہتے ہیں۔ کہ یزید نہایت افضل تھا۔ یہ ناصبیت زدہ سوچ رکھنے والے خود کو محقق اور مدقق کیا کیا کہلا کر خوش ہوتے رہتے ہیں اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں۔ انہیں کیا معلوم کہ حسین رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ نبی کا نور العین حسین رضی اللہ عنہ، نواسہ رسول حسین رضی اللہ عنہ، جگر گوشہ علی و بتول حسین رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ منبع تسلیم و رضا حسین رضی اللہ عنہ، حسین رضی اللہ عنہ میر امیر اسلام کا سفیر، حسین رضی اللہ عنہ ایمان والوں کا پیر حسین رضی اللہ عنہ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"هما سیدا شباب اهل الجنة هما ریحانتای" نبی ﷺ تو اپنے نور العین، حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو اپنے دائیں بائیں منبر پر بٹھالیں۔ نبی ﷺ سر سجدے میں رکھے ہوں۔ حسین رضی اللہ عنہ کمر پر سوار ہو جائیں۔ تو نبی ﷺ اپنا سجدہ لمبا فرما دیں۔ کسی کا چھوٹا سا بچہ مسجد میں آ جائے۔ تو نبی ﷺ با حفاظت باہر تک چھوڑ کر آئیں صحابہ عرض کریں یہ کون ہے۔ نبی ﷺ فرمائیں یہ حسین رضی اللہ عنہ کا بیلی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کا بیلی نبی ﷺ کا پیارا۔ مختصر یہی کہ آؤ موازنہ کریں۔ تم یزید کی صف میں ہو گے میں اور حسین رضی اللہ عنہ کو ماننے والے حسین رضی اللہ عنہ کی صف میں۔ میرے نبی ﷺ یزیدیوں کو دیکھ کر فرمائیں گے۔ میرے حسین رضی اللہ عنہ نے تمہارا کیا گنوایا تھا جو میرے حسین رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتے رہے؟ ناصبی کہتے ہیں قاری عبدالحفیظ سے کہو ہم سے مناظرہ کرلے۔ بدبختو مجھے اپنے جیسا گندا سمجھتے ہو؟

حسین رضی اللہ عنہ کا بابا علی رضی اللہ عنہ یزید کے بابا سے افضل، حسین رضی اللہ عنہ کا نانا یزید کے نانا سے افضل حسین رضی اللہ عنہ کی ماں فاطمۃ الزہرہ علیہا السلام یزید کی ماں سے افضل۔ جبکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ حُبِ حسین رضی اللہ عنہ نہیں تو ایمان بے کار ہے۔ حُبِ حسین رضی اللہ عنہ کا تقاضا ہے کہ ان کا ادب و احترام کیا جائے۔ ان کے فضائل کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ ان کی ذات اور ان کے موقف کا بھرپور دفاع کیا جائے۔ اللہ کریم کے فضل و کرم سے دنیا کے مختلف ممالک میں تبلیغی دوروں پر جانے کا اتفاق ہوا۔ عوام کے خیالات و افکار جاننے کا موقعہ ملا۔ پورے وثوق سے کہتا ہوں "مسئلہ یزید" پر قلم اٹھانے کی اشد ضرورت تھی۔ جبکہ کچھ ناعاقبت اندیش افراد یہ کہتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہ اس مسئلہ پر سکوت اختیار کرنا چاہیے۔ ہم سے کون سا اس مسئلہ پر قبر میں سوال ہونا ہے۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے، ناصبی درندے اپنے نوکیلے دانت نکالے حملہ آور ہو چکے ہیں۔ کیا امام حسین رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنا چاہیے یا زبان و قلم پر سکوت کے پہرے بیٹھا لینے چاہیے؟ میں دعا گو ہوں، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مصطفیٰ المصطفیٰ حفظہ اللہ کے لیے جنہوں نے ایسے وقت میں قلم اٹھایا۔

بڑے بڑے سکوت کی چادر اوڑھے سو رہے ہیں۔ نہایت محنت اور جرات سے حدیث و فقہ، تاریخ ،اسماء الرجال الغرض ہر قسم کی کتب سے حوالہ جات کا ذخیرہ جمع کر دیا جسے "ایام یزید" کا نام دیا گیا ہے۔ یہ محض کتاب نہیں ہے۔ دلائل کا بحر بے کنار ہے۔ جس میں ناصبیت کے سفینے ڈوبتے نظر آتے ہیں۔ اہل اسلام سے گزارش ہے کہ خاص کر ان احباب سے جو امام حسین رضی اللہ عنہ کے دفاع کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ تاکہ ناصبیوں اور یزیدیوں کی تاویلات، ہفوات کا مدلل رد کر سکیں۔

حسین کا نوکر

قاری عبدالحفیظ فیصل آبادی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فضیلۃ الشیخ مولانا یحییٰ فاروق حفظہ اللہ آف لاہور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امابعد

گزشتہ ماہ حکیم بختیار رائے کی وساطت سے معرکۃ الاراء کتاب ایام یزید موصول ہوئی۔ میری ناقص رائے کے مطابق اس مسئلہ پر لکھی گئی کتب میں نہایت ہی ممتاز مقام رکھتی ہے۔ الحمدللہ اس کتاب نے یزیدیت و ناصبیت کے پھیلائے ہوئے پروپگنڈے کا بھرپور توڑ پیش کیا ہے۔ ہمارے لاہور شہر میں بہت سے لوگ جو لاعلمی کی وجہ سے یزید کو ولی کامل کا درجہ دیے ہوئے تھے۔ اب یزید سے متنفر و نالاں نظر آتے ہیں۔ شیخ الحدیث والتفسیر الشیخ مصطفی المصطفی صاحب کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے۔ کہ بے پناہ مصروفیت کے باوجود ہزارہا کتب کا مطالعہ کر کے حسینی علماء کو یزیدی

وکیلوں کے خلاف اس قدر مواد فراہم کر دیا ہے۔ جس کی موجودگی میں یزید کے وکیل پریشانی و پشیمانی کا چہرہ بار بار دیکھتے رہیں گے۔ دعا ہے اللہ رب العزت جملہ معاونین کی اس محنت و کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی معیت میں جنت کا داخلہ نصیب فرمائے۔ آمین!

یحییٰ فاروق لاہور

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خطیب اسلام حضرت مولانا حافظ اسماعیل عتیق آف سمندری

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین

امابعد

زیرِ نظر کتاب ایام یزید کا مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ کہنے کو تو کتاب ہے، حقیقت میں ایک لائبریری سے کم نہیں۔ اس قدر حوالہ جات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ کہ پڑھنے والا اگر تعصب سے کام نہ لے۔ تو اثر لیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یزیدیت کا سیلاب جو بڑھتا ہی چلا آ رہا تھا۔ اس کتاب نے اس کے آگے بند باندھ دیا ہے۔ کتنے ہی لوگ جن کی زبانیں امام حسین رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کی نجاست سے آلودہ ہوتی رہتی تھیں۔ اس کتاب نے انھیں اپنے نظریات پر نظرِ ثانی کرنے پر آمادہ کر دیا ہے۔ ہمارے بعض وہ احباب جو غلط فہمی کی بنیاد پر ہمارے بارے میں کہا کرتے تھے۔ کہ یہ لوگ یزید کے وکیل ہیں۔ ان لوگوں کی غلط فہمی بھی دور ہوتی جا رہی ہے۔ ہمارے بارے میں کسی کو شک نہ رہے۔ ہم واشگاف الفاظ میں اعلان کرتے ہیں۔ ہم حسینی ہیں یزیدی نہیں۔ اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوتے تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں پر دیوانہ وار قربان ہو جاتے۔ ہم مدنی

ہیں، کوئی نہیں۔ کئی ہیں شامی نہیں۔ تاریخ شاہد ہے مدینہ سے جو امام حسین ؓ کے ساتھ چلے تھے۔ جانیں قربان کر گئے اور امام حسین ؓ کو خط لکھ لکھ کر بلانے والے بزدلی کی چادر تان کر سو گئے۔ جماعتی احباب سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں۔ تاکہ حسینیت کو فروغ ملے اور یزیدیت دفن ہو جائے۔

کتبہ:۔ اسماعیل عتیق

تاریخ 16 جولائی 2016

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ترجمانِ منہجِ سلف، مصنفِ شہیر، حضرت علامہ عبداللہ دانش حفظہ اللہ

(مصنف کتبِ کثیرہ و خطیب مسجد الہدیٰ نیویارک، امریکہ)

باسمہ تعالیٰ

ہم جب مختلف قوموں پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ہر قوم اپنے اپنے مذہبی پیشوا کی شخصیت میں الجھی ہوئی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔" و قالت الیہود عزیر ابن اللہ "یہودی کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔" وقالت النصاری المسیح ابن اللہ "عیسائی کہتے ہیں۔ کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔" ذالک قولھم بافواھھم "یہ بے حقیقت باتیں ہیں۔ جو وہ اپنی زبانوں سے نکالتے ہیں۔ (سورۃ توبہ آیت:30)

انبیاء کرام دنیا میں کس لیے بھیجے گئے۔ ہر نبی نے اپنی قوم کو بنیادی دعوت یہی دی۔" یا قوم اعبدوا اللہ "اے برادرانِ قوم اللہ کی بندگی کرو۔ (سورۃ الاعراف آیت:59)

"ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت" (سورۃ النحل آیت:36)

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا۔ اور اس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا۔ کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔

طاغوت کیا ہے؟

"والطاغوت، اللات، والعزی، والکاهن، والشیطان، وکل راس من ضلال، والاصنام، وکل ماعبد من دون الله، ومردة اهل الکتاب"

طاغوت مشہور بتوں لات، عزیٰ، اور نجومی غیبی خبریں دینے والا، شیطان، اور ہر گمراہی کا سردار، پوجا کی مورتی، ہر وہ چیز جس کی اللہ کے سوا بندگی کی جائے، اور اہل کتاب کے سرکش لوگ۔

طاغوت کا مادہ

طغی یا طغو ہے۔ طغی یطغی یا طغا یطغوا ان کے معنی ہیں۔ "تجاوز الحد و غلا فی الکفر و اسرف فی المعاصی والظلم" یعنی حدِ فاصل سے تجاوز کرنا۔ کفر میں غرق ہونا، اللہ کی نافرمانی اور بندوں پر ظلم میں حد سے بڑھ جانا۔

(بصائر ذوی التمییز فی لطائف الکتاب العزیز ج3 ص508)

نبی خود قانونِ الٰہی کے پابند ہیں۔ اپنی مرضی نہیں کر سکتے۔

"قل مایکون لی ان ابدله من تلقائی نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی"

(سورۃ یونس:15)

اے نبی ان سے کہو میرا یہ کام نہیں ہے۔ کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی تبدیلی کروں۔ میں خود اس وحی کا پیروکار ہوں۔ جو میرے پاس بھیجی گئی ہے۔ مذکورہ قرآنی دلائل سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی۔ کہ اصل مقصودِ حیات خدا کی بندگی ہے۔ یعنی قانونِ الٰہیٰ مقدم اور مقدس ہے۔ شخصیت پرستی کی جڑ کٹ گئی ہے۔ پرستش صرف ایک اللہ کی ہے۔ انبیاء مخلوقات کے لیے خالق سے ملانے کا واسطہ اور ذریعہ ہیں۔

ایامِ یزید

حسین ویزید

یہ دو شخصیتیں ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان میں سے کون قانونِ الٰہی کا پیروکار اور پیغمبرِ انقلاب کے نقش قدم پر چلنے والا ہے۔ ہم تاریخ انبیاء کو دیکھیں تو ہر نبی نظام باطل سے ٹکراتا ہوا دکھائی ہے، جیسا کہ ابراھیم علیہ السلام نمرود سے ٹکرائے۔ موسیٰ علیہ السلام فرعون سے ٹکرائے۔ نبی آخر الزماں ابو جہل اور ابو لہب سے ٹکرائے۔ اسی طرح حسین رضی اللہ عنہ یزید سے ٹکرائے۔ امام ابو حنیفہ نے بنو امیہ اور بنو عباس سے کوڑے کھائے۔ اور زبردستی زہر پلا کر قتل کر دیئے گئے۔ امام مالک نے والی مدینہ جعفر سے ستر کوڑے پیٹھ پر برداشت کیے۔ امام احمد بن حنبل نے مامون الرشید کے دربار میں 34 کوڑے کھائے۔ اور 28 ماہ قید میں رہے۔

﴿ایامِ یزید﴾

یہ کتاب میری نظروں سے گزری تو قلبی مسرت ہوئی کہ یزید نے جو ظلم ڈھائے۔ اہل کربلا، اہل مدینہ اور اہل مکہ پر انہیں بہت مدلل اور خوبصورت پیرائے میں واضح کیا۔ جس کی تقدیم میرے ممدوح علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے پیش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ مولف کتاب ھذا جناب علامہ مصطفیٰ المصطفیٰ کو عمرِ دراز باعافیت اور عملِ صالح نیز کلمہ حق سربلند کرتے رہنے کی توفیقاتِ وافرہ سے نوازتا رہے۔ آمین! تاکہ مقصدِ نبوت اور خلافتِ راشدہ کی حقیقتیں مسلمانوں پر آشکار ہوں

خادمِ اہل بیت نبوی اور صحابہ نبی

عبداللہ دانش 12 جولائی 2017

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جامع المعقول والمنقول استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث الدکتور

علامہ امیر علی صدیقی حفظہ اللہ تعالی

(امیر تحریک دفاعِ اہل بیت العالمی پنجاب وناظمِ اعلی متحدہ جمعیت اہل حدیث اوکاڑہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین

امابعد

جس طرح کانٹوں کا مقابلہ پھولوں سے نہیں ہو سکتا، رات اور دن برابر نہیں ہو سکتے، دھوپ اور چھاؤں ایک جیسے نہیں ہو سکتے، بلندی و پستی کو برابر نہیں کہہ سکتے بعینہ سیدنا امام حسین بن علی المرتضی علیہ السلام اور اُن کے مدِ مقابلہ یزید بن معاویہ برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ بات بھی تب جب یزید بڑا ہی اچھا اور اعلیٰ کردار رکھتا ہو جب اُس کی ذات ہی سلف الصالحین کے نزدیک اچھی نہیں تو اُسے کس طرح سردارِ بہشت سیدنا وامامنا حسین بن علی علیہ السلام کے مدِ مقابل کیا جاسکتا ہے؟

اللہ تعالی اچھی عاقبت بنائے علامہ مصطفی المصطفی حفظہ اللہ کی اور ان کے رفقاء کی۔ جنہوں نے امتِ مسلمہ کو اس گھمبیر مسئلہ سے بڑے اچھے انداز سے نکالا اور یزید کا اصلی چہرہ دکھایا۔ کتاب "ایامِ یزید" اس مسئلہ پر مکمل انسائیکلوپیڈیا ہے۔ جس میں خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں یزید اور عہدِ یزید، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور یزید، ائمہ کرام رحمہم اللہ اور یزید، تابعین و تبع تابعین اور یزید، سلف الصالحین اور یزید، علمائے اہل حدیث اور یزید، علمائے احناف دیوبند اور یزید، علمائے بریلویہ اور یزید جیسے ابواب باندھ کر واضح کر دیا گیا ہے کہ امتِ مسلمہ میں سے کسی بھی متدین و مستند شخصیت کے ہاں یزید کوئی صالح کردار کا حامل نہیں۔ بُرا ہو ناصبیوں کا جو ہر وقت

فرشتہ صفت انسان ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مگر سن لیں ناصبی اور ذریتِ ناصبیت جب تک صحابہ کرام کے وارث، خاندانِ نبوت کے چوکیدار، تابعین و تبع تابعین کے پیروکار، ائمہ عظام و سلف الصالحین کے روحانی فرزند زندہ ہیں حسین بن علی علیہما السلام کا دفاع کرتے رہیں گے۔ یزید کا مکروہ چہرہ عوام الناس کو دکھلاتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔ کتاب ایام یزید ناصبیوں کے اٹھائے ہوئے جملہ اعتراضات کا منہ توڑ جواب ہے۔ اس لیے ہر عالم، واعظ، مقرر، مبلغ اور طالبِ علم و متلاشیانِ حق کے پاس اس کا ہونا از حد ضروری ہے۔

دعاؤں کا طالب اور دعا گو.

امیر علی صدیقی بانی و ناظم مرکز ندائے توحید مدرسہ عبدالحق اڈا نول پلانٹ ضلع اوکاڑہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محقق اسلام علامہ حافظ ریاست علی توحیدی حفظہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

شیخ مصطفیٰ المصطفیٰ حفظہ اللہ کی تصنیف ایام یزید پر کچھ لکھنا اس لحاظ سے باعثِ سعادت ہے کہ اس تصنیف نے شہادت نواسہ رسول ﷺ کے اصل کرداروں کو بے نقاب کیا ہے اور یوں اہل بیت اور نواسۂ رسول ﷺ سے اپنی والہانہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

شیخ مصطفیٰ المصطفیٰ خوش نصیب ہیں اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی زندگی کا مرکز و محور دشمنانِ اہل بیت کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کو بے نقاب کرنا ٹھہرایا ہے۔ تقریباً نصف صدی سے آپ حضرت امام حسین علیہ السلام ایسی عظیم ہستی پر کیچڑ اچھالنے والوں اور یزید کے فسق و فجور کا دفاع کرنے والوں کے خلاف برسرِپیکار ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی حُب اہل بیت کو وسعت اور جلا بخشے۔ آمین

حافظ ریاست علی توحیدی

ترجمانِ منہج سلف فضیلۃ الشیخ مولانا خالق بخش حفظہ اللہ

(مدیر جامع سیدہ عائشہ صدیقہ للبنات 224 فتح دین والی محلہ فیروز شاہ فیصل آباد)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد

میں نے "ایامِ یزید" کا مطالعہ کیا۔ ماشاءاللہ مولانا نے بڑے عظیم الشان، ٹھوس علمی حوالاجات جمع کر دیئے ہیں۔ امام حسین علیہ السلام اور اُن کے رفقاء کی عظمت کو خوب اجاگر کیا ہے۔ یزید اور یزیدیت کا خوب رد کیا ہے۔ حوالہ جات بڑی احتیاط سے ذکر کیے ہیں۔ برصغیر میں اس قسم کی کتاب کی اشد ضرورت تھی۔ الحمدللہ مولانا نے بڑی محنت سے کام کیا ہے۔ ان شاءاللہ اہل زبان کو اس سے بہت نفع پہنچے گا۔ اہل اسلام سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو خود بھی پڑھیں اور عوام الناس کو بھی اس کتاب کے مطالعہ کی ترغیب دیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کو دینی دنیاوی نعمتوں سے نوازے۔ والسلام

خالق بخش محلہ فروز شاہ فیصل آباد

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فاتح ناصبیت و یزیدیت علامہ سید یعقوب شاہ گیلانی

(امیر متحدہ جمعیت اہل حدیث فیصل آباد)

عرصہ دراز سے خواہش تھی ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں یزید کے کردار کا مدلل جائزہ لیا گیا ہو لیکن مصروفیات آڑے آتی رہیں، خواہش صرف خواہش ہی رہی چند دنوں کی بات ہے شیخ مصطفی صاحب تشریف لائے کہنے لگے شاہ جی میں نے مسئلہ یزید پر کچھ مواد جمع کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں

جب مسودہ دیکھا تو مارے خوشی کے آنکھوں سے آنسو چھلک آئے اللہ رحیم و کریم نے میری خواہش کی تکمیل شیخ صاحب کے ہاتھوں کروا دی شیخ صاحب سے کافی پرانی شناسائی ہے۔ شیخ صاحب کی زندگی کے نشیب و فراز میرے سامنے ہیں۔ گیارہ سال کی عمر میں حفظِ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً 22 سال کی عمر میں جمیع علومِ اسلامیہ کی تکمیل کی کلیۃ دار القرآن والحدیث جناح کالونی فیصل آباد سے سندِ فراغت حاصل کرنے کے بعد تدریس کے میدان میں قدم رکھا۔ جمیعت اہلحدیث کے سابق امیر مولانا حافظ عبدالحمید عابد کے پر زور اصرار پر جامع مدنیہ فیصل آباد میں نائب شیخ الحدیث کی ذمہ داری اٹھائی، فقہ، حدیث، تفسیر، صرف و نحو کی ادق ترین کتابیں عرصہ دراز تک پڑھاتے رہے۔ پھر مرکز تفہیم السنہ کے نام سے فیصل آباد میں ایک ادارہ قائم کیا۔ وہاں صحیح بخاری سمیت دیگر کتب کی تدریس کے ساتھ ساتھ افتاء کی ذمہ داری بھی نبھا رہے ہیں۔ عرصہ دراز کی تدریس کا نتیجہ ہے کہ ملک بھر میں سینکڑوں شاگرد دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اگر اس لحاظ سے ان کو استاذ العلماء کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ اللہ کی خصوصی عطا ہے کہ شیخ صاحب جہاں کامیاب مدرس ہیں وہاں صاحبِ اسلوب مصنف بھی۔ فنِ مناظرہ پر بھی گہری نظر رکھتے ہیں زیر نظر کتاب شیخ کی حُبِ اہلِ بیت کا منہ بولتا ثبوت ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عوام الناس کی ہدایت اور مصنف کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ کتاب کے تصدق عذابِ قبر سے محفوظ فرمائے مصنف کو جنت میں الِ محمد کی رفاقت نصیب فرمائے امید ہے یہ کتاب منظرِ عام پر آنے کے بعد انشاءاللہ پس منظر میں نہیں جائے گی۔

کتبہ: وکیلِ الِ محمد خادم اہل بیت حکیم سید یعقوب شاہ گیلانی، مہتمم مرکز حسین ابن علی علیہما السلام اڈا مسافر خانہ امین پور بنگلہ روڈ فیصل آباد تاریخ 01-06-2015

سببِ تالیف

حُبِ یزید ایک ناسور ہے۔ عشقِ یزید ایک گھن ہے جو انسان کے ایمان کو کھا جاتا ہے۔ یہ ایسا روگِ جاں ہے۔ جو بد نصیب بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کے دل میں نواسۂ رسول ﷺ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے بُغض کی بنیاد پڑ جاتی ہے۔ زبان جہاں فضائلِ یزید اُگلنے لگتی ہے۔ وہاں "سیدا شباب اھل الجنۃ" کی ذات پر زہریلے تیر چھوڑنے لگتی ہے۔ یہ مرض اس قدر ایمان سوز ہے۔ جو انسان کو گستاخانِ اہلِ بیت کی صف میں لا کھڑا کرتا ہے۔ جو زبان نمازوں میں "صل علی محمد و علی الِ محمد" پڑھتی ہے۔ وہی زبان برسرِ منبر شہیدِ کربلا کو باغی کہنے لگتی ہے۔ حکومت واقتدار کے حریص ہونے کا فتویٰ صادر کرنے لگتی ہے۔ وہ زبان جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی تسبیح و تہلیل کے لیے پیدا کیا ہے۔ یزید کے فضائل و قصائد سنانے لگتی ہے۔

یہ منظر بار بار دیکھا گیا ہے کہ۔

حامیانِ یزید جب مسئلہ یزید پر گفتگو کرتے ہیں۔

تو سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کی شانِ اطہر میں ایسی بدترین گستاخیاں کر جاتے ہیں۔ کہ عام مسلمان تڑپ کر رہ جاتا ہے۔ اِن حالات کے پیشِ نظر ضرورت محسوس کی گئی کہ وہ "شخص" جس کی محبت ایمان سوز ہے باعثِ بُغضِ اہل بیت ہے۔ اس کے اصل خدوخال واضح کر دیے جائیں اس کے مکروہ چہرے سے تقدس و بزرگی کے وہ تمام پردے ہٹا دیے جائیں جو عاشقانِ یزید نے ڈال رکھے ہیں۔ تاکہ اِس ایمان کش مرض کا سدِباب ہو جائے۔ یاد رکھیے۔۔۔۔

میدانِ کربلا میں یزیدی لشکر امامِ مظلوم علیہ السلام پر تلواروں سے حملہ زن تھا۔ آج لشکرِ یزید زبان و قلم سے حملہ زن ہے۔ اس وقت جانثارانِ حسین علیہ السلام نیزوں اور تلواروں سے امام علیہ السلام کا دفاع کر رہے تھے اور آج جانثارانِ حسین علیہ السلام زبان و قلم سے دفاع کر

رہے ہیں۔اب فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ:

آپ لشکرِ حسین علیہ السلام میں شامل ہوتے ہیں یا لشکرِ یزید کا انتخاب کرتے ہیں۔آپ حُسینی بنتے ہیں یا یزیدی۔یزیدی بننے کے فضائل تو میں کسی حدیث میں نہیں پاتا۔جب کہ حسینی بننے کے فضائل کُتبِ احادیث میں جابجا پاؤ گے

آخر میں ہم اُن تمام احباب کے حق میں دُعاگو ہیں جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت و طباعت میں کسی بھی طرح کا تعاون کیا۔ میں خاص طور پر مشکور ہوں محترم محمد اعظم (ڈائریکٹر شعبہ نشرواشاعت) کا جو کہ امامِ حُسین علیہ السلام سے جنون کی حد تک محبت رکھتے ہیں۔دفاعِ اہلِ بیت کے لیے اپنا آپ وقف کرر کھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ دن بھر کی تھکاوٹ اور بسا اوقات صحت کی ناسازگی کے باوجود رات گئے تک نہایت جانفشانی کے ساتھ کتاب پر کام کیا۔اِس دوران بڑے اعصاب شکن مراحل سے گزرنا پڑا۔متعدد بار کمپیوٹر سے ڈیٹا ضائع ہوا۔لیکن

حوصلہ پست نہ ہونے دیا کام جاری رکھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے محنت کا صلہ دیا اور کمپوزنگ کا مرحلہ مکمل ہو گیا۔ علاوہ ازیں دیگر امور میں بھی ہمارے قدم بقدم چل رہے ہیں۔ کبھی بھی تنہائی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ہماری دعاؤں کے حقدار ہیں حافظ محمد عثمان فیصل آبادی (رابطہ سیکرٹری تحریک دفاع اہل بیت العالمی) جنہوں نے اس سلسلے میں مثالی خدمات سرانجام دیں اور محترم حافظ ریاست علی صاحب (رکن مجلس شوریٰ تحریک دفاع اہل بیت العالمی) بھی جنہوں نے نہایت محنت کے ساتھ مسودہ کی پروف ریڈنگ کی۔ اللہ تعالیٰ جملہ معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اپنے خصوصی فضل وکرم کے ساتھ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے قدموں میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

یزید احادیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں

﴿پہلی حدیث﴾

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"سمعت الصادق المصدوق يقول هلكة أمتي على يدي غلمة من قريش"

میں نے صادق، مصدوق یعنی نبی ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ فرمارہے تھے۔میری امت کی ہلاکت قریش کے ناپختہ کار،اور کم فہم افراد کے ہاتھوں ہوگی۔ (صحیح البخاری حدیث نمبر7058)

قارئینِ کرام:۔درج بالا حدیث نبوی ﷺ کے بارے میں محدثین کرام کے فرمودات ملاحظہ فرمائیں۔

علامہ بدرالدین العینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وأولهم يزيد عليه ما يستحق وكان غالبا ينزع الشيوخ من إمارة البلدان الكبار ويوليها الأصاغر من أقاربه."

ان میں پہلا یزید علیه ما یستحق ہے۔وہ بڑے اہم شہروں کی امارت

سے بڑے جلیل القدر، تجربہ کار افراد کو ہٹا دیتا اور ان کی جگہ اپنے خاندان کے کم عمر لڑکوں کو مقرر کر دیتا۔

(عمدۃ القاری جز 25 صفحہ 113)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"ان اولهم يزيد كما دل عليه قول ابى هريرة راس الستين وامارة الصبيان فان يزيد كان غالبا ينتزع الشيوخ من امارة البلدان الكبار و يوليها الاصاغر من اقاربه"

ان میں سب سے پہلا یزید ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول "راس الستين وامارة الصبيان" اس بات کی دلیل ہے۔ کیونکہ یزید اکثر بڑے بڑے اہم شہروں کی عمارت سے تجربہ کار افراد کو معزول کر دیتا اور ان کی جگہ اپنے خاندان کے کم عمر لڑکوں کو مقرر کر دیتا۔

(فتح الباری ج 13 ص 10)

علامہ عبدالرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"منهم يزيد بن معاوية واضرابه من احداث ملوك بني أمية فقد كان منهم

ما كان من قتل أهل البيت وأكابر المهاجرين"

یزید بن معاویہ اور اس جیسے بنو امیہ کے دیگر بادشاہ مراد ہیں۔ انہی کے ہاتھوں اہل بیت اور اکابر مہاجرین کا قتل ہوا۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر جلد2 صفحہ480)

قارئین کرام: یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس سیاہ دور سے بہت خائف تھے جس دور کی ہولناکیوں کی پیش گوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس دور بربریت سے بچنے کے لیے اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ "اعوذ بالله من راس الستين و إمارة الصبيان"

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں ساٹھ (ہجری) کے آخری حصہ سے اور نو عمر لڑکوں کی حکومت سے اور بازاروں میں چلتے پھرتے اکثر یہ دعا مانگا کرتے۔ "اللهم لاتدركني سنة ستين ولا امارة الصبيان"

اے اللہ میں ساٹھ ہجری نہ دیکھوں اور نہ ہی نو عمر لڑکوں کی حکومت دیکھوں۔

(فتح الباری جلد ۱۳ ص ۱۰)

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یشیر الی خلافة یزید بن معاویة لأنها کانت سنة ستین من الهجرة واستجاب الله دعاء أبي هريرة فمات قبلها بسنة"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ "راس الستین" کے الفاظ سے یزید بن معاویہ کی خلافت کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ ساٹھ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اللہ تعالی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور آپ ایک سال پہلے وفات پا گئے۔ (فتح الباری ابن حجر ج1 ص216)

شیخ حمزۃ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یشیر الی خلافة یزید،وقد استجیب دعاؤه فمات سنة 59 من الهجرة"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ خلافتِ یزید کی طرف ہوتا تھا۔ اللہ تعالی نے ان کی دعا قبول فرمائی ایک سال پہلے ہی وفات پا گئے۔

(منار القاری شرح صحیح البخاری: ج1 ص214)

علی بن سلطان الملا الھروی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یشیر الی خلافة یزید بن معاویة لأنها کانت سنة ستین من الهجرة،

واستجاب الله دعاء أبي هريرة فمات قبلها بسنة"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ خلافتِ یزید کی طرف ہوتا تھا کیونکہ ساٹھ ہجری میں اسکی حکومت قائم ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سال پہلے ہی وفات پا گئے۔ (مرقاۃ المفاتیح: جلد 1 صفحہ 335)

علامہ عبید اللہ بن محمد الرحمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"يشير الى خلافة يزيد بن معاوية، لانها كانت سنة ستين من الهجرة، واستجاب الله دعاء ابى هريرة فمات قبلها بسنة"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ خلافتِ یزید کی طرف ہوتا تھا کیونکہ اس کی حکومت ساٹھ ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اللہ نے دعا قبول فرمائی جس کے نتیجے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سال پہلے ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(مرعاۃ المفاتیح ج 1 ص 357)

امام السمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" يشير إلى ولاية يزيد وكانت سنة ستين"

اس میں یزید کی حکومت کی طرف اشارہ ہے۔ وہ ساٹھ ہجری میں قائم ہوئی تھی۔

(خلاصۃ الوفا: ج ا ص 22)

علامہ عبدالکریم الحضیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"توفي معاوية وتولى بعده ابنه يزيد فأجاب الله دعوة أبي هريرة فقبضه قبل ذلك بسنة توفي سنة 59 أو 58 على خلاف في ذلك . المقصود أن الله أجاب دعاءه فقبضه قبل أن يعامل ويعاشر مثل هؤلاء".

معاویہ فوت ہو گئے تو اُن کے بعد اُن کا بیٹا یزید برسرِ اقتدار آیا اللہ تعالیٰ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اللہ تعالیٰ نے یزید کی حکومت آنے سے ایک سال پہلے ہی آپ رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلا لیا۔

(شرح کتاب الفتن من صحیح البخاری جلد 1 صفحہ 22)

امام الحسن الکتانی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام الحسن الکتانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا درج بالا قول ذکر کیا ہے اور اس کی تائید فرمائی ہے۔

(الرد علی الطاعن فی ابی ہریرہ ص 18)

علامہ محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یشیر الی خلافۃ یزید الطرید لعنہ اللہ تعالیٰ علی رغم انف اولیائہ لانہا کانت سنۃ ستین من الھجرۃ و استجاب اللہ تعالیٰ دعاء ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ فمات قبلھا بسنۃ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ سرکش یزید کی خلافت کی طرف ہوتا تھا۔ کیونکہ وہ ساٹھ ہجری مین قائم ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ یزید پر لعنت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی جس کے نتیجے میں ایک سال پہلے ہی فوت ہو گئے۔

(روح المعانی ج 3 ص 258)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"مشیرا الی امارۃ یزید بن معاویہ"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اشارہ یزید بن معاویہ کی حکومت کی طرف ہوتا تھا۔

(تفسیر المظہری ج 1 ص 149)

محدثِ جلیل مصنفِ شہیر علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ھلاک امتی علی یدی اغیلمۃ" چھوکروں کی حکومت کی خرابی اسلام میں یزید پلید کے زمانہ سے شروع ہوئی، وہ کمبخت ایک کم سن چھوکرا تھا۔ بوڑھے بوڑھے صحابہ اس وقت موجود تھے۔ اس کو کسی قاعدے سے خلافت کا حق نہ تھا۔ لیکن زبردستی حاکم بن بیٹھا تھا۔ آخر مسلمانوں میں وہ تباہی آئی کہ پناہ بخدا مسلمانوں کے سردار امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے جن سے اسلام کی زینت تھی۔ مدینہ منورہ کی بے حرمتی ہوئی، بہت سے صحابہ اور تابعین کو یزید کے لشکر نے مدینہ میں آکر شہید کیا۔ "لعنۃ اللہ علی یزید، وعلی اتباعہ"

(تیسیر الباری جلد نہم، کتاب الفتن صفحہ 131)

علامہ قطب الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ان لڑکوں سے مراد یزید بن معاویہ، عبید اللہ بن زیاد ہیں۔

(مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج4 ص320)

﴿دوسری حدیث﴾

"ولا یرید أحد أهل المدینة بسوء إلا أذابه الله فی النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح فی الماء"

(مصنف ابن أبی شیبہ حدیث نمبر 36220، مسند أحمد حدیث نمبر 1606، عبد بن حمید حدیث نمبر 153، صحیح مسلم حدیث نمبر 3385، السنن الکبری حدیث نمبر 4265، الجمع بین الصحیحین حدیث نمبر 197، کنزالعمال حدیث نمبر 34862، المسندالمستخرج از اصبہانی حدیث نمبر 3167) (سندہ صحیح)

جو شخص بھی اہلِ مدینہ کے بارے میں بُرا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اُس کو آگ میں اس طرح پگھلائے گا جس طرح پانی میں نمک گھل جاتا ہے یا جس طرح تانبا پگھلتا ہے۔

قارئین کرام: مذکورہ بالا روایات میں اُس بدنصیب کی مذمت بیان کی گئی ہے جو اہلِ مدینہ کو پریشان کرے، ان پر حملہ آور ہو۔ اکابرینِ امت کی تحریرات اِس پر شاہد ہیں کہ یہ سب کچھ یزید کے دورِ حکومت میں ہوا۔ ثابت ہوا کہ یہ سب روایات یزید کی مذمت میں

ہیں۔ محدثین کرام رحمہم اللہ اس بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فلا یمهله الله، ولا یمکن سلطانه، ویذهبه عن قرب، کما انقضی من شأن من حاربها أیام بنی أمیة مثل مسلم بن عقبة، وهلاکه منصرفه عنها، ثم هلاك یزید بن معاویة مرسلة علی إثرذلك"

یعنی اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہیں دیں گے اور نہ ہی اس کی حکومت باقی چھوڑیں گے۔ اس کی سلطنت جلد ہی مٹ جائے گی۔ جیسا کہ بنو امیہ کے دورِ حکومت میں ہر اس آدمی کے ساتھ ہوا جس نے مدینہ والوں کے ساتھ بُرا سلوک کیا۔ مثلاً مسلم بن عقبہ جلد ہی ہلاکت کے گھاٹ اتر گیا پھر اس کے بعد یزید بن معاویہ بھی ہلاک ہو گیا۔

(اکمال المعلم از قاضی عیاض ج ص 484)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کما قد فعل ذلك بمن غزاها، وقاتل أهلها فیما تقدّم کمسلم بن عقبة إذ

أهلكه الله منصرفه عنها، وهلاك يزيد بن معاوية إثرإغزائه أهل المدينة إلى غير ذلك"

جیسا کہ مسلم بن عقبہ واپس پلٹتے ہی ہلاک ہو گیا۔ اسی طرح یزید بن معاویہ، اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے بعد ہلاک ہو گیا۔

(المفہم ج11ص30)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"مثل مسلم بن عقبة فإنه هلك في منصرفه عنها ثم هلك يزيد بن معاوية مرسله على غثر ذلك وغيرهما ممن صنع صنيعهما"

اللہ تعالیٰ اسے اس طرح ہلاک کر دے گا جس طرح مسلم بن عقبہ کو ہلاک کیا وہ مدینہ پر حملہ آور ہونے کے بعد واپس پلٹتے ہوئے راستے میں ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد اسے بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی ہلاک ہو گیا۔ (الدیباج علی مسلم ج3ص407)

تیسری حدیث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے۔

"تکون خلف بعد الستین اضاعوا الصلوات و اتبعوا الشهوات فسوف یلقون غیا"

60 ہجری کے بعد ایسے ناخلف آئیں گے جو کہ نمازیں ضائع کریں گے۔ ایسے لوگ جلد ہی غی نامی وادی میں پہنچیں گے۔

(صحیح ابن حبان، ج 3 ص 32، مستدرک حاکم، ص 590، مجمع الزوائد، ج 6 ص 23)

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "رجالہ ثقات" کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔

(التعلیقات الحسان جلد 1 ص 165)

یزید نے کب اقتدار سنبھالا؟

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فبویع سنۃ ستین" اس (یزید) کی ساٹھ ہجری میں بیعت کی گئی۔

(تھذیب التھذیب ج 11 ص 360)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"بویع لہ بالخلافۃ بعد ابیہ فی رجب سنۃ ستین"

ساٹھ ہجری رجب کے مہینے میں یزید کی بیعت کی گئی۔

(البدایہ والنھایہ ج 8 ص 146)

نیز ابن کثیر کے یہ الفاظ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"کان فیہ ایضا اقبال علی الشھوات و ترک بعض الصلوات فی بعض الاوقات واماتتھا فی غالب الاوقات "

یزید میں یہ برائیاں بھی تھیں شہوات کی طرف لپکنا، بعض نمازیں ترک کرنا، اکثر اوقات وقت گزار کر نماز پڑھنا۔

(البدایہ والنھایہ جلد 8 ص 253)

﴿چوتھی حدیث﴾

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"أشرف رسول الله ﷺ على أطم من آطام المدينة , فقال:هل ترون ما أرى ؟قالوا لا قال إني لأرى مواقع الفتن خلال بيوتكم كمواقع القطر".

نبی ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر چڑھے۔ پھر دریافت فرمایا کیا تم دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں ،فرمایا بلا شک و شبہ میں بارش کے قطرات گرنے کی طرح تمھارے گھروں میں فتنوں کے نازل ہونے کی جگہیں دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر 1878، صحیح مسلم حدیث نمبر 7448، مسند احمد حدیث نمبر 21797، الجامع الصغیر حدیث نمبر 9589، مصنف ابن ابی شیبہ حدیث نمبر 38282 مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر 37127)

الشیخ شعیب الارنؤوط فرماتے ہیں۔ اس روایت کی سند بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

(فتح الباری جلد 4 صفحہ 95)

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وقد ظهر مصداق ذلك من قتل عثمان وهلم جرا ولاسيما يوم الحرة"

اس پیش گوئی کا مصداق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی شکل میں ظاہر ہوا۔ خاص طور پر واقعہ حرہ تو اس کا واضح مصداق ہے۔

(فتح الباری جلد 4 صفحہ 95)

الشیخ عبد الاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اس ناخلف (یزید) نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد اہل مدینہ پر لشکر کشی کی جس قدر بوڑھے بوڑھے صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والے زندہ تھے ان کو قتل کروایا۔ یہاں تک کے حرہ یعنی احجار الزیت بالکل غرقِ خون ہو گیا۔ اس پر بھی چین نہ لیا۔

ازواجِ مطہرات کی توہین کروائی، بی بی ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے، نماز موقوف کروادی۔ گھوڑوں کی پچھاڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی طرف رکھی کہ وہ اس طرف لید اور پیشاب کرتے تھے۔ (مشکاۃ مترجم از الشیخ عبد الاول غزنوی ج 4 ص 78)

﴿پانچویں حدیث﴾

"عن أبي هريرة رضي الله عنه يرويه قال ويل للعرب من شر قد اقترب على رأس الستين تصير الأمانة غنيمة والصدقة غرامة والشهادة بالمعرفة والحكم بالهوى"

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا ہلاکت ہے عرب کے لیے ایک ایسے شر سے جو قریب آچکا ہے۔ اور وہ شر ساٹھ ہجری کے اختتام پر رونما ہو گا وہ ایسا وقت ہو گا۔ جب امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ زکوٰۃ کو جرمانہ تصور کیا جائے گا۔ گواہی صرف معرفت کی بنیاد پر ہو گی اور فیصلے خواہشات نفسانی کے تحت ہونگے۔

(مستدرک حاکم ج4/ ص530 حدیث رقم:8489)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "هذا حديث صحيح على شرط الشيخين" یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو صحیح قرار دینے میں امام حاکم کی تائید کرتے ہیں۔

وضاحت:

یہ بات تو روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ یزید کی حکومت ساٹھ ہجری میں قائم ہوئی تھی اور اس حدیث میں 60 (ہجری) کا تذکرہ ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ اس روایت میں جس حکومت کی مذمت کی گئی ہے۔ وہ ناصبیوں کے مرشدِ اعظم "یزید پلید" ہی کی حکومت ہے۔

﴿چھٹی حدیث﴾

" أول من يبدل سنتي رجل من بني أمية يقال له يزيد"

میری سنت کو سب سے پہلے بنی امیہ کا ایک آدمی تبدیل کرے گا۔ جس کا نام یزید ہو گا۔ (مختصر تاریخ دمشق ج27 ص266)

نوٹ: یہ روایت حسن درجہ کی ہے۔ حامیانِ یزید اسے ضعیف ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ آج تک اس روایت کو ضعیف ثابت نہیں کر سکے۔ اس بارے میں ان کی بے اصولیاں ان کی تحریرات سے ہی واضح ہو جاتی ہیں۔ جن کی وضاحت ہم نے "تلبیساتِ سنابلی" میں کر دی ہے۔ الحمد للہ

﴿ساتویں حدیث﴾

"عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ويل للعرب من شر قد اقترب"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عرب کے لیے ایک ایسے شر سے ہلاکت ہے جو قریب ہی آچکا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج2/ص391 حدیث رقم:9063)

شعیب الارنؤوط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اسنادہ صحیح، مشکاۃ المصابیح حدیث نمبر 5404 ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے۔ مستدرک حاکم حدیث نمبر 367 امام حاکم فرماتے ہیں۔ صحیح علی شرط الشیخین کہ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

﴿اس روایت میں شر کا لفظ آیا ہے، اس سے مراد کیا ہے؟﴾

صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں

"أوأراد به قضية يزيد مع الحسين وهو في المعنى أقرب لأن شره ظاهر عند كل أحد من العجم والعرب"

"قضیہ یزید" مراد ہے یعنی یزید نے حضرت حسین کے ساتھ جو

سلوک کیا ہے۔ اور یہ معنی، اصل مطلب کے زیادہ قریب ہے۔
کیونکہ اس کا شر عرب و عجم کے ہر ایک شخص کے سامنے واضح ہے۔
(بذل المجہود جز 17 ص 74)

﴿آٹھویں حدیث﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ سے پوچھا:
"یارسول الله أبعد هذا الخير شر؟قال فتنة عمياء صماء عليها دعاة على ابواب النار"
یارسول اللہ ﷺ کیا اس خیر کے بعد شر ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اندھا، بہرہ فتنہ ہو گا۔ جس کے پس پشت جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے ہوں گے۔
(سنن ابی داود حدیث نمبر 4246، مسند احمد حدیث نمبر 23330)

شعیب الارنووط رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حدیث حسن" یہ حدیث حسن ہے۔

اس روایت کے بارے صاحب بذل المجہود فرماتے ہیں

"لایبعد ان یحمل ھذا علی ماوقع فی ایام یزید بن معاویة من قتل الحسین بن علیؓ" (بذل المجہود ج17ص72)

کچھ بعید نہیں کہ اس سے وہ حادثہ مراد لیا جائے جو یزید کے دورِ حکومت میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی صورت میں پیش آیا۔

﴿نویں حدیث﴾

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا:

"ثم ینشأ دعاۃ الضلال"

پھر گمراہی کی دعوت دینے والے اٹھ کھڑے ہونگے۔

(مشکاۃ المصابیح حدیث نمبر5396)

گمراہی کی دعوت دینے والے کون؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "حجۃ اللہ البالغۃ" میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

" دعاة الضلال یزید بالشام ومختار بالعراق "

(حجۃاللہ البالغۃج1ص881)

گمراہی کی دعوت دینے والوں میں سے شام میں یزید تھااور عراق میں مختار ثقفی تھا۔

نوٹ:

"حجۃ اللہ البالغۃ" کوئی عام کتاب نہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جو کہ سالہاسال سے دنیا بھر کے مدارسِ دینیہ میں پڑھائی جارہی ہے۔اب شاید شاہ صاحب اوران کی "حجۃاللہ البالغۃ" پر بھی اعتراضات کی بھرمار ہو جائے۔ کیونکہ ہم نے ان کی کتاب سے یزید کی مذمت میں ایک حوالہ ذکر کر دیاہے اور حامیانِ یزید کی عادت ہے کہ ہر وہ کتاب جس سے یزید کی مذمت میں ایک آدھ سطر ذکر کر دی جائے بڑھ چڑھ کر اس پر حملے شروع کر دیتے ہیں۔

﴿دسویں حدیث﴾

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"کنت رديفا خلف النبي ﷺ يوما على حمار فلما جاوزنا بيوت المدينة كيف بك يا أبا ذر إذا كان بالمدينة قتل تغمر الدماء أحجار الزيت"

میں آپ ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا۔ جب ہم مدینے کے گھروں سے گزر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اے ابوذر اس وقت تیری کیا حالت ہو گی، جب مدینہ میں اس شدت کی قتل و غارت ہو گی کہ پتھر خون میں ڈوب جائیں گے۔

(شرح السنۃ حدیث نمبر 4220، سنن ابی داود حدیث نمبر 5397، مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر 20729)

مستدرک حاکم میں ہے۔

"كيف انت و قتل يصيب الناس حتىٰ تغرق احجارة الذيت بالدم"

(مستدرک حاکم حدیث نمبر 2666)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ روایت امام بخاری و امام مسلم کی شرائط

کے مطابق صحیح ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ یہ روایت بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے

امام عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

اس حدیث میں یزید کی مذمت ہے اس ناخلف نے جناب امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کے بعد مدینہ پر لشکر کشی کی اور جس قدر بوڑھے بوڑھے صحابہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے زندہ تھے ان کو قتل کرایا۔ یہاں تک کہ حرہ یعنی احجار الزیت بالکل غرق خون ہو گیا۔ اور اس پر بھی چین نہ لیا ازواج مطہرات کی توہین کرائی بی بی ام سلمہ کا گھر لوٹ لیا۔ حرم محترم اور مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے نماز موقوف کرادی گھوڑوں کی پچھاڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی طرف رکھی کہ وہ اس طرف لید اور پیشاب کرتے تھے۔

(مشکوۃ شریف ترجمہ مولانا عبدالاول غزنوی جلد 4 ص 78)

نوٹ:۔ مولانا عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں۔ حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

﴿"یزید" رسول اللہ ﷺ کی بددعاؤں کی زد میں﴾

پہلی بددعا:

"اللهم اكفهم من دهمهم ببأس يعني أهل المدينة ولا يريدها أحد بسوء إلا أذابه الله كما يذوب الملح في الماء"

اے اللہ جو آدمی اہلِ مدینہ پر حملہ آور ہو تو اہل مدینہ کی اس طرح مدد فرمانا کہ اس آدمی کے مقابلہ میں تو انھیں کافی ہو جانا اور اہلِ مدینہ کے بارے میں جو بھی برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس طرح گھول دے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(مسند البزار حدیث نمبر 1132، مجمع الزوائد حدیث نمبر 5827)

نوٹ: امام الہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:- إسناده حسن.

دوسری بددعا

"اللهم من ظلم أهل المدينة وأخافهم فأخفه وعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لا يقبل منه صرف ولا عدل".

اے اللہ جو شخص بھی اہل مدینہ پر ظلم کرے، انھیں خوف میں مبتلا

کرے، تو بھی اُسے خوف میں مبتلا کر دینا، اور اُس پر اللہ تعالٰی کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہو۔ نہ ہی اس کی فرضی عبادت قبول ہو اور نہ ہی نفلی۔

(سلسلہ احادیث صحیحہ جلد 6 ص 170، المعجم الاوسط حدیث نمبر 3589، المعجم الکبیر از طبرانی حدیث نمبر 6498، کنز العمال حدیث نمبر 34884)

نوٹ: "مجمع الزوائد ج 3 ص 306" پر امام نور الدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اس روایت کے راوی بخاری شریف کے راوی ہیں۔ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو المعجم اوسط اور المعجم الکبیر میں عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

قارئین کرام: رسولِ کائنات ﷺ کی زبانِ اطہر سے نکلے ہوئے کلمات پر غور فرمائیں،

"وعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين لايقبل منه صرف ولا عدل"

کس قدر سخت الفاظ ہیں جو پیغمبر برحق ﷺ کی زبانِ نبوت سے ادا

ہوئے ہیں کیا حرف حرف سے جلال نہیں ٹپک رہا؟ لفظ لفظ سے اُس بد نصیب کی حرماں نصیبی کا اعلان نہیں ہو رہا جو اہلِ مدینہ کو تنگ کرے ؟ اے اللہ اسے خوف میں مبتلا کرنا۔ اس پہ اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام نوع انسانیت کی طرف سے لعنت برسے، اس کی ہر نیکی برباد ہو جائے، اس کا خرمنِ اعمال غضبِ الٰہی کی آتش سے خاکستر ہو جائے۔

اے صاحبانِ بصیرت غور فرمایئے۔ کیا یزید کے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ نہیں لٹا۔ کیا یزیدی دورِ حکومت میں مدینہ پاک کی گلیاں اہلِ مدینہ کے خونِ ناحق سے رنگین نہیں ہوئیں؟

اگر یہ سب کچھ یزید کے دورِ حکومت میں ہو چکا تو ان روایات کے تحت وہ قابلِ مذمت کیوں نہیں؟ فیصلہء محمدی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے کیوں نہیں یہ کہہ دیتے کہ یزید پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی، نوع انسانیت کی لعنت ہے اس کے تمام اعمال برباد ہو

چکے ہیں۔ کیوں کہ رسولِ دوجہاں ﷺ کی بات غلط نہیں ہوسکتی۔
زمین وآسمان بدل سکتے ہیں۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں نہیں بدل
سکتی تو ہمارے پیغمبر ﷺ برحق کی بات نہیں بدل سکتی۔

کیا یزید سانحہ کربلا کا ذمہ دار ہے؟

کیا یزید سانحہ کربلا کا ذمہ دار ہے یا نہیں۔ شہادتِ امام حسین علیہ السلام
میں اس کا ہاتھ ہے یا وہ بالکل معصوم ہے۔ حامیانِ یزید جو کہ یزید کے
وکیلِ صفائی کا کردار ادا کرنے کے لیے بڑے ہی بے چین رہتے ہیں
جب بھی موقع ملتا ہے اسے بڑی چابکدستی سے بری الذمہ قرار دے
دیتے ہیں۔ ذیل میں ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ علمائے اسلام
یزید کو سانحہ کربلا کا ذمہ دار قرار دیتے ہیں یا نہیں۔

نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اُس بے سعادت نے اِس امت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا۔
شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ واہانتِ اہلِ بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب و

اہالیانِ مدینہ کی شہادت و قتل کے واسطے لشکر بھیجا۔

(فتاویٰ نذیریہ جلد 1 ص، 227)

سید صدیق حسن خاں بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وکارہائے کہ آں بے سعادت دریں امت کردہ از دست ہیچ کس ہر گز نیاید۔ بعد قتلِ امام حسین رضی اللہ عنہ بتخریب مدینہ منورہ فرستاد

اس بدنصیب نے ایسے بدترین کام کیے جو اس امت میں کسی نے نہیں کیے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروانے کے بعد مدینہ منورہ کی بربادی کے لیے لشکر روانہ کیا۔ (بغیۃ الرائد ص 98)

محدثِ جلیل مصنفِ شہیر علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ناخلف یزید پلید نے تو غضب ڈھادیا امیر المومنین امام حسین علیہ السلام کو مع اکثر اہل بیت کے بڑے ظلم و ستم کے ساتھ شہید کرایا

(تیسر الباری شرح بخاری ج 5 ص 90)

محدثِ اہل حدیث الشیخ عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس ناخلف نے جناب امام حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد اہل مدینہ پر لشکر کشی کی

(مشکوۃ شریف ترجمہ مولانا عبدالاول غزنوی ج4 ص78).

نوٹ:۔ مولانا عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اکابرین اہل حدیث میں سے ہیں۔ حافظ عبداللہ روپڑی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد گوندلوی رحمۃ اللہ علیہ اور سید داؤد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"قتل ابن بنت رسول الله ﷺ ومن معه من اهل بيت النبوة وأهان عترته وافتخر به."

یزید نے نواسۂ رسول ﷺ کو شہید کیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل بیت میں سے جو افراد تھے انھیں بھی شہید کیا۔ آپ ﷺ کی اولاد کی توہین کی اور اس پر فخر کا اظہار کیا۔

(التفسیر المظہری ج6 ص554)

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"و لما قتل الحسین و بنو أبیه بعث ابن زیاد برؤوسهم إلی یزید فسر بقتلهم أولا ثم ندم لما مقته المسلمون علی ذلک"

جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ اوران کے اقرباء شہید ہو گئے تو عبید اللہ بن زیاد نے ان کے سر یزید کی طرف بھیج دیے۔ شروع میں یزید ان کے قتل ہو جانے پہ بڑا خوش ہوا۔ لیکن جب مسلمانوں نے اس سے اظہارِ نفرت کیا تو پچھتاوے کا اظہار کرنے لگا۔

(تاریخ الخلفاء از علامہ السیوطی صفحہ 182)

علامہ شہاب الدین محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"والطامة الکبری ما فعله بأهل البیت ورضاه بقتل الحسین علی جده وعلیه الصلاة والسلام واستبشاره بذلك وإهانته لأهل بیته مما تواتر معناه وإن کانت تفاصیله آحاد"

سب سے بڑی مصیبت یزید کا وہ سلوک ہے جو اس نے اہل بیت کے ساتھ کیا اور حضرت حسین علیہ السلام کے قتل پر خوش ہوا۔ یزید کا ان

حرکات پر خوش ہونا اور اہل بیت کی توہین کرنا یہ معنوی طور پر متواتر ہے اگرچہ اس واقعہ کی تفصیلات خبر احاد سے ثابت ہوتی ہے۔

(روح المعانی: ج 19 ص 153)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"أنه قتل الحسين وأصحابه على يدى عبيد الله بن زياد"

یزید نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور انکے رفقاء کو عبید اللہ بن زیاد کے ہاتھوں قتل کروایا۔ (البدایہ والنھایہ ج 8 ص 232)

"وقد كان يزيد كتب إلى عبيد الله بن زياد أن يسير إلى الزبير فيحاصره بمكة فأبى عليه وقال والله لا أجمعها للفاسق أبدا أقتل ابن بنت رسول الله ﷺ وأغزو البيت الحرام"

یزید نے عبید اللہ بن زیاد کو مدینہ کی طرف پیش قدمی کرنے اور پھر مکہ جاکر عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے انکار کر دیا اور کہا اللہ کی قسم (میں اپنے نامہ اعمال میں) اس فاسق کے لیے دو جرم کبھی بھی جمع نہیں کر سکتا۔ پہلے نواسۂ رسول کا قتل کیا اور اب کعبہ پر حملہ کروں؟ (البدایہ والنھایہ جلد 8 صفحہ 219)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وقتل الحسين وأهل بيته في أول دولتها"

یزید نے اپنے دورِ حکومت کے آغاز میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے گھر والوں کو قتل کیا۔ (جمہرۃ انساب العرب صفحہ 49)

نوٹ: قارئین کرام: یہ بات آپ کے لیے یقیناً باعثِ تعجب ہو گی کہ ابنِ حزم نواصب کے ہاں انتہائی معتبر و مستند حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کی کتب کے اکثر حوالہ جات پیش کرتے رہتے ہیں اور بعض علماء کے ہاں ابنِ حزم بنوامیہ کی حمایت میں متعصبانہ فکر کے حامل ہیں۔

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"الحق أن رضى يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذالك مما تواتر معناه وإن كان تفاصيله آحادا"

حق بات یہی ہے کہ یزید کا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل پر خوش ہونا معنوی طور پر متواتر ہے اگرچہ اس کی تفصیلات خبر احاد سے ملتی ہیں۔

(شرح عقائد النسفی صفحہ 117)

نوٹ: درج بالا عبارت تاریخ کی کسی کتاب سے نقل نہیں کی گئی بلکہ اہل سنت کی معتمد ترین کتاب جس کا تعلق عقیدہ اہل سنت سے ہے سے نقل کی گئی ہے اور صدیوں سے مدارس اہل سنت میں داخل نصاب ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ارتکبه من القبائح بعدهذه الغزوة من قتل الحسين وتخريب المدينة"

(شرح تراجم بخاری ص 23)

یزید نے اس غزوہ کے بعد بڑی قبیح حرکات کا ارتکاب کیا۔ مثلا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قتل اور مدینہ منورہ کو برباد کروانا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عجب است ازیں قائل کہ یزید را نگفت کہ امیر عبیداللہ بن زیاد بود و ہرچہ کرد بامرے وے و برضائے وے کرد

یہ بات کہنے والے پر تعجب ہے۔ کہ یزید نے عبیداللہ بن زیاد کو

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔حالانکہ ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا۔

(اشعۃ اللمعات ج4ص343)

محدث العصر علامہ صالح بن مہدی مقبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وقتل الحسین السبط و اھل بیتہ وھتکھم وفعل ما لو استمکن من مثل مافعلہ عدوھم من النصاری ربما کان ارفق منہ"

یزید نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ان کی بے حرمتی کی اور ان کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ اگر دشمنانِ اسلام نصرانیوں کا بھی ان پر قابو چلتا تو ان کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک نہ کرتے ان کے ساتھ نرم رویہ اپناتے۔ (العلم الشامخ ص368)

علامہ قطب الدین خان لکھتے ہیں۔

یزید بن معاویہ اور عبید اللہ بن زیاد اللہ انہیں ذلیل کرے۔ان سے قتل اہل بیت پیغمبر صادر ہوا۔ (مظاہر حق جلد4ص320)

﴿سانحہ حرہ کیا ہے؟﴾

مدینۃ الرسول سے ایک وفد دمشق جاتا ہے۔ تاکہ وقت کے فرمانروا یزید بن معاویہ کے کردار کا بغور جائزہ لیا جائے۔ اور اُن باتوں کی صداقت کو پرکھا جائے جو یزید کے بارے میں مشہور ہو چکی تھیں۔ المختصر مدینہ کی جلیل القدر شخصیات کا وفد یزید کے پاس جاتا ہے اس کے شب و روز کا جائزہ لیتا ہے۔ واپس آکر یہ وفد اُن تمام باتوں کی تصدیق کر دیتا ہے۔ جو یزید کے بارے میں زبانِ زد عام تھیں۔ صحابہ کرام و تابعین عظام کی مجلسِ مشاورت میں فیصلہ کیا جاتا ہے کہ یزید خلافت کا اہل ہی نہیں لہذا اس کی بیعت توڑ دی جائے۔

بیعت توڑ دی جاتی ہے اہل مدینہ مشہور صحابی سیدنا عبداللہ بن حنظلہ ﷛ کی بیعت کر لیتے ہیں۔ اُدھر جب یزید کو معلوم ہوتا ہے۔ آتش غضب سے بھڑک اٹھتا ہے۔ ایک بڑا لشکر تیار کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کر دیتا ہے۔ تاکہ اہل مدینہ سے دوبارہ بیعت لی جائے۔

روانگی سے قبل امیر لشکر کو یزید بذاتِ خود حکم دیتا ہے۔ اہل مدینہ کو میری بیعت کی طرف بلاؤ۔ اگر بیعت کر لیں تو بہتر اگر وہ بیعت کے لیے تیار نہ ہوں تو پھر اُن پر حملہ آور ہو جانا فتح پا لینے کے بعد تین دن تک مدینہ کو لوٹنا۔ لشکر روانہ ہو جاتا ہے مدینۃ الرسول کا سخت محاصرہ کر لیا جاتا ہے۔ امیر لشکر کی کریہہ آواز فضا میں گونجتی ہے "اے مدینہ والو! یزید کی بیعت کر لو یا جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اہل مدینہ اس ننگِ انسانیت، مجسمہ فسق و فجور کی بیعت سے یکسر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر کیا۔۔۔

یزیدی لشکر پورے غیظ و غضب کے ساتھ مدینۃ الرسول ﷺ پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ کا ایک بازار گرم ہو جاتا ہے۔ یزیدی گھروں میں گھس جاتے ہیں عفت مآب خواتین کی عزتیں لوٹنے لگتے ہیں۔ گلیوں بازاروں میں اس شدت کا قتلِ عام ہوتا ہے۔ کہ گلیاں خون سے بھر جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ حرہ نامی جگہ پر

پڑے ہوئے پتھر خون میں ڈوب جاتے ہیں۔ مسجدِ نبوی کی حرمت کا کچھ خیال نہیں کیا جاتا یزیدی مار دھاڑ کرتے کرتے گھوڑوں سمیت مسجد نبوی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ گھوڑے مسجد نبوی میں آزادانہ گھومتے پھرتے ہیں۔ حتیٰ کہ مسجد نبوی کا وہ حصہ جسے پیغمبرِ برحق ﷺ نے جنت کا ٹکڑا قرار دیا تھا۔ گھوڑے وہاں لید کرتے ہیں پیشاب کرتے ہیں۔ ہزارہا افراد تہہِ تیغ کر دینے کے بعد دوبارہ یزید کی بیعت لی جاتی ہے۔ "کہ اے مدینہ والو! تم یزید کے غلام ہو۔ تم نے ہر حالت میں اس کی اطاعت کرنی ہے۔ خواہ وہ اللہ کی فرمانبرداری کا حکم دے یا نافرمانی کا"۔

قارئینِ کرام:

یہ ہے واقعہ حرہ، یہ ہے افسانہ کرب والم جس کے ہر لفظ میں خون کی ندیاں رواں ہیں۔ حرف حرف میں طوفانِ آہ و بکا ہے سطر سطر میں درد والم کے طوفان مخفی ہیں۔ یہ ہے وہ درد بھری داستان جسے ہمیشہ

دھڑکتے دل، برستی آنکھوں سے پڑھا گیا یہ ہے یزیدی سیاست کا وہ سیاہ کارنامہ جس نے اس کا حقیقی چہرہ بے نقاب کر دیا ہے۔ اس کی پرہیزگاری کے وہ تمام افسانے جو عاشقانِ یزید نے تراش رکھے ہیں ان سب کی حقیقت بتلا دی ہے تاریخ اٹھا لیجئے۔ ایک ایک ورق کھنگال لیجیئے۔ سفاک سے سفاک شخص نظر آئے گا لیکن لاکھ ڈھونڈو، ایسا کوئی یہودی نظر نہیں آئے گا۔ جو اپنے ہی نبی کے شہر پر حملہ کر رہا ہو۔ ایسا کوئی عیسائی نہ دیکھ پاؤ گے جو اپنے ہی نبی کے شہر پر خوف وہراس کی فضا قائم کر کے قتل و غارت کے احکامات جاری کر رہا ہو۔

نواصب مانیں یا نہ مانیں تاریخ پکار پکار کر کہہ رہی ہے بقول احمد آکاش

یقین ہم کو کہ وہ مجرم ہیں فخر آدمیت کے

اور معتبر تیری نظر میں مدینہ لوٹنے والے

﴿سانحہ حرہ کے اسباب﴾

"وسبب وقعة الحرة ان عبدالله بن حنظلة و غيره من اهل المدينة وفدوا الى يزيد فراوا منه ما لا يصلح، فرجعوا الى المدينة فخلعوه"

(عمدۃ القاري شرح صحيح البخاري ج14 ص224)

واقعہ حرہ کا سبب یہ ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ مدینہ کے کچھ لوگ یزید کے پاس گئے اُس کی ناجائز حرکات دیکھیں۔ مدینہ واپس آکر اُس کی بیعت توڑ دی۔

اکابرینِ مدینہ نے یزید کی بیعت کیوں توڑی؟

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"نقض بيعته اكابر اهل المدينة بسوء سيرته"

"مدینہ کے اکابرین نے یزید کی بیعت اس کے بُرے، گھٹیا کردار کی وجہ سے توڑی۔

(دول الاسلام از امام ذہبی) ص 31

امام یافعی یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"ان اھل المدینۃ خرجوا علی یزید لقلۃ دینہ"

اہل مدینہ یزید کی دینی کمزوری کی وجہ سے اس کے خلاف نکل کھڑے ہوئے۔ (مراۃ الجنان جز اول ص 111)

جب یزید کو معلوم ہوا تو اس نے ایک لشکر تیار کیا اور مدینہ کی طرف روانہ کر دیا تاکہ دوبارہ ان سے بیعت لی جائے۔ ہو سکتا ہے آپ کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ شاید یہ لشکر یزید نے نہ بھیجا ہو اور یہ لشکر خود بخود ہی مدینہ پر چڑھ دوڑا ہو اب دیکھنا یہ ہے کہ علمائے اسلام اس بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

امام قرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وجه يزيد بن معاوية مسلم بن عقبة المري في جيش عظيم من أهل الشام"

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ یہ وہ لشکر تھا جو اہل شام پر مشتمل تھا۔

(التذکرۃ از قرطبی ص 684)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وقد بعث یزید بن معاویة مسلم بن عقبة المری إلی المدینة"

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ کی طرف روانہ کیا۔

(الثقات لابن حبان ج2 ص314)

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فأرسل إلیهم یزید مسلم بن عقبة المرّي"

یزید بن معاویہ نے اہل مدینہ کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجا۔

(النھایہ ج2 ص100 از ابن اثیر)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فجهز لحربهم جیشاً علیهم مسلم بن عقبة"

یزید نے اہل مدینہ سے لڑنے کے لیے ایک لشکر تیار کیا مسلم بن عقبہ کو امیر لشکر مقرر کیا۔ (العبر فی خبر من غبر ص50)

علامہ عبدالحی العکری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فجهز لهم مسلمة بن عقبة" (شذرات الذہب ج1 ص71)

اہل مدینہ سے لڑنے کے لیے مسلم بن عقبہ کو بھیجا۔

امام سمهودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ووجه يزيد بن معاوية مسلم بن عقبة المري في جيش عظيم من أهل الشام"

یزید بن معاویہ نے مسلم بن عقبہ کو بہت بڑے شامی لشکر کے ساتھ بھیجا۔

(خلاصۃ الوفاج 1 ص 33)

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وسرح يزيد إليهم مسلم بن عقبة المري"

یزید نے اہل مدینہ کی طرف مسلم بن عقبہ کو بھیجا۔

(تاریخ ابن خلدون ج 10 ص 76)

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔

"فبعث إليهم جيشا" (الفتاوی، ج 3 ص 412)

اس نے اہل مدینہ کی طرف ایک لشکر بھیجا

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اغزى يزيد الجيوش الى المدينة حرم رسول الله ﷺ"

یزید نے رسول اللہ ﷺ کے حرم مدینہ کی طرف لشکر روانہ کیے۔
(اسماء الخلفاء والولاۃ ص357)

﴿حکم کیا دیا تھا؟﴾

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وامره أن يستبيح المدينة ثلاثة أيام وأن يبايعهم على أنهم خول وعبيد ليزيد"

یزید نے مسلم بن عقبہ کو حکم دیا کہ مدینہ منورہ میں تین دن قتل و غارت، لوٹ مار کو جائز سمجھنا۔ اور ان سے بیعت لینا کہ وہ یزید کے غلام ہیں۔ (تھذیب التھذیب ج11 ص316)

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وامره اذا لم يطيعوه بعد ثلاث ان يدخلها بالسيف ويبيحها ثلاثا"

یزید نے اسے حکم دیا کہ جب وہ تین دن بعد بھی تیری بات تسلیم نہ کریں تو پھر تلوار کے ساتھ داخل ہو جا اور تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار، قتل وغارت کو جائز سمجھنا۔ (الفتاوی جلد 3 ص 412)

پھر بیعت کس طرح لی گئی؟

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"وأكره الناس على أن يبايعوا يزيد بن معاوية على أنهم عبيد له، إن شاء باع، وإن شاء أعتق، وذكر له بعضهم البيعة على حكم القرآن وسنة رسول الله ﷺ، فأمر بقتله فضرب عنقه صبراً"

لوگوں کو یزید کی بیعت پر مجبور کیا گیا کہ وہ اس بات پر یزید کی بیعت کریں کہ وہ اس کے غلام ہیں چاہے وہ انھیں بیچ ڈالے چاہے آزاد کر ڈالے۔ بعض افراد نے کہا صرف اس حکم پر عمل کرنے کی بیعت کریں گے جو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق ہوگا۔ ایسے افراد کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

(جوامع السیرۃ از ابن حزم ص 358)

امام زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں

"ثم أخذ عقبة عليهم البيعة ليزيد على أنهم عبيده إن شاء عتق وإن شاء قتل"

پھر مسلم بن عقبہ نے یزید کے لیے اس طرح بیعت لی کہ وہ یزید کے غلام ہیں اگر چاہے آزاد کر دے چاہے تو قتل کر ڈالے۔

(شرح الزرقانی علی موطا مالک ج 8 ص 453)

یزید نے مدینہ منورہ میں تین دن تک قتل وغارت کرنے کا حکم دے کر اچھا کیا یا بُرا کیا؟

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"تجاوز الحد باباحة المدينة ثلاثة أيام، فوقع بسبب ذلك شر عظيم كما قدمنا"

یزید نے مدینہ منورہ میں تین دن قتل وغارت، لوٹ مار کرنے کا حکم دے کر حد سے تجاوز کیا۔ اس وجہ سے بہت ہی بڑا شر واقع ہوا۔ جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

(البدایہ والنھایہ ج 8 ص 256)

﴾سانحہ حرہ کے قیامت خیز مناظر﴿

سانحہ حرہ کس قدر دلخراش تھا؟ اپنے دامن میں کس قدر ہلاکت خیزیاں لیے ہوئے تھا؟ اس بارے میں اکابرینِ امت کی تحریرات پیشِ خدمت ہیں اور یہ وہ شخصیات ہیں جنہیں ہر مکتبہ فکر عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کی تصنیف کردہ وہ کتب جن کی عبارات ہم پیش کرنے والے ہیں اگر انہیں معتبر و مستند تسلیم نہ کیا جائے تو بہت سے مسائل میں امت انتشار کا شکار ہو سکتی ہے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ

اپنے مشہورِ زمانہ قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں۔

"وهوالذي في يوم حرتهم أبا ... ح حمى المدينة معقل الايمان
حتى جرت تلك الدماء كأنما ... في يوم عيد سنة القربان"

مدینہ یعنی ایمان کے مرکز کو مباح قرار دے دیا۔ خون بہنے لگے اس قدر خون بہا گویا کہ عید کے دن قربانی کا موقع ہے۔

(القصیدۃ النونیہ ص 71)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

یزیدی دورِ حکومت کی تباہ کاریوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔
'یوم الحرة قتل فیه من الأنصار من لا یحصی عدده ونهبت المدینة الشریفة وبذل فیها السیف ثلاثة أیام وكان ذلك في أیام یزید بن معاویة "

حرہ کے دن اتنے انصار شہید کیے گئے جنہیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ منورہ کو لوٹا گیا۔ تین دن بے دریغ بڑی ہی شدت سے تلوار چلائی گئی۔

(فتح الباری ج 3 ص 177)

"ففعل بها مسلم الافاعیل القبیحة وقتل بها خلقا من الصحابة وابنائهم وخیار التابعین وأفحش القضیة إلى الغایة "

مسلم بن عقبہ نے بڑے ہی قبیح کام کیے۔ صحابہ کرام اور ان کی اولادوں کو شہید کیا۔ جلیل القدر تابعین کا قتل عام کیا۔ معاملہ انتہا کو پہنچ گیا۔ (تہذیب التہذیب جلد 11 ص 361)

"فقتل فیها عدد كثیر من الصحابة والتابعین واستبیحت المدینة لجهلة اهل الشام "

صحابہ کرام و تابعین عظام کی کثیر تعداد کو قتل کیا گیا۔ شام کے جاہلوں

کے لیے مدینہ منورہ میں لوٹ مار کرنا، قتل و غارت کرنا جائز قرار دے دیا گیا۔
(تعجیل المنفعہ ص 453)

"فوجهه فأباهما ثلاثا ثم دعاهم إلى بيعة يزيد وانهم اعبد له قن في طاعة الله ومعصيته"

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا۔ تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ مار کرنا، قتل و غارت کرنا جائز قرار دے دیا اس نے اہلِ مدینہ کو یزید کی بیعت کی دعوت دی، بیعت بھی اس بات کی کہ وہ یزید کے غلام ہیں وہ اللہ کی اطاعت کا حکم دے یا نافرمانی کا۔
(فتح الباری۔ابن حجر ج 13 ص 10)

امامِ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

".فقاتل أهلها فهزمهم و قتلهم بحرة المدينة قتلا ذريعا و استباح المدينة ثلاثة أيام فقتل بقايا المهاجرين والأنصار وخيار التابعين وهم ألف و سبع مائة و قتل من أخلاط الناس عشرة آلاف سوى النساء و الصبيان و قتل بها من حملة القرآن سبعمائة رجل من قريش و سبعة و تسعون قتلوا جهرا ظلما في الحرب و صبرا"

اس (یزیدی لشکر کے امیر) نے اہلِ مدینہ سے جنگ شروع کر دی ان کی

ہزیمت کے بعد قتل عام شروع کر دیا۔ قتل بھی حد سے بڑھا ہوا اور بد ترین قسم کا، تین دن تک مدینہ منورہ میں قتل و غارت کرنا جائز قرار دے دیا۔ مہاجرین و انصار، تابعین میں سے سترہ سو افراد شہید کیے۔ عوام الناس میں سے عورتوں اور بچوں کے علاوہ دس ہزار افراد شہید کیے۔ سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے۔

(التذکرۃ للقرطبی ص684)

امام ابنِ حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فقتل بقايا المهاجرين والأنصار يوم الحرة. وهي أيضاً أكبر مصائب الإسلام وخرومه، لأن أفاضل المسلمين وبقية الصحابة وخيار المسلمين من جلة التابعين قتلوا جهراً ظلماً في الحرب وصبراً. وجالت الخيل في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم، وراثت وبالت في الروضة بين القبر والمنبر، ولم تصل جماعة في مسجد النبي صلى الله عليه وسلم، ولا كان فيه أحد، حاشا سعيد بن المسيب فإنه لم يفارق المسجد؛ ولولا شهادة عمرو بن عثمان ابن عفان، ومروان بن الحكم عند مجرم بن عقبة المري بأنه مجنون لقتله....وهتك مسرف أو مجرم الإسلام هتكاً، وأنهب المدينة ثلاثاً، واستخف بأصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومدت الأيدي إليهم

وانتهبت دورهم"

حرہ کے دن باقی ماندہ انصار و مہاجرین کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اسلام کے لیے یہ ایک مصیبت اور نہایت ہی بڑا نقصان تھا۔ کیونکہ اس سانحہ میں صحابہ کرام، جلیل القدر تابعین کو بھی اعلانیہ ظلماً شہید کیا گیا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے گھومنے، پھرنے لگے۔ آپ ﷺ کی قبر شریف اور منبر کے درمیان جو مقدس جگہ ہے وہاں گھوڑے لید اور پیشاب کرنے لگے۔ مسجد نبوی میں نماز تک نہ ہوئی اور مسجد میں سوائے سعید بن مسیب کے کوئی تھا ہی نہیں۔ وہ مسجد سے جدا نہ ہوئے۔ اگر عمرو بن عثمان اور مروان بن الحکم ان کے بارے میں گواہی نہ دیتے کہ یہ تو مجنون ہیں۔ تو وہ قتل کروا ڈالتا۔ مسرف بلکہ مجرمِ اسلام نے حد درجہ بے حرمتی کی۔ مدینہ منورہ کو تین دن تک لوٹا۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی بے حرمتی کی۔ ان کے ہاتھ صحابہ کرام کی طرف بڑھے اور ان کے گھروں کو لوٹنے لگے۔

(جوامع السیرۃ از ابن حزم ص358)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"وقد وقع في هذه الثلاثة أيام من المفاسد العظيمة في المدينة النبوية ما لا يحد ولا يوصف، مما لا يعلمه إلا الله عزوجل"

ان تین دنوں میں مدینۃ الرسول ﷺ میں اس قدر فساد بپا کیا گیا جس کی کوئی حد ہی نہیں اور بیان بھی نہیں کیا جا سکتا۔ (جس کی ہولناکیوں کو) اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ (البدایہ والنھایہ جلد ۸ ص ۲۲۲)

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فقتل مسلم بن عقبة بالمدينة خلقا من أولاد المهاجرين والأنصار واستباح المدينة ثلاثة أيام نهبا وقتل"

مسلم بن عقبہ (یزیدی سپہ سالار) نے مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کی اولاد کو شہید کیا۔ تین دن تک مدینہ منورہ میں لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت کرنا جائز قرار دے دیا۔

(الثقات از امام ابن حبان جلد ۲ ص 314)

امام السمهودی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں

"فقتل بقايا المهاجرين والأنصار وخيار التابعين وهم ألف وسبعمائة وقتل من أخلاط الناس عشرة آلاف سوى النساء والصبيان وقتل من حملة القرآن سبعمائة رجل"

باقی ماندہ مہاجرین وانصار، جلیل القدر، صالح ترین تابعین کو بھی قتل کیا گیا۔ جن کی تعداد ایک ہزار سات سو تک جا پہنچتی ہے۔ عوام الناس میں سے بچوں اور عورتوں کے علاوہ دس ہزار افراد قتل کیے گئے۔ سات سو حافظ قرآن شہید کیے گئے۔ (خلاصۃ الوفاج 1 ص 33)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فأباح مسلم بن عقبة أمير جيش يزيد المدينة ثلاثة أيام يقتلون ويأخذون النهب ووقعوا على النساء حتى قيل حملت في تلك الأيام ألف امرأة من غير زوج وافتض فيها ألف عذراء، وبلغت القتلى من وجوه الناس سبعمائة من قريش والأنصار، ومن الموالي وغيرهم من نساء وصبيان وعبيد عشرة آلاف، وقيل قتل من القراء سبعمائة"

یزیدی لشکر کے امیر مسلم بن عقبہ نے تین دن کے لیے مدینہ منورہ میں قتل وغارت کرنا جائز قرار دے دیا۔ وہ (یزیدی) قتل وغارت اور

لوٹ مار میں مشغول ہو گئے۔ عورتوں کی عصمت لوٹنے لگے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان دِنوں ایک ہزار عورت بغیر شوہر کے حاملہ ہوئی۔ قریش وانصار میں سے سات سو جلیل القدر افراد شہید کیے گئے اور کہا گیا ہے سات سو قاری شہید کیے گئے۔

(شرح الزرقانی علی موطا مالک ج8 ص453)

علامہ بدر الدین العینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"قتل من وجوه الناس ألفا وسبعمائة ومن أخلاط الناس عشرة آلاف سوى النساء والصبيان"

مدینہ منورہ کے ممتاز، جلیل القدر افراد میں سے سترہ سو افراد شہید کیے گئے۔ عوام الناس میں سے عورتوں بچوں کے علاوہ دس ہزار افراد کو شہید کیا گیا۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج21 ص480)

امام الزہری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"سئل الزهري كم كان القتلى يوم الحرة قال سبعمائة من وجوه الناس من المهاجرين والأنصار ووجوه الموالي وممن لا يعرف من حر وعبد وغيرهم عشرة آلاف"

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا حرہ کے دن کتنے افراد شہید ہوئے؟

فرمایا! معروف و جلیل القدر مہاجرین و انصار میں سے سات سو اور عوام الناس میں غیر معروف افراد میں سے دس ہزار افراد قتل کیے گئے۔

(البدایہ والنھایہ ج8 ص242)

امام المدائنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"أباح مسلم بن عقبة المدينة ثلاثة أيام يقتلون الناس ويأخذون الأموال ووقعوا على النساء حتى قيل إنه حبلت ألف امرأة في تلك الأيام "

مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل و غارت، لوٹ مار کرنا جائز قرار دے دیا۔ یزیدی فوجی لوگوں کو قتل کرنے لگے، مال لوٹنے لگے اور خواتین کی عصمت دری کرنے لگے۔ معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہا جاتا ان دنوں ایک ہزار عورت بغیر شوہر کے حاملہ ہوئی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری ج26 ص16)

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں

"فقتل خلقا كثيرا ووقعت وقعة عظيمة فقيل لها وقعة الحرة"

لوگوں کے ایک جمِ غفیر کو قتل کیا گیا۔ بہت بڑا سانحہ رونما ہوا جسے واقعہ حرہ کہا جاتا ہے۔ (کشف المشکل، ج ا ص 433)

امام الطیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"نهب المدينة عسكر من أهل الشام ندبهم لقتال أهل المدينة من الصحابة والتابعين وأمر عليهم مسلم بن عقبه المري ثلاثا"

اُس شامی لشکر نے مدینہ منورہ کو لوٹا جسے مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ وتابعین کے ساتھ لڑنے کے لیے یزید نے بلایا تھا۔ اور مسلم بن عقبہ کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا گیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح از ملا علی القاري ج 17 ص 227)

محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی رحمۃ اللہ علیہ تحریر کرتے ہیں

"أنهب المدينة عسكره من أهل الشام ، الذين ندبهم لقتال أهل المدينة من الصحابة والتابعين ، وأمر عليهم مسلم بن عقبة المري ، أخزاه الله تعالى"

(تاج العروس ج 10 ص ۵۸۰)

یزید نے اپنے شامی لشکر کے ہاتھوں مدینہ منورہ کو لوٹا یہ وہ لشکر تھا جسے اس نے مدینہ میں بسنے والے صحابہ کرام وتابعین عظام سے جنگ

کرنے کے لیے بلایا تھا اور مسلم بن عقبہ کو اس لشکر کا امیر مقرر کیا تھا اللہ اسے ذلیل و رسوا کرے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فقتل من أولاد المهاجرين والأنصار ثلاث مئة وست أنفس.وقتل من الصحابة،معقل بن سنان الأشجعي،وعبد الله بن حنظلة الغسيل الأنصاري، وعبد الله بن زيد بن عاصم المازني الذي حكى وضوء النبي صلى الله عليه وسلم.وممن قتل يومئذ: محمد بن ثابت بن قيس بن شماس. ومحمد بن عمرو بن حزم، ومحمد بن أبي جهم بن حذيفة ومحمد بن أبي بن كعب. ومعاذ بن الحارث أبو حليمة الأنصاري الذي أقامه عمر يصلي التراويح بالناس. وواسع بن حبان الأنصاري. ويعقوب ولد طلحة بن عبيد الله التيمي. وكثير بن أفلح "

مہاجرین و انصار کی اولاد میں سے تین سو چھ افراد شہید کیے گئے۔ صحابہ کرام میں سے حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن حنظلہ انصاری رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ (یہ وضو والی روایت کے راوی ہیں) نیز اس دن شہید ہونے والوں میں محمد بن عمرو بن حزم،

محمد بن ابی جہم بن حذیفہ، محمد بن ابی بن کعب، معاذ بن الحارث (انہیں حضرت عمر نے تراویح کے لیے امام مقرر کیا تھا) واسع بن حبان الانصاری، طلحہ بن عبید اللہ التیمی کے بیٹے یعقوب، کثیر بن افلح شامل ہیں۔

(العبر فی خبر من غبر ص 50 امام ذہبی)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وكانت وقعة الحرة على باب طيبة، وما أدراك ما وقعة الحرة؟ ذكرها الحسن مرة فقال: والله ما كاد ينجو منهم أحد، قتل فيها خلق من الصحابة -رضي الله عنهم- ومن غيرهم، ونهبت المدينة، وافتض فيها ألف عذراء، فإنا لله وإنا إليه راجعون"

بابِ مدینہ پر واقعہ حرہ رونما ہوا۔ آپ کو کیا معلوم کہ واقعہ حرہ کیا ہے؟ اس سانحہ کا ایک مرتبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرہ کیا۔ فرمایا! کہ اللہ کی قسم قریب تھا کہ کوئی بھی نہ بچتا، اس سانحہ میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اور لوگ بھی قتل کیے گئے۔ مدینہ منورہ کو لوٹا گیا۔ ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عزت لوٹی گئی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۱۵۸)

علامہ حمود بن عبداللہ التویجری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"استحلت فيها الدماء والأموال والفروج"

واقعہ حرہ میں خون ریزی، لوٹ مار، عصمت دری کو جائز قرار دے دیا گیا۔ (اتحاف الجماعہ جز 1 ص ١٦٠)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فقتل من فيها من بقايا المهاجرين والأنصار وخيار التابعين وهم ألف وسبعمائة ومن الأخلاط عشرة الاف"

بقیہ ماندہ مہاجرین وانصار، جلیل القدر تابعین کا قتلِ عام کیا گیا۔ عوام الناس میں سے دس ہزار افراد کو تہہِ تیغ کر دیا گیا۔

(فیض القدیر از مناوی ج 8 ص ٤٢)

امام الفضیل الزرہونی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"قتل فيها من الصحابة و أعيان التابعين ألف وسبعمائة، ومن أخلاط الناس عشرة الاف سوى النساء والصبيان، واستبيحت المدينة ثلاثا، وربطت الخيل في مسجد رسول الله - صلى الله عليه وسلم"

اس سانحہ میں صحابہ کرام اور بلند پایہ تابعین میں سے سترہ سو افراد،

عوام الناس میں سے عورتوں، بچوں کے علاوہ دس ہزار افراد قتل کیے گئے۔ مدینہ منورہ کو تین دن تک لوٹا گیا۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گھوڑے باندھ دیے گئے

(الفجر الساطع ج4 ص97)

الشیخ ابن تغری بردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"قتل فی ھذہ الوقعۃ خلقا من المھاجرین والانصاروانتھکت حرمتہ المدنیتہ وانتھبت وافتضت فیھا الف عذرأر"

اس واقعہ میں مہاجرین وانصار کی بڑی تعداد شہید ہوئی۔ مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی گئی اسے لوٹا گیااور ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عزت پامال کی گئی۔ (النجوم الزاھرہ ج1 ص14)

العکری الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"قتل من أولاد المهاجرين والأنصار ثلثمائة وستة أنفس - - وهجر المسجد النبوي فلم يصل فيه جماعة أياما"

مہاجرین وانصار میں سے تین سو چھ افراد شہید کیے گئے۔ مسجد نبوی کو

(بے اذان وبے نماز) چھوڑ دیا گیا کئی دن مسجدِ نبوی میں باجماعت نماز ادا نہ ہو سکی۔ (شذرات الذھب ج1ص71)

امام ابن الأثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

"انتھب المدینة عسکره من أھل الشام الذین ندبھم لقتال أھل المدینة من الصحابة والتابعین وأمّر علیھم مسلم بن عقبة المرّي"

(النھایہ فی غریب الحدیث والأثر ج1ص365)

شام کے یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ کو لوٹا (اس لشکر میں) وہ لوگ تھے جنہیں اُس نے مدینہ منورہ میں رہنے والے صحابہ و تابعین سے جنگ لڑنے کے لیے بلایا تھا اور یزید نے اس لشکر کا امیر مسلم بن عقبہ کو مقرر کیا تھا۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فصار عسکره في المدینة النبویة ثلاثا یقتلون وینھبون ویفتضون الفروج المحرمة"

(الفتاوی: بن تیمیه الحراني ،ج 3 ص 412)

پھر یزیدی لشکر مدینۃ الرسول ﷺ میں تین دن قتل و غارت کرتا رہا لوٹ مار میں لگا رہا اور وہ دوشیزاؤں کی عزت پامال کرتے رہے۔

علامہ التور بشتی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں

"والأمير على تلك الجيوش العاتية مسلم بن عقبة المري المستبيح بحرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ، وكان نزوله بعسكره في الحرة الغربية من المدينةفاستباح حرمتها وقتل رجالها وعاث فيها ثلاثة أيام وقيل خمسة"

(عون المعبود شمس الحق العظیم آبادی ج 9 ص 1302)

اُن سرکش جتھوں کا امیر حریم رسول کی بے حرمتی کرنے والا مسلم بن عقبہ تھا لشکر حرہ غربیہ پر اترا مدینہ منورہ کی بے حرمتی کی قتل و غارت کا بازار گرم کیا۔ تین دن یا پانچ دن تک درندگی کا مظاہرہ کیا

﴿وہ کچھ کیا گیا جو کوئی مسلمان بھی نہیں کر سکتا﴾

علامہ ابنِ تغری بردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وفعل فيها ما لايفعله مسلم"

واقعہ حرہ میں ایسی شرمناک حرکات کی گئیں کہ جو کوئی گناہگار سے گناہگار مسلمان بھی نہیں کر سکتا۔ (النجوم الزاہرہ ج ا صفحہ 14)

سات سو حافظِ قرآن شہید ہوتے ہیں۔

"قتل یوم الحرة سبعمائة رَجُلٍ مِنْ حَمَلَةِ القُرآنِ"

حرہ کے دن سات سو حافظِ قرآن شہید کیے گئے۔

(المحن ص200، البدایہ والنھایہ ج8 ص242، الخصائص الکبریٰ ج2 ص240)

(دلائل النبوۃ: البیہقی ج6 ص474، المواھب اللدنیہ: ج3 ص136)

(سبل الھدیٰ والرشاد ج10 ص155، شرح الزرقانی ج10 ص112)

قریب تھا کہ کوئی نہ بچتا

"عَنِ الحَسَنِ، قَالَ: "وَاللهِ مَا كَادَ يَنجُو مِنهُم أَحَدٌ"

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حرہ کہ دن اس شدت کی خون ریزی ہوئی قریب تھا کہ کوئی بھی نہ بچتا۔

(سیر أعلام النبلاء" ج3 ص517)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دونواسے شہید ہوتے ہیں

"لَقَدْ قُتِلَ وَلَدَا زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ"

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے دونواسے بھی شہید کر دیئے گئے

(سیر أعلام النبلاء ج3 ص517، البدایہ والنھایہ جلد8 ص246)

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی لٹ جاتے ہیں

"عن جابر قال أقبلنا من مكة إلى المدينة مع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لي بعني جملك هذا قال قلت لا بل هو لك قال لا بل بعنيه قال قلت لابل هولك يارسول الله قال لابل بعنيه قال قلت فإن لرجل علي أوقية ذهب فهولك بها قال قد أخذته فتبلغ عليه إلى المدينة قال فلما قدمت المدينة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لبلال أعطه أوقية من ذهب وزده قال فأعطاني أوقية من ذهب وزادني قيراطا قال فقلت لاتفارقني زيادة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فكان في كيس لي فأخذه أهل الشام يوم الحرة"

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف آرہے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا۔ کہ یہ اونٹ مجھے فروخت کردو۔ میں نے عرض کیا نہیں۔ میں آپ ﷺ سے قیمت لینا نہیں چاہتا، بلکہ بغیر کسی قیمت کے یہ آپ ﷺ کا ہے۔فرمایا کہ میں بغیر قیمت کے لینا نہیں چاہتا مجھے یہ اونٹ فروخت کردو میں نے پھر کہا۔ یارسول اللہ ﷺ! میں آپ سے قیمت لینا نہیں چاہتا۔ یہ اونٹ بغیر کسی قیمت کے ہی آپ ﷺ کا ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا!

میں بغیر قیمت یہ اونٹ لینا نہیں چاہتا۔ مجھے یہ اونٹ بیچ دو۔ میں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ میں نے کسی آدمی کا ایک اوقیہ سونا قرض ادا کرنا ہے۔ اُس ایک اوقیہ کے عوض آپ ﷺ کو فروخت کرتا ہوں۔ فرمایا (ٹھیک ہے)۔ میں نے یہ اونٹ خرید لیا۔ تم اس اونٹ پر بیٹھ کر مدینہ پہنچو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں، "میں جب مدینہ پہنچا آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اِسے ایک اوقیہ سونا دے دو اور ایک اوقیہ سے کچھ زائد بھی دے دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک اوقیہ سونا ادا کر دیا اس کے علاوہ ایک قیراط اضافی طور پر دے دیا۔ میں نے اپنے آپ سے کہا یہ ایک قیراط سونا مجھے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عطا کیا گیا ہے۔ مجھ سے کبھی جدا نہ ہوگا۔ اس کے بعد وہ ایک قیراط سونا میرے پاس ہی رہا حتیٰ کہ حرہ کے دن شامیوں (یزیدیوں) نے مجھ سے چھین لیا۔

(مسلم حدیث نمبر 715، ابن حبان حدیث نمبر 4911)

(مسند أبي یعلی حدیث نمبر 1898، سنن نسائی حدیث نمبر 4639)

اس روایت کو علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔

نوٹ: درج بالا حدیثِ مبارکہ سے یزیدی لشکر کی لوٹ مار ثابت ہوتی ہے۔ اس لیے نواصب اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اخذہ اھل شام" میں اخذہ کا معنی لوٹنا نہیں۔ ناصبیوں کے اس اعتراض کا جواب ہم نے اپنی کتاب "تلبیساتِ سنابلی" میں ذکر کر دیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

خاتونانِ مدینہ نوحہ کرنے لگتی ہیں۔

"وَعَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ الْأَنْصَارِيَّةِ قَالَتْ أَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لَا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرُ خَمْسِ نِسْوَةٍ"

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے بیعت لیتے ہوئے ہم سے وعدہ لیا تھا ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے کوئی عورت اس پر قائم نہ رہ سکی، سوائے پانچ عورتوں کے۔

(صحیح البخاری 1244، صحیح مسلم 936)

(السنن الصغری للنسائي 4180، مسند الإمام أحمد 20810)

اس روایت کی شرح میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وکانت لا تعد نفسها لأنها لما کان یوم الحرة لم تزل النساء بها حتی قامت معهن"

جب حرہ کا سانحہ ہوا عورتیں نوحہ کرنے لگیں (یہ منظر اس قدر دل خراش تھا) سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اٹھیں اور ان عورتوں کے ساتھ نوحہ میں شریک ہو گئیں۔ (فتح الباری ج 3 ص 177)

آہ.... اس روایت کا ایک ایک لفظ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گزر جانے والی قیامت کی جھلکیاں دکھلا رہا ہے۔ دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باسیوں کی مظلومیت و بے بسی کی اور کیا منظر کشی ہو سکتی ہے کہ اس امت کی وہ خاتونانِ عفت مآب جنھوں نے رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ حق پرست پر بیعت کرتے ہوئے عہد کیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی لیکن حرہ کے سنگستان میں بپا ہونے والی قیامت، مدینہ منورہ پر ظلم و تشدد کے برستے ہوئے بادلوں نے حواس معطل کر دیے اپنے آپ سے بیگانہ کر دیا۔ کٹتے ہوئے اجسام، بہتے ہوئے خون، فضا میں گونجتی

ہوئی چیخوں نے ہونٹوں پر احتیاط کے چڑھے ہوئے سارے قفل کھول دیے۔ بالآخر نوحے کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔

جس ماں کے تین بیٹے ذبح ہوئے پڑے ہوں اس کے ہونٹوں سے اُبھرتی ہوئی سسکیاں کس قدر دلخراش ہوں گی؟ باپ کے سائے سے محروم ہو جانے والی معصوم بچیاں جب خون میں لتھڑے ہوئے باپ کے بے جان جسم پر گری بلک رہی ہوں گی تو شہرِ رسول ﷺ کی سوگوار فضاؤں کی اداسیوں کا عالم کیا ہوگا؟

﴿مسلم بن عقبہ نے جو کچھ بھی کیا یزید کے حکم کے مطابق کیا﴾

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" اباح مسلم بن عقبہ ـــ المدینۃ ثلاثۃ ایام کما امرہ یزید"

اس (مسلم بن عقبہ) نے ایسا ہی کیا جیسا اسے (یزید) نے حکم دیا تھا۔

(البدیہ والنھایہ ج 8 ص 220)

سانحہ حرہ پر یزید کے تاثرات:

" سعد بن الحون السکونی الحمصی کان فی جیش مسلم بن عقبہ اللذی اصاب اھل المدینۃ بالحرہ ووجھہ مسلم بریدا الی یزید بن معاویۃ مع الملک الفزاری فبشراہ بالظفر باھل الحرۃ بالمدینۃ فاجازھما"

سعد بن الحون السکونی اس لشکر میں شامل تھا جو مسلم بن عقبہ کی زیرِ کمان اہل مدینہ سے لڑنے کے لیے بھیجا گیا تھا اسے مسلم بن عقبہ نے ملک الفزاری کے ساتھ یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ تاکہ یزید کو فتح کی بشارت دی جائے۔ یزید نے ان دونوں کو انعام و کرام سے نوازا۔

(تاریخ دمشق ج20 ص231)

قارئین کرام: آپ سوچتے ہوں گے یزید نے اپنے کمانڈر کو اتنے سخت احکامات کیوں جاری کیے۔ اہلِ مدینہ کے بارے میں اس قدر ظالمانہ و جابرانہ رویہ کیوں اپنایا۔ اس کا ارادہ کیا تھا؟

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"قد اراد بارسال مسلم بن عقبہ توطید سلطانہ و ملکہ و دوام ایامہ من غیر منازع" (البدایہ والنھایہ ج8 ص142)

یزید نے مسلم بن عقبہ کو بھیج کر چاہا تھا کہ اس کی سلطنت واقتدار کو مضبوطی حاصل ہو ایامِ حکومت کو دوام حاصل ہو کوئی اختلاف کرنے والا، کوئی اقتدار چھیننے والا نہ رہے۔

﴿اہل مدینہ حق پر تھے یا یزید﴾

امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ:

"قسم خرجوا غضبا للدین من اجل جور الولاۃ وترک عملھم بالسنۃ النبویۃ فھولاء اھل حق. و منھم الحسین بن علی واھل المدینۃ فی الحرۃ"

حکمرانوں کے خلاف اُٹھنے والوں میں ایک قسم اُن لوگوں کی ہے جو غیرتِ دینی کی بنیاد پہ، حکمرانوں کے ظلم و ستم اور ان کے تارکِ سنت ہونے کی وجہ سے میدانِ عمل میں اترے۔ یہی لوگ اہلِ حق ہیں۔ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما ور حرہ کے معرکہ میں یزید کے خلاف اٹھنے والے اہلِ مدینہ بھی انہیں میں سے ہیں۔

(فتح الباری ج12 ص286)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

"وخرج علیہ غیر واحد بعد الحسین کاھل المدینۃ قاموا للہ"

(سیر اعلام النبلاء جلد 4 ص 38)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت سے لوگ یزید کے خلاف میدان میں نکلے جیسا کہ اہل مدینہ یہ سب لوگ اللہ ہی کی خاطر کھڑے ہوئے تھے۔

﴿سانحہ حرہ کے بعد یزید کے خلاف نفرت شدت اختیار کر گئی﴾

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فلما جرت ھذہ الکائنۃ اشتد بغض الناس لیزید مع فعلہ بالحسین والہ و مع قلۃ دینہ"

جب یہ سانحہ (حرہ) رونما ہو گیا۔ تو یزید کے بارے میں لوگوں کی نفرت شدت اختیار کر گئی۔ اس نفرت میں اضافہ کا سبب اس کا وہ سلوک بھی تھا جو اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی ال کے ساتھ کیا اور اس کی بے دینی بھی۔ (سیر اعلام النبلاء ج 5 ص 323)

سانحہ حرہ میں شہید ہونے والے صحابہ کرام

معاذ بن الحارث القاری رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی ہیں۔

(فتح الباب ص 248، تھذیب الکمال جلد 27 ص 141)

غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔

(الاستیعاب جلد 3 ص 351)

"وھو الذی اقامہ عمر یصلی التراویح فی شھر رمضان"

ان افراد میں سے ہیں جنھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز تراویح پڑھانے کے لیے مقرر فرمایا تھا۔

(الاصابہ جلد 6 ص 139، اسد الغابہ جلد 3 ص 123)

"المعروف بالقاری"

القاری کے لقب سے مشہور تھے

(تھذیب الکمال جلد 27 ص 117)

"قالت عمرۃ مایوقظنا من اللیل الا قراۃ معاذ القاری"

عمرہ کہتی ہیں ہم رات کو معاذ رضی اللہ عنہ کی تلاوت سن کر ہی بیدار ہوتے تھے۔ (تاریخ اسلام از ذہبی جلد 5 ص 239)

" قتل یوم الحرہ"

حرہ کے دن شہید کر دیے گئے۔

(الثقات ج 3 ص 380، المستدرک ج 3 ص 598، الاستیعاب جلد 3 ص 441)

عبداللہ بن زید بن عاصم الانصاری رضی اللہ عنہ

خود بھی صحابی ہیں والدین بھی صحابی ہیں۔

(الکاشف از ذہبی صفحہ ص 553)

غزوہ احد، خندق اور دیگر غزوات میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے۔ ان مجاہدین اسلام میں سے ہیں۔ جنھوں نے یمامہ کے دن مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔ (المستدرک ج 3 صفحہ ص 596)

وضو والی حدیث کے راوی بھی ہیں۔ (رجال صحیح مسلم ج 1 ص 1334)

حرہ کے دن شہید کئے گئے۔ (الاستیعاب جلد 2 صفحہ 74)

معقل بن سنان رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔

(تاریخ صغیر ج1 ص140، سیر اعلام النبلاء ج2 ص748)

(تھذیب الکمال ج28 ص273)

فتح مکہ میں شریک ہوئے اور اس دن اپنے قبیلے بنو اشجع کا جھنڈا اٹھائے ہوئے تھے

(المحن ص199، سیر اعلام النبلاء ج2 ص747)

(تھذیب الکمال ج28 ص278، تھذیب التھذیب ج10 ص233)

صاحبِ فضیلت اور نہایت پرہیزگار تھے۔

(الاستیعاب ج2 ص373، اسد الغابہ ج5 ص221)

یزید کے پاس دمشق گئے مدینہ واپس آئے تو یزید سے سخت ناراض تھے۔ (مختصر تاریخ دمشق ج25 ص130)

یزید کی ناپسندیدہ حرکتیں دیکھیں مدینہ آئے اور یزید کی بیعت توڑ دی۔ (سیر اعلام النبلاء ج2 ص747)

نہایت ہی حسین و جمیل تھے۔

(تھذیب التھذیب ج10 ص230)

حرہ کے دن شہید کر دیے گئے۔

(الطبقات الکبری ج6 ص124)

(الثقاۃ لابن حبان ج3 ص393)

کس طرح شہید کیا گیا؟

"فذبح صبرا یوم الحرۃ"

انھیں باندھ کر ذبح کیا گیا۔

(سیر اعلام النبلا جلد2 صفحہ748)

(طبقات خلیفہ بن خیاط صفحہ96)

کس جرم کی پاداش میں ذبح کیا گیا؟

"کثیراما کان ینتقص یزید بن معاویۃ فلذالک قتل"

(الثقاۃ جلد3 صفحہ293)

چونکہ اکثر یزید کی خامیوں، برائیوں کا تذکرہ کرتے رہتے تھے اس

لیے انھیں قتل کر دیا گیا۔

ان کی دردناک شہادت پر شعراء نے بڑے پُر سوز شعر کہے ہیں۔

لیکن یہ شعر بہت مشہور ہوا۔

الاتلکم الانصار تبکی سرا تہا   واشجع تبکی معقل بن سنان

دیکھو: انصار اپنے سرداروں پر گریہ زاری کر رہے ہیں اور بنو اشجع معقل بن سنان پر آنسو بہا رہے ہیں۔

(اسد الغابہ جلد 5 ص 221)

عاصم اشجعی اپنا درد دل یوں آشکار کرتا ہے دل پر چھائے ہوئے غم، آنسو بہاتی ہوئی آنکھوں کا منظر بصورت الفاظ کچھ یوں پیش کرتا ہے۔

قائلۃ تبکی بعین سخینۃ   جزی اللہ خیرا معقل بن سنان

فتی کان غیثا للفقیر ومعقلا   حریز لما یخشی من الحدثان

(معقل کی یاد میں اشعار کہنے والی زبان) پر نم آنکھوں کے ساتھ آنسو بہاتی ہے۔ اللہ معقل کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ایسے جوان پر گریہ زاری ہے جو محتاج کے لیے ابر سخاوت تھا۔ حوادثات زمانہ کے خوف میں

مبتلا انسان کے لیے محفوظ پناہ گاہ تھا۔

(تاریخ دمشق ج25 ص130)

عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ

عہد رسالت میں پیدا ہوئے۔

(الاستیعاب ج2 ص49، اسد الغابہ ج3 ص219)

صغار صحابہ میں سے ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء ج4 ص373، التحفۃ اللطیفہ ج1 ص338)

سرورِ دوعالم ﷺ کا شرف دیدار بھی نصیب ہوا۔

(تھذیب الکمال ج14 ص436)

خود فرماتے ہیں

میں نے نبی ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور بیت اللہ کا طواف فرما رہے تھے (التحفۃ اللطیفہ ج2 ص31)

صاحبِ فضیلت، صالح، جلیل القدر اور شریف النسب انسان تھے۔

کوئی قاری یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

"لھم من جھنم مھاد و من فوقھم غواش" (الاعراف 41)

سنتے ہی رونے لگے اسقدر روئے کہ دیکھنے والوں کو محسوس ہونے لگا کہ جان ہی نکل جائے گی۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے کہا گیا تشریف رکھیے بیٹھیے فرمایا جہنم کی یاد نے مجھے بیٹھنے سے روک دیا ہے۔ میں نہیں جانتا شاید اُن میں سے ہی ہو جاؤں۔ اُن کے غلام سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کا بستر نہیں تھا۔ کہ جس پر آرام کرتے ان کا معمول تو یہ تھا۔ جب نماز پڑھتے پڑھتے تھک جاتے چادر کو تکیہ کے طور پر رکھ لیتے چند گھڑی آرام کر لیتے۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 166)

یزید بن معاویہ کے پاس گئے۔ خود صاحبِ فضیلت شخص تھے اُس کی ناشائستہ، ناپسندیدہ حرکات دیکھیں، مدینہ منورہ واپس آکر یزید کی بیعت توڑ دی۔ انصار نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

(الاستیعاب جلد 2 صفحہ 50)

اور جب جنگ شدت اختیار کر گئی اپنے ایک ایک بیٹے کو آگے کرتے رہے ان کے آٹھ بیٹے تھے۔ وہ ایک ایک کر کے سب شہید ہو گئے۔ جب دیکھا بیٹے شہید ہو گئے ہیں تلوار کی نیام توڑ ڈالی (یزیدیوں) کے خلاف لڑنے لگے لڑتے لڑتے آخر کار خود بھی شہید ہو گئے۔

عبداللہ بن ابی سفیان کہتے ہیں۔ میں نے عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کو ان کی شہادت کے بعد خواب میں دیکھا نہایت ہی خوبصورت تھے۔ کہا آپ شہید نہیں ہو گئے تھے۔ فرمایا ہاں میں اپنے رب سے ملا تو اس نے مجھے جنت میں داخل کر دیا میں اب جنت کے باغات میں جہاں چاہتا ہوں چلتا، پھرتا ہوں۔ میں نے پوچھا آپ کے ساتھی؟ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟ فرمایا وہ میرے ساتھ میرے جھنڈے کے ارد گرد ہیں۔ جس کی گرہ قیامت تک نہیں کھل سکے گی اتنے میں میں بیدار ہو گیا

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 166،167)

محمد بن ثابت بن قیس الانصاری رضی اللہ عنہ

عہد رسالت میں پیدا ہوئے۔

(تاریخ دمشق جلد 52 صفحہ 171، تھذیب التھذیب جلد 9 صفحہ 84)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لعابِ دہن کیساتھ انھیں گھٹتی دی۔

(تاریخ اسلام جلد 5 صفحہ 222)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور محمد نام رکھا۔

(التاریخ الکبیر ج 1 ص 51)

(تاریخ دمشق ج 52 ص 171)

(تھذیب الکمال ج 24 ص 553)

حرہ کے دن انہیں شہید کر دیا گیا۔ (اسد الغابہ ج 4 ص 428)

یزید بن برذع انصاری رضی اللہ عنہ

"شھد احدا"

غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 57)

ابن القداح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

" قتل یوم الحرۃ" حرہ کے دن شہید کر دیے گئے۔

(اسد الغابہ ج 5 ص 254)

معاذ بن الصمہ الانصاری رضی اللہ عنہ

" شهد احدا"

احد میں شریک ہوئے۔ (الاستیعاب جلد 3 صفحہ 351)

"شهد احدا وما بعدها"

احد اور اس کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے۔

(اسد الغابۃ جلد 5 صفحہ 63)

حرہ کے دن شہید کر دیئے گئے۔

(اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 63، الاستیعاب جلد 3 صفحہ 351)

حبیب بن ابی الیسر رضی اللہ عنہ

حبیب بن ابی السیر بن عمرو الانصاری رضی اللہ عنہ صحابی ہیں حرہ کے دن شہید کئے گئے۔

"لہ صحبۃ وقتل یوم الحرۃ" (اسد الغابہ ج1 ص450)

ابو علی الجیانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"لہ صحبۃ واستشھد بالحرۃ"

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے مقام حرہ پر شہید کر دیے گئے

(الاصابۃ جلد2 ص23)

﴿اولادِ صحابہ میں سے شہید ہونے والے﴾

خلیفۃالرسول فخرِ صداقت سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے عبداللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق

علامہ خزرجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

عبداللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق۔

"قال معصب قتل یوم الحرۃ"

عبداللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق بقول مصعب حرہ کے دن شہید کر دیے گئے۔ (خلاصہ تھذیب الکمال جلد 1 ص 312)

خلیفہ برحق، فخرِ عدالت، امامنا وامام المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پوتے عبید اللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب

تاریخ ابن ابی خیثمہ میں ہے

"قتل یوم الحرۃ فی الوقعۃ"

حرہ کے دن سانحہ حرہ میں شہید کر دیے گئے۔

(تاریخ ابن ابی خیثمہ السفر الثانی ج 2 ص 892)

﴿خلیفہ برحق تاجدار شجاعت، امامنا و امام المسلمین مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے پوتے جعفر بن محمد بن علی بن ابی طالب﴾

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "قتل یوم الحرۃ"

حرہ کے دن شہید ہوئے۔ (التمہید ج10 ص93)

﴿عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"مصعب بن عبدالرحمٰن بن عوف الزھری القرشی قتل یوم الحرۃ"

مصعب بن عبدالرحمن بن عوف حرہ کے دن شہید کئے گئے۔

(التاریخ الکبیر ج7 ص350، الجرح والتعدیل ج8 ص303)

خود اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مطلب بن حنطب روایت کرتے ہیں

"قتل یوم الحرہ" حرہ کے دن شہید کئے گئے۔

ان سے اہل مدینہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ 63 ہجری میں حرہ کے دن شہید ہوئے۔ (الثقات ج5 ص411)

﴿مشہور بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ کے پوتے عبداللہ﴾

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"عبداللہ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ قتل یوم الحرہ"

عبداللہ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ حرہ کے دن شہید ہوئے۔ (الثقاۃ ج5 ص523)

﴿عمرو بن حزم الانصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن عمرو﴾

"ولد فی حیاۃ النبی ﷺ" عہدرسالت میں ولادت ہوئی

(تاریخ الاسلام از ذہبی ج5 ص223)

"کان فقیہا فاضلا قتل یوم الحرۃ"

نہایت فقیہ اور صاحب فضیلت تھے۔ حرہ کے دن شہید ہوئے۔

(المعارف صفحہ232)

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں 10 ہجری میں نجران میں پیدا ہوئے ان کے والد نبی ﷺ کی طرف سے نجران کے عامل تھے والد نے آپ کا نام محمد اور کنیت ابو سلیمان رکھی آپ ﷺ نے ان کی طرف

خط لکھا کہ نام محمد اور کنیت ابو عبدالملک رکھو۔ یزید کے دور حکومت میں 63 ہجری کو حرہ کے مقام پر شہید کر دیے گئے۔ انہیں شامیوں نے قتل کیا تھا۔ علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ امام مدائنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ذکر کرتے ہیں۔ کسی شامی نے خواب دیکھا۔

"کہ میں ایسے آدمی کو قتل کرتا ہوں جس کا نام محمد ہے۔ اور اس آدمی کے قتل کی وجہ سے مجھے دوزخ میں پھینک دیا جاتا ہے"

جب یزید نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر تیار کیا تو اس آدمی کا نام بھی اس لشکر کے سپاہیوں میں لکھ دیا گیا۔ یہ آدمی آتو گیا لیکن لڑائی میں شریک ہونے سے گریزاں رہا۔ جنگ ختم ہونے کے بعد وہ لاشوں کے درمیان گھوم پھر رہا تھا۔ چلتے چلتے محمد بن عمرو کے پاس سے گزرا آپ شدید زخمی حالت میں تھے۔ شامی کو دیکھ کر غضبناک ہو گئے اور اسے برا بھلا کہہ دیا۔ وہ شامی بھڑک اٹھا آگے بڑھا اور انہیں قتل کر ڈالا۔ خواب کی وجہ سے پریشان تو تھا ہی مدینے

کے کسی آدمی کو لیکر دوبارہ میدان میں گیا۔ چلتے چلتے جیسے ہی اس مدنی آدمی کی نظر محمد بن عمرو کی لاش پر پڑی تو بے ساختہ زبان سے نکلا تیرا قاتل کبھی بھی جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ شامی بولا ! یہ کون ہے؟ اس نے کہا! محمد بن عمرو بن حزم یہ سن کر قریب تھا کہ وہ شامی شدت غم سے مر جاتا۔ (اسد الغابہ ج2 ص489)

﴿حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے یعقوب بن طلحہ﴾

"قتل یوم الحرة سنة ثلاث وستین"

حرہ کے دن 63 ہجری کو شہید ہوئے۔

(طبقات خلیفہ بن الخیاط ص204)

﴿کاتب وحی سیدنا زید بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کے سات حقیقی بیٹے﴾

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ابن سعد کے حوالے سے لکھتے ہیں

"قتل یومئذ سعد وسلیمان ویحییٰ واسماعیل وسلیط وعبدالرحمن وعبداللہ بن زید بن ثابت لصلبہ"

اُس (حرہ کے) دن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سات حقیقی، صلبی بیٹے سعد،

سلیمان، یحیٰ، اسماعیل، سلیط، عبدالرحمن، عبداللہ قتل کردیے گئے۔

(تاریخ الاسلام از ذہبی ج5ص27، المعارف الابن قتیبہ ص260)

﴿سانحہ حرہ میں شہید ہونے والے انصار و قریش کی مختصر فہرست﴾

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ علیہ نے سانحہ حرہ میں شہید ہونے والے انصار و قریش کی مختصر فہرست مرتب کی ہے۔ جو کہ پیش خدمت ہے۔

نوٹ: محبان یزید چونکہ عہد کیے ہوئے ہیں کہ ہر حال میں یزید کے جرائم پر پردہ ڈالنا ہے اس لیے طرح طرح کے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کبھی مقتولین حرہ کو سبائی درندے مشہور کرنے کی سازش کی۔ کبھی کہا کہ سانحہ حرہ تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ کبھی مقتولین حرہ کی تعداد کے بارے میں تلبیسانہ اعتراض کرتے ہوئے کہا۔ "کہ اگر سانحہ حرہ میں اتنی کثیر تعداد میں لوگ مارے گئے ہوتے جتنا بیان کیا جاتا ہے تو کوئی پچاس، ساٹھ افراد کے نام تو تاریخ میں مذکور ہونے چاہیے تھے"

قارئین کرام: اس لیے ہم نے اس فہرست کا اندراج کرنا ضروری سمجھا۔ تاکہ عوام الناس پر عیاں ہو جائے کہ سانحہ حرہ میں یزید کے مدِ مقابل آنے والے اور لشکرِ یزید کے ہاتھوں تہہ تیغ ہونے والے دراصل جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اِن نفوسِ قدسیہ کی زیرِ تربیت پروان چڑھنے والے اِن کے فرزندانِ حق شناس اور جلیل القدر تابعین کی جماعت تھی۔ ناصبیوں کا انہیں سبائی گروہ سے جوڑنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے اور تاریخ کی یہ ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ ان میں سے کسی کا سبائی گروہ سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ اگرچہ اس فہرست میں تمام مقتولینِ حرہ کا احاطہ نہیں کیا گیا۔ قریش و انصار کے مقتولین کے وہ نام جو امام صاحب کو دستیاب ہو سکے انہوں نے ذکر کر دیے جب کہ یزید کی شمشیرِ ستم شعار سے عوام الناس میں سے جامِ شہادت نوش کرنے والے ہزارہا افراد اس کے علاوہ ہیں۔ جن کا تذکرہ اس مختصر سی فہرست میں مذکور نہیں۔ ان شاء اللہ کتاب کے

آئندہ ایڈیشن میں مزید شہدائے حرہ کے اسمائے مبارکہ اور اُن کا تعارف سپرد قلم کردیا جائے گا۔ سردست خلیفہ بن خیاط کی ذکر کردہ فہرست ملاحظہ فرمائیں۔

قریش بنو ہاشم میں سے

ابو بکر عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، فضل بن عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب، عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب، عباس بن عتبہ حلفائے ابی طالب میں سے بنو سلیم بن منصور سے، سلیمان بن صفوان بن عباد بن شیبان، اسود بن عباد بن شیبان، عتبہ بن معبد ابو معبد بن عتبہ بن شیبان، محمد بن عقبہ بن دبیہ بن جابر انکے بھائی سلیم اور جری بن حزم بن جابر بنو مطلب بن عبد مناف سے یحیی بن نافع بن عجیر بن عبد یزید بن ہاشم بن بنی المطلب، عبداللہ بن نافع بن عجیر ان کے حلفا بنو سلیم میں سے جیفر بن عبداللہ بن مالک بلکہ کہا جاتا ہے جعفر بن عبداللہ بن مالک

بنو نوفل بن عبد مناف میں سے

داود بن ولید بن قرظہ بن عبد عمرو بن نوفل اور ان کا بیٹا ولید بن داود، عبید اللہ بن عتبہ بن غزوان (انکے حلیف بنو مازن بن منصور سے)

بنو امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف میں سے

اسماعیل بن خالد بن عقبہ بن ابی معیط، ابو علیاء مولی مروان بن حکم، یزید بن اخت النمر کے بیٹے سلیمان، عمرو اور ولید

بنو اسد بن عبد العزی بن قصی میں سے

وہب بن عبد اللہ بن زمعہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی، یزید بن عبد اللہ بن زمعہ (انھیں باندھ کر قتل کیا گیا) ابو سلمہ بن عبد اللہ بن زمعہ، و مقداد بن وہب بن زمعہ، یزید بن عبد اللہ بن وہب بن زمعہ، خالد بن عبد اللہ بن زمعہ، عبد اللہ بن زمعہ کا بیٹا جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا، مغیرہ بن عبد اللہ بن سائب بن ابی حبیش بن مطلب بن اسد، نوفل بن عدی بن نوفل کے دو بیٹے

عبداللہ اور عمرو، عبدالرحمن بن عبداللہ بن ابی ذوئب بن عدی کا ایک بیٹا عدی بن تویت بن حبیب بن اسد اور ان کے حلفاء میں سے عبداللہ بن عبدالرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ (نمر الازد میں سے) اور اسامہ بن الخیار، عمار بن صہیب کے دو بیٹے مصعب اور خالد

بنو مخزوم میں سے

عبداللہ بن ابی عمرو بن حفص بن مغیرہ، ابو سعد بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام (ان کی والدہ بنو حارث بن کعب سے ہیں) اور عبداللہ بن حارث بن عبداللہ بن ابی ربیعہ، سلم کہا جاتا ہے مسلمہ بن ابی بن برد بن معبد بن وہب بن عائذ

بنو عدی بن کعب سے

ابو بکر بن عبیداللہ بن عمر بن خطاب، عاصم بن عمر بن خطاب کے دو بیٹے عبداللہ اور سلیمان، عمر یا عمرو بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، ابو بکر بن عبدالرحمن بن سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، محمد بن

سلیمان بن مطیع بن اسود بن حارثہ بن نضلہ بن عوف بن عبید بن عویج، عبدالملک بن عبدالرحمن بن مطیع، عبداللہ بن نافع بن عبد عمرو بن عبداللہ بن نضلہ، ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ بن نحام کہا جاتا ہے ابراہیم بن نعیم بن عبداللہ، محمد بن ابی الجہم بن حذیفہ بن غانم انھیں باندھ کر قتل کیا گیا۔ خدیج یا حدیج بن ابی حشمہ بن حذافہ بن غانم ان کے حلفاء میں سے ابن السری کے دو بیٹے ایاس اور یعلی، یوسف بن حبیب (بنو لیث سے)

بنو سہم بن عمرو بن ھصیص میں سے

ذؤیب بن عمرو بن خنیس بن حذافہ بن سعد بن سہم اور ان کا بیٹا، ان کے حلیف میاح بن خلف اور فضالہ بن میاح

بنو جمح بن عمرو سے

عبدالملک بن حطاب، حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح اور خطاب بن حارث بن حطاب، عمر بن محمد بن حاطب،

حاطب بن عمرو بن حارث بن حاطب بن حارث بن معمران کے حلفا میں سے عثمان اور کہا جاتا ہے عمر بن کثیر بن الصلی، نعیم بن لوط یا لوط بن نعیم بن صلت الکندی۔

بنو عامر بن لوی میں سے:

عبدالرحمن بن حویطب بن عبدالعزی، عبدالملک بن عبدالرحمن بن حویطب، ربیعہ بن سہم یا سہل بن عبداللہ بن زمعہ، عبدالرحمن بن زمعہ بن قیس، عمرو بن عبداللہ بن زمعہ، عبداللہ بن عبداللہ بن زمعہ، عبداللہ بن عمر بن عمرو بن حاطب، سلیط بن عبداللہ بن عمرو بن ہاشم صاحب (صاحبِ صحیفہ قریش) ہاشم بن حمزہ، ہشام بن عبدالسود بن ہاشم بن کنانہ اور ہشام بن عبداللہ بن کنانہ، ہاشم بن کنانہ بن عثمان کے دو بیٹے ربیعہ اور کنانہ، خیار بن عبدالرحمن بن خیار، ابو سلیمان بن عبداللہ بن خیار، سلیمان بن اویس بن سعد بن ابی سرح، ابو عمرو بن عبداللہ بن عمرو بن اویس، حارث بن عبداللہ بن کنانہ، ابو

قیس بن عبدالرحمن بن عدی بنو حجیر یا حجر بن معیص سے فضالہ بن خالد بن نائلہ بن رواحہ، عیاض بن خالد بن نائلہ بن ہرمز یا ہرم بن رواحہ، خالد کے دو بیٹے حارث اور مسلم، محمد بن عبدالرحمن بن طفیل، عیاض بن ابی سلام بن یزید بن عبداللہ بن مالک بن ربیعہ بن وہب، زید یا یزید بن عبداللہ بن مسافع بن انس بن عبد بن وہیب بن ضباب

بنو حارث بن فہر سے

شعیب بن ابی عبداللہ، مرداس بن عوف، ابراہیم بن اسرائیل، مصعب بن عبداللہ بن ابی خیثمہ

بنو قیس بن حارث بن فہر سے

زفر بن حارث یا ابن سوید، مالک بن سوید کا ایک بیٹا عقیل بن زفر، ربیعہ بن زیاد، شیبہ کے دو بیٹے اثاثہ اور علاء، زہیر بن عبداللہ

بنو محارب بن فہر سے

نفیل بن عبداللہ بن وہب بن سعد بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان یا شیبہ بن محارب کے بیٹے عبدالرحمن، عبداللہ اور قطن، عبداللہ بن نضلہ بن عبداللہ بن وہب، شرید بن رباح بن عمرو بن المعترف بن حجوان بن عمرو بن حبیب، ابان بن حسل یا ابان بن حسان بن رباح بن عمرو، عمرو بن حسان بن رباح، ولید بن عصمہ، علاء بن یزید بن انس بن عبداللہ بن حجوان، حبیب بن مضرس، ولید بن حممہ بن عبداللہ بن حجوان، خشیم بن نافع بن مضرس پس خالص قریش میں سے ستانوے افراد شہید ہوئے۔

بنو عبدالدار بن قصی سے

عبداللہ بن عبدالرحمن بن مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ، ابو طلحہ کا نام عبداللہ بن عبدالعزی بن عثمان بن عبدالدار ہے۔ محمد بن ایوب بن ثابت بن عبدالمنذر بن علقمہ بن کلدہ، مصعب بن ابی عمیر بن ابی

عزیز بن عمیر، مسافع کے دو بیٹے یزید اور زید، عبدالرحمن بن عمرو بن الاسود،

بنو زہرہ بن عوف میں سے

ابان بن عبداللہ بن عوف، محمد بن الاسود بن عوف، صلت بن مخرمہ بن نوفل بن وھیب بن عبد مناف بن زھرہ، محمد بن مسور بن مخرمہ، عبداللہ بن عبدالرحمن بن اسود بن عبدیغوث، اسماعیل بن وھب بن الاسود بن عبدیغوث، سعد بن ابی وقاص کے دو بیٹے عمیر اور عمرو، عمران بن عبدالرحمن بن نافع بن عتبہ بن ابی وقاص، محمد بن نافع، اور ان کے حلفاء میں سے (ثقیف میں سے) العلا بن جاریہ کے بیٹے عثمان، جلاس، محمد، بشر بن السائب کے دو بیٹے عبداللہ اور عبیداللہ

بنو تیم بن مرہ سے

یعقوب بن طلحہ بن عبداللہ، عبیداللہ بن عثمان بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب، عبداللہ بن محمد بن ابی بکر الصدیق، معبد بن الحارث

بن خالد بن صخر بن عامر بن عمرو بن کعب ان کے حلفاء میں سے
موسیٰ بن حارث بن طفیل (دوس میں سے) کہا جاتا ہے ازدشنوء سے
اور یہ حضرت عائشہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے اخیافی بھائی ہیں۔
حارث بن منقذ بن طفیل اور طفیل ابوالحسین ابن عتیق کے اخیافی
بھائی، عمار بن صہیب، مصعب اور خالد بن صہیب کے دو بیٹے۔

انصار کے قبیلہ اوس، بنو عوف میں سے

عبداللہ بن حنظلہ اور آپ کے سات بیٹے عبدالرحمن، حارث، حکم، عاصم، یحیٰ، عبداللہ بن مجمع، عبس بن عبدالرحمن بن یزید، عکاشہ بن عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ، عمرو بن سوید بن عقبہ بن عویم بن ساعدہ، ابوالعیال بن عقبہ بن عویم بن ساعدہ

بنو حنش بن عوف بن عمرو بن عوف میں سے

سھل بن عثمان بن حنیف، عمرو بن سھل، محمد بن عثمان بن حنیف، حبیب بن عباد بن حنیف،

بنو ثعلبہ میں سے: حبیب اور عمر یا عمرو خوات کے بیٹے

بنو جحجب بن کلفہ سے: عیاض بن عمرو بن بلیل، عمرو بن عمرو بن بلیل، عمرو بن عقبہ بن عتوارہ، ذکوان مولی بنو حنظلہ

بنو عجلان میں سے

عمارہ یا عمار بن سلمہ، عبدالرحمن بن الحارث بن سلمہ،

بنو معاویہ بن مالک میں سے

محمد بن بشیر، عبداللہ بن کلیب یا عبید زخمی ہوئے بعد میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گئے۔ جبیر کے دو بیٹے محمد، عتبہ یا عبید، ثابت کے دو بیٹے عبداللہ اور العلاء، سائب بن عبداللہ، حارث بن ثعلبہ کے دو بیٹے ثعلبہ اور عامر، سعد بن عبداللہ، عبداللہ بن حزم بن عمرو بن امیہ، عتبہ بن اشعث بن کعب،

بنوعبدالاشہل میں سے

عبداللہ بن سعد بن معاذ، محمد بن بشیر بن معاذ،

بنوزعورا سے

عمرو بن یزید بن السکن، عباد بن راشد بن رافع بن قیس، موسی بن عبداللہ، جعفر بن ثعلبہ، سلمہ ابو مسلمہ بن عباد بن سلکان، عباد بن سلکان بن سلامہ بن وقش، شیبہ بن عبدالعزیز

بنونبیت میں سے

سعد بن جبیر، عبداللہ بن سعد، عباد، ساعدہ، ابو جبیرہ

بنوحارثہ بن حارث سے

عبداللہ بن عبدالرحمن بن سہل، کنانہ بن سہل بن عبداللہ بن اوس بن قیظی اور عبداللہ بن اویس، سہل بن ابی امامہ، جعفر بن ثعلبہ بن معیصہ، ساعدہ بن اسد بن ساعدہ، یزید بن محمد بن سلمہ

بنو ظفر میں سے

ثابت بن قیس بن الخطیم کے بیٹے عمرو، محمد، یزید اور محمد بن ابی نملہ بن زرارہ،

بنو خزرج، بنو مالک بن النجار میں سے

عمرو بن سعید بن الحارث بن الصمہ اور سعید، سلیمان، زید، یحیٰ، عبیداللہ، زید بن ثابت بن الضحاک کے بیٹے، محمد اور زید، عمارہ بن زید بن ثابت بن الضحاک کے بیٹے، محمد بن عمرو بن حزم اور عبدالرحمن، عثمان، عبدالملک، محمد بن عمرو بن حزم کے بیٹے کہا جاتا ہے کہ محمد بن عمرو بن حزم کے ساتھ ان کے اہل خانہ میں سے تیرہ افراد قتل کیے گئے۔ العلاء بن عبداللہ بن نعیم بن رقیم بن نضلہ، عمرو بن المعلی بن عمرو، مالک بن معاذ بن عمرو بن قیس، محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ، قیس بن سعد بن قیس بن عمرو بن سہیل، عبدالرحمن بن ابی زناد بن ابی الورد بن قیس بن فہد، ابراہیم بن تمیم

بن قیس بن قہد، عبدالرحمن بن سعد، عبدالرحمن بن معاذ، خالد بن صفوان، عبدالرحمن بن سعد، زید بن ابی عمرو بن محصن، یحیٰ بن عمرو، محمد بن ابی بن کعب، عائذ بن بی قیس بن انس بن قیس، انس بن محمد بن عبداللہ بن ابی طلحہ، عمرو بن ابی عمرو، اسماعیل بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت، محمد بن عبدالملک بن نبیط، عامر بن عقبہ، عمارہ بن عمرو بن حزم، قیس بن ابی الورد بن قہد،

بنو دینار بن النجار میں سے

سعد بن عمیر بن اصیب

بنو مازن بن النجار سے

عمرو بن تمیم بن غزیہ، نعمان بن عمرو بن سعد بن عمرو بن غزیہ، سعد اور جعفر ابو داؤد بن عمیر بن مالک کے دو بیٹے، عبداللہ بن زید بن عاصم اور ان کا بیٹا ابو حسن، عبداللہ بن حارث بن عبداللہ بن کعب، اوران کے بھائی عبدالرحمن اور قیس، عمرو بن ابی حسن، عتبہ بن جریر

حکیم بن ابی قحافہ،

بنو حارث بن خزرج میں سے

عبدالرحمن بن خبیب بن اساف، محمد بن عبدالرحمن بن خالد بن اساف، محمد اور عبداللہ، خالد بن اساف کے دو بیٹے، عبیداللہ بن انیس بن سکن بن اساف، سعد بن کلیب بن اساف، محمد، یحیٰ، عبداللہ ،ثابت بن قیس بن شماس کے بیٹے، ابو نعیم بن ابی فضالہ بن ثابت، لبیب بن بسر بن زید، عبداللہ بن عتبہ بن سماک، عبدالرحمن بن عبداللہ بن حصین، عبداللہ بن الربیع بن سراقہ، سائب بن عبداللہ بن ثعلبہ، عامر بن حارث بن ثعلبہ، سعد بن عبیداللہ، عبداللہ بن حسن، عمرو بن امیہ، عتبہ بن اشعث بن کعب بن زرقین،

بنو عوف بن خزرج میں سے: عبداللہ بن ربیع بن بلال،

بنو سالم بن عوف میں سے:

نوفل بن محمد بن عبادہ بن عبادہ بن الصامت، محمد بن کعب بن عجرۃ اور

ان کا بھائی سعد بن کعب، ثابت بن عبداللہ بن ایاس

بنو سلمہ میں سے:

معاذ بن الصمہ، ایوب بن عبداللہ بن معاذ، عمرو بن خشرم، عبدالرحمن بن ابو قتادہ بن ربعی، یزید بن ابی الیسر، یحی بن صیفی بن الاسود بن وھب بن کعب بن مالک، محمد بن عبدالرحمن بن ابی المنذر

بنو زریق میں سے

عروہ بن ابی عمارہ اور ان کا بیٹا عثمان بن عروہ، عقبہ بن ابی عمارہ، ان کا بھائی مسعود، سعد بن عثمان بن خلدہ، سلمہ بن قیس بن ثابت، بن خلدہ، عامر بن عبدالرحمن بن عمرو، مطلب بن عامر بن عمرو بن خلدہ، حارث بن رفاعہ بن رافع بن مالک، سلیمان بن ابی عیاش بن معاویہ بن صامت،

آلِ معلی میں سے

سعید بن ابی سعید بن اوس بن المعلی، سھل بن ابی سعید، حارث بن

عتبہ بن عبید بن معلی، محمد بن عمرو بن قیس اور کثیر بن افلح مولی ابی ایوب الانصاری، ۔۔۔ابوالحسن کا کہنا ہے سانحہ حرہ تریسٹھ ہجری ذوالحج کے مہینے میں ہوا۔ ذوالحج کے تین دن رہتے تھے معقل بن سنان الاشجعی کو باندھ کر قتل کیا گیا۔ محمد بن ابی حذیفہ العدوی کو باندھ کر قتل کیا گیا، محمد بن ابی جہم بن حذیفہ کو بھی باندھ کر قتل کیا گیا۔

﴿حُبِ یزید کا انجام﴾

میرے سامنے حامیانِ یزید کا لٹریچر بکھرا پڑا ہے۔ کوئی کتاب یا پمفلٹ ایسا نہیں جس سے آلِ رسول کے بُغض کی بُو نہ آتی ہو۔ ورق ورق پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کے بارے میں زہر آلود الفاظ استعمال نہ کیے گئے ہوں۔

ملاحظہ فرمایئے

● لکھنے والا لکھتا ہے

"سمجھ نہیں آتی کہ ان دونوں بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور رسول اللہ کے ارشادِ گرامی سے انحراف کیوں کیا اگر خیر القرون کے اتقیاء کی اولاد اور ان کے اعمال اس قسم کے تھے تو اخلاف کی بد عنوانی، بے راہروی اور فراموشی کا گلا کس سے کیا جائے"

(فتح العرب از خالد محمود کوکنی، ص 16)

یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کا کردار

اچھا نہیں تھا اور اعمال بھی اچھے نہیں تھے۔(نعوذ باللہ من ذلک)

● ایک اور ناصبی مصنف یزید کی محبت میں بڑھتے بڑھتے ان مقدس شخصیات کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتا ہے۔"یہ دونوں بزرگ خلافت کو اپنا خاندانی حق سمجھ کر تمام صحابہ کرام اور دوسرے مسلمانوں کے سمجھانے اور منع کرنے کے باوجود اپنی ضد پر قائم رہے"

(رشید ابن رشید، از ابو یزید بٹ)

یعنی حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ضدی تھے۔(نعوذ باللہ من ذلک)

● سیدنا امام حسین علیہ السلام کی صحابیت کا یکسر انکار کرتے ہوئے لکھا۔ "حضرت حسین تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفر عقبیٰ کے وقت پانچ سال کے معصوم بچے تھے۔ان کو جلیل القدر صحابی کہنا محض غلط ہے"

(رشید ابن رشید ص 156)

● صفحہ 217 پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اپنے

جذبات کا اظہار کچھ اس انداز سے کیا۔ آپ کو سب بزرگ پیار و محبت اور شفقت سے خُروج سے منع کرتے رہے۔ و گرنہ اگر کوئی دوسرا شخص آپ کی جگہ ہوتا۔ تو صحابہ کرام اپنے امیر کے خلاف اس کو فتنہ سمجھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کے حکم کے مطابق اسے ختم کرنا اپنا ملی فریضہ سمجھتے۔

- صفحہ 293 پر حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقدام کو اسلام کے منافی قرار دے دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

"حضرت حسین کا کوفے جانا نہ صرف غلط تھا۔ بلکہ اسلام اور اسلامی مملکت اور جمیع مسلمانوں کے مفاد میں بھی سراسر منافی تھا"

اسی کتاب کے صفحہ 296 پر یہاں تک لکھ دیا

- "ایسے حکمرانوں کے خلاف سیدنا حسین کا لڑنے کے لیے نکلنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے"

نوٹ: حامیانِ یزید کو اس کتاب پر بڑا ناز ہے۔ اس سے فیض حاصل

کرنے کی جابجاتا کید کرتے رہتے ہیں۔ مجھے یاد ہے میں نے دورِ طالب علمی میں فیصل آباد کے ایک بڑے مدرسہ میں ایک مدرس سے سنا۔ اس کتاب کا نام مجھے اُس مدرس ہی کی زبانی معلوم ہوا۔ اس سے قبل اس کتاب کا نام میرے حاشیہ خیال میں بھی نہ تھا۔ موصوف نے جس اپنائیت کے ساتھ کتاب کا تعارف کروایا مجھے تجسس ہوا کہ اس کتاب کا مطالعہ بھی ضرور ہونا چاہیے۔ فاضل مدرس درسِ نظامی کے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرما رہے تھے کہ یہ کتاب پڑھنی چاہیے۔ کتاب کا مصنف اگرچہ خارجی ہے علی اور ان کی اولاد کو آڑھے ہاتھوں لیتا ہے۔ لیکن اس مسئلے کو سمجھنے کے لیے یہ کتاب بڑی مفید ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

ایک اور صاحب ہیں جو وکلائے یزید میں سر فہرست ہیں۔ ان کے ہاں حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقام کیا ہے۔ نواسہ رسول ﷺ کے بارے میں کیسے جذبات ہیں۔ موصوف کی لکھی ہوئی کتاب بنام

رسوماتِ محرم اور سانحہ کربلا کا مطالعہ فرمائیں۔

یزید کے دفاع میں اپنی تمام تر صلاحتیں صرف کرنے کے بعد شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے اسباب ذکر کرتے ہوئے رقم زن ہیں۔

● حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحب زادے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا مزاج، حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بالکل مختلف تھا۔ اس لیے ان پر دوسرے قسم کے اثرات مرتب ہوئے۔ اس کے مطابق ان کی پالیسی اور اقدامات سے نتائج بھی ہولناک ہی برآمد ہوئے۔ ان ہولناک نتائج کے پسِ منظر میں ہمیں وہ سارے اسباب بیک وقت کار فرما نظر آتے ہیں۔ جن کی وضاحت ہم نے گزشتہ صفحات میں کی۔ یعنی

1۔ اپنے حق پر اور برتر ہونے کا احساس۔

2۔ اختلاف اور انشقاق ہی کی راہ اپنانے پر اصرار

ایامِ یزید

(رسوماتِ محرم اور سانحہ کربلا از صلاح الدین یوسف)

قارئین کرام:

اس کتاب کے صفحہ ستانوے پر درج کردہ یہ الفاظ بھی ضرور پڑھ لینا۔

- حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے لیے بھی یہی بات مناسب تھی کہ وہ اپنے سے مفضول شخص کی خلافت تسلیم کر لیتے۔ لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ اور ان کا احساسِ فضیلت ہی ایک نہایت المناک سانحہ کا سبب بن گیا۔ ۔۔۔ان کا مزاج ہی سانحہ کربلا کا سب سے بڑا سبب بنا۔
- صفحہ 109 پر سیدنا امامِ حسین علیہ السلام پر طعن کرتے ہوئے لکھا۔

"کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ابنِ زیاد کے انتظامی حکم کے مقابلے میں اپنی عزتِ نفس اور وقار کو عزیز رکھنا حالانکہ اگر وہ موقع کی نزاکت اور حالات کی خطرناکی کے پیشِ نظر تھوڑی سی لچک اختیار کر لیتے تو شائد اس المیہ سے بچنا ممکن ہو جاتا"

- ابنِ زیاد اور شمر کے ظالمانہ اقدام کو دبے لفظوں میں سراہتے

ہوئے صفحہ 49 پر لکھا

"حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اقدام سے جو ناخوشگوار صورتِ حال پیدا ہو گئی اس سے اپنی صواب دید کے مطابق انہوں نے عہدہ برآ ہونے کوشش کی۔ یہ کوشش مذموم تھی یا مستحسن؟ اس بارے میں رائے وہی خرط القتاد والی بات ہے۔۔۔اس پر کھل کر گفتگو کرنا بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنے کے مترادف ہو گیا ہے"

قارئین کرام۔

یہ ہے حُب یزید کا انجام کہ تاریخ انسانیت کے ظالم ترین افراد شمر ،ابنِ زیاد (لعنہما اللہ تعالیٰ لعنا کثیرا) کے بارے میں فیصلہ دینا ناممکن ہو گیا ہے۔ کہ شمر اور ابنِ زیاد نے جو ظلم و ستم کیا وہ صحیح تھا کہ غلط؟؟ لیکن محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف شمر اور ابنِ زیاد کے بارے میں رائے قائم کر چکے ہیں۔ لیکن عوام کے ڈر سے لکھ نہیں سکتے اور اس پر انہیں دکھ بھی ہے۔ان دکھ بھرے جذبات کو ان کے ان الفاظ

سے بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

"اس پر کھل کر گفتگو کرنا بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنے کے مترادف ہو گیا ہے"

قارئین کرام۔

حضرت صاحب کو عوام کا ڈر ہے وگرنہ موصوف شمر اور ابنِ زیاد کے دفاع میں قلم کی جولانیاں دکھلاتے ان کے اس ظالمانہ اقدام کے لیے سندِ جواز ڈھونڈ ہی لاتے۔

ایک اور مصنف یزید کا دفاع کرتے کرتے حضرت حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھتا ہے۔

- حضرت حسین کا اقدامِ خروج نہ دینی تھا اور نہ مذہبی، بلکہ سیاسی انقلاب پیدا کر کے اپنی حکومت قائم کر لینے کی غرض سے تھا۔

(بصارت العین ص 6 از محمد فاروقی نعمانی)

- حُبِ یزید کے ہاتھوں مجبور ہو کر امام حسین علیہ السلام کی صحابیت کا ہی

انکار کر دیا۔ ملاحظہ فرمایئے۔

"حضور ﷺ کے زمانے میں جس کی عمر چار پانچ سال ہو اسے جلیل القدر صحابی کہنا کس قدر شرمناک جسارت ہے"

(بصارت العین ص44)

ایک اور صاحب ہیں جو کہ وکالت یزید میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ یزید کی حمایت کرتے کرتے حضرت حسین علیہ السلام کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا۔

"امیر المومنین یزید جو متفق علیہ خلیفہ تھے جن کا پرچم تمام عالمِ اسلام پر لہراتا تھا۔ اس کے مجاز کیوں نہیں کہ اپنے خلاف خروج کرنے والوں کا مقابلہ کریں۔۔۔ حضرت حسین کے خلاف تلوار کیوں نہیں اٹھائی جاسکتی" (خلافتِ معاویہ ویزید ص203)

نوٹ: مزید حوالہ جات کے لیے ہماری کتاب حامیانِ یزید اور ان کی گستاخانہ عبارات ملاحظہ فرمائیں۔ جس کے مطالعہ سے اہل سنت کی صفوں میں گھسے ہوئے نواصب عیاں ہو جائیں گے۔

﴿بیت اللہ شریف پر یزیدی حملہ﴾

یزیدی جرائم کی فہرست نہایت طویل ہے۔ جنہیں تفصیلاً احاطہ تحریر میں لانا دشوار اور باعثِ طوالت ہے۔

قارئین کرام! ہم آپ کی توجہ یزید کے ایک ایسے قبیح جرم کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں۔ جس پر وکلائے یزید نے تاویلات کے دبیز پردے ڈال رکھے ہیں۔ ان کے ہاں شائد یہ کوئی قابلِ فخر کارنامہ ہو۔ لیکن علمائے اسلام کے ہاں کارنامہ نہیں ہے، سیاہ نامہ ہے۔ یہ تو اس ستم گر کے مردہ ضمیر ہونے کی دلیل ہے، جس کی بنا پر علمائے اسلام نے اسے شعائرِ الٰہی کی توہین کرنے والا قرار دیا ہے۔ اور وہ جرم ہے اس ننگِ انسانیت، مجسمہ خباثت کا بیت اللہ شریف پر حملہ کرنا۔ اس کا پس منظر یہ بیان کیا جاتا ہے۔

کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما شروع سے ہی یزید کی ولی عہدی کے خلاف تھے۔ نہ صرف بیعتِ یزید کا انکار کیا تھا بلکہ اس کے خلاف

نہایت شدت سے صدائے احتجاج بھی بلند کی تھی اہل حجاز کا بڑا طبقہ آپ رضی اللہ عنہ کا ہمنوا تھا۔ عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھیوں سے بیعت لینا یزید کی دیرینہ خواہش تھی۔ اس خواہش کی تکمیل کے لیے مکہ مکرمہ پر حملے کا پروگرام تشکیل دے دیا۔

لشکر روانہ کرتے ہوئے امیرِ لشکر سے صاف کہہ دیا۔

عبداللہ بن الزبیر کی بیعت یا گرفتاری بہر صورت ضروری ہے۔

یزیدی لشکر بحکم یزید روانہ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر اہل مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ منجنیقیں نصب کر کے کعبہ پر سنگ باری شروع کر دی اور اس شدت کی سنگ باری کی گئی کہ کعبۃ اللہ کی دیواریں ہل گئیں۔ اللہ کا گھر جل گیا حتٰی کہ اس کی چھت گر گئی محاصرہ جاری تھا اللہ کے گھر پر یزیدی حملے جاری تھے اچانک یزید کے مرنے کی خبر آ گئی۔ یزیدی لشکر شعائرِ الٰہی کی توہین و بے حرمتی کی بدترین مثالیں چھوڑتا ہوا واپس لوٹ گیا۔ تاریخ عالم کا مطالعہ کرتے ہوئے بڑے بڑے مفاد پرست

افراد سے ملاقات ہوتی ہے۔ نہایت ہی خود غرض چہرے ابھرتے ہیں۔ کسی کے بارے میں تاریخ بتلاتی ہے۔ کہ یہ وہ بندۂ زر ہے جس نے چند ٹکوں کی خاطر اپنے بھائی کا گلا گھونٹ نے دنیاوی منفعت کی خاطر ماں، باپ کو موت کی وادیوں میں دھکیل دیا۔ لیکن تاریخ عالم یزید کے علاوہ ایسا ضمیر فروش بندۂ زر اور مفاد پرست شخص نہ دکھلا سکی جو حکومت و اقتدار کی خاطر اپنے ہی قبلے پر چڑھ دوڑا ہو، انسان کے مردہ ضمیر ہونے کی ناقابلِ تردید دلیل ہے کہ اپنے ہی قبلہ وکعبہ پر ٹوٹ پڑے۔ اہلِ دانش سمجھ لیتے ہیں کہ اس بدنصیب کا ضمیر مردہ ہو گیا ہے۔ غیرت کفن اوڑھ چکی ہے۔

﴿بیت اللہ شریف پر یزیدی حملے کے بارے میں محدثین و مورخین کا موقف﴾

قارئین کرام:

اب آپ حامیانِ یزید کے ہاتھوں بیت اللہ شریف پر حملے کی شرم ناک داستان اکابرینِ امت کی زبانی سماعت فرمائیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"ثم توجه الجيش إلى مكة فمات أميرهم مسلم بن عقبة وقام بأمرالجيش الشامي حصين بن نمير فحصر ابن الزبير بمكة ورموا الكعبة بالمنجنيق حتى احترقت ففجأهم الخبر بموت يزيد بن معاوية فرجعوا إلى الشام"

(فتح الباری ج8 ص327)

پھر یزیدی لشکر مکہ کی طرف متوجہ ہوا۔ امیرِ لشکر مسلم بن عقبہ مر گیا۔ اُس لشکر کی کمان حصین بن نمیر نے سنبھال لی۔ اس نے مکہ جا کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا۔ وہ (یزیدی) کعبہ شریف پر منجنیق سے پتھر برسانے لگے۔ یہ محاصرہ اور سنگ باری جاری رہی حتٰی کہ بیت اللہ شریف جل گیا۔ اچانک یزید بن معاویہ کے مرنے

خبر آگئی۔(یزید کے مرنے کی خبر سن کر) وہ حملہ آور واپس شام لوٹ گئے۔

اپنی دوسری تصنیف تھذیب التھذیب میں لکھتے ہیں۔

"فحاصروا ابن الزبير ونصبوا على الكعبة المنجنيق فأدى ذلك إلى وهي أركانها ووهي بنائها ثم أحرقت وفي اثناء أفعالهم البقيحة فجئتهم الخبر بهلاك يزيد بن معاوية فرجعوا وكفى الله المؤمنين القتال"

(تھذیب التھذیب ج11ص316)

اُن (یزیدیوں) نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا کعبہ کے سامنے منجنیق نصب کر کے سنگ باری کرتے رہے۔ جس کی وجہ سے کعبہ کی بنیادیں ہلنے لگیں، کمزور ہو گئیں، بیت اللہ شریف جل گیا۔ وہ اسی قسم کے قبیح افعال میں مشغول تھے کہ اچانک یزید کے مرنے کی خبر آگئی۔ تو وہ فوراً واپس لوٹ گئے۔ اس لڑائی میں اُن کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ اہل ایمان کی نصرت میں کافی ہوا۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"ثم إنه توجه بذلك الجيش يريد مكة فمات مسلم بقديد وولي الجيش الحصين بن نمير وسار إلى مكة وحاصر ابن الزبير وأحرقت الكعبة حتى

انھدم جدارھا وسقط سقفھا فبینما ھم کذلك بلغھم موت یزید فتفرقوا"
(البدایۃ والنھایۃ ج11 ص30)

مسلم بن عقبہ نے اس لشکر کے ساتھ مکہ کا رُخ کیا اس کا ارادہ مکہ پر حملہ آور ہونے کا تھا۔ مقامِ قدید پر مسلم بن عقبہ مر گیا حصین بن نمیر کو امیرِ لشکر متعین کر دیا گیا۔ وہ مکہ کی طرف چل پڑا۔ وہاں جا کر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا۔ کعبہ جل گیا، یہاں تک کہ اس کی دیواریں منہدم ہو گئیں اور چھت بھی گر گئی۔ وہ اسی طرح بیت اللہ شریف پر سنگ باری کیے جا رہے تھے کہ اچانک یزید کے مرنے کی خبر آگئی۔ یزید کے مرنے کی خبر سن کر لشکر منتشر ہو گیا۔

امام الزرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"فنزل مکۃ وحاصرھا ورمی الکعبۃ بالمنجنیق فجاء الخبر بموت یزید فرحل بالجیش إلی الشام"

یزیدی لشکر نے مکہ جا کر پڑاؤ کیا اس کا محاصرہ کر لیا کعبۃ اللہ پر منجنیق سے سنگ باری کرنے لگے۔ اچانک یزید کے مرنے کی خبر آگئی۔ خبر

آتے ہی حصین بن نمیر اپنا لشکر لے کر شام واپس چلا گیا۔

(شرح الزرقانی علی موطا مالک ج 8 ص 453)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"حاصر ابن الزبير في المسجد الحرام، واستخف بحرمة الكعبة والإسلام فأماته الله في تلك الأيام"

یزید نے مسجد حرام میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کیا، کعبہ اور اسلام کی حرمت کو پامال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے انہی دنوں ہلاک کر دیا۔ (جمهرة انساب العرب ص 112)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

" وسار جيش إلى مكة لقتال ابن الزبير فمات أمير الجيش بالطريق فاستخلف عليهم أميرا و أتوا مكة فحاصروا ابن الزبير و قاتلوه و رموه بالمنجنيق و ذلك في صفر سنة أربع و ستين واحترقت من شرارة نيرانهم أستارالكعبة وسقفها وقرنا الكبش الذي فدى الله به إسماعيل و كان في السقف وأهلك الله يزيد في نصف شهر ربيع الأول من هذا العام فجاء الخبر بوفاته والقتال مستمر فنادى ابن الزبير ياأهل الشام إن طاغيتكم قدهلك فانقلبوا" (تاريخ الخلفاء ص 183)

پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے لشکر چل پڑا۔ لشکر کا امیر (مسلم بن عقبہ) راستے میں ہی مر گیا۔ مرنے سے پہلے اس نے حصین بن نمیر کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ وہ (یزیدی) مکہ آگئے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا اُن سے جنگ کرنے لگے۔ یہ صفر چونسٹھ ہجری کی بات ہے۔ آگ کے شعلوں سے کعبہ کے پردے اور چھت جل گئی۔ اُس مینڈھے کے رکھے ہوئے سینگ بھی جل گئے جسے اسماعیل علیہ السلام کے بدلے میں ذبح کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یزید کو ربیع الاول کے مہینے میں ہلاک کر دیا اور اچانک یزید کے مرنے کی خبر آگئی لڑائی جاری تھی کہ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے باآواز بلند اعلان کیا! اے اہل شام تمہارا طاغوت ہلاک ہو گیا۔ یزید کی موت کی خبر سن کر وہ (یزیدی) واپس لوٹ گئے۔

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"فقدم الحصين فحاصر ابن الزبير أربعة وستين يوما. ونصب الحصين المنجنيق على ابن الزبير ورمى الكعبة ومات يزيد فارتحل الحصين"

حصین بن نمیر (یزیدی کمانڈر) نے پیش قدمی کی، ابن زبیر رضی اللہ عنہما کا محاصرہ کر لیا، چونسٹھ دن تک محاصرہ جاری رکھا۔ منجنیق نصب کر کے کعبہ پر سنگ باری کرنے لگا۔ یزید مر گیا تو حصین بن نمیر محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ (كشف المشكل من حديث الصحيحين ج1ص1167)

حافظ ابن تیمیہ کی تحقیق

"ثم أرسل جيشا إلى مكة المشرفة فحاصروا مكة وتوفي يزيد وهم محاصرون مكة وهذا من العدوان والظلم الذي فعل بأمره"

پھر اس (یزید) نے لشکر مکہ شریف کی طرف بھیج دیا۔ انھوں نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ یزید اِس حالت میں مر گیا کہ اس کا لشکر مکہ مکرمہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ یہ ظلم و زیادتی اس کے حکم کے مطابق کی گئی۔

(الفتاوی: ج3ص412)

محدث بدر الدین العینی رحمہ اللہ کی تحقیق

"الْجَيْش هُوَ جيش الشَّام من قبل يزِيد بن مُعَاوِيَة وَكَانَ أميرهم الْحصين بن نمير وَمَا ارتحلوا من مَكَّة حَتَّى أَتَاهُم موت يزِيد بن مُعَاوِيَة وَذَلِكَ بعد أَن أفسدوا فِي حرم الله تَعَالَى وسفكوا الدِّمَاء وأوهنوا الْكَعْبَة من حِجَارَة

المجانیق"

جو شامی لشکر یزید کی طرف سے بھیجا گیا تھا اس کا امیر حصین بن نمیر تھا وہ لشکر اُس وقت تک مکہ سے نہ نکلا جب تک یزید کے مرنے کی خبر نہ آ گئی اور وہ خبر آئی بھی اُس وقت، جب انہوں نے اللہ کے حرم میں فساد پھیلا دیا، خون بہا دیئے۔ منجنیق سے پتھر برسا برسا کر کعبہ کی دیواریں کمزور کر ڈالیں۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری 9ص 231)

محدث محمد بن خلیفہ الابی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"فنزل حصین مکة وحاصراهلها ورمی البیت بالمنجنیق وحرقها"

حصین (یزیدی کمانڈر) نے مکہ مکرمہ کے پاس پڑاؤ کیا اہل مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور بیت اللہ شریف پر منجنیق سے سنگ باری کرنے لگا اور اسے جلا دیا۔ (اکمال اکمال المعلم جلد 4 صفحہ 411)

امام محمد السنوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق

"فنزل حصین مکة وحاصراهلها ورمی البیت بالمنجنیق فبعد انقضاء اربعة وستین یوما من الحصار بلغ ابن الزبیر ان یزید مات فناداهم ابن الزبیر ان طاغیتکم هلك فعلام تقاتلون فلم یصدقوه ثم لما استیقنوه

رحلوامولین الی الشام"

حصین (یزیدی کمانڈر) نے مکہ مکرمہ کے پاس پڑاؤ کیا اہل مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور بیت اللہ شریف پر منجنیق سے سنگ باری کرنے لگا۔ اس محاصرہ کے چونسٹھ دن گزر جانے کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تک یہ خبر پہنچی کہ یزید مر گیا ہے۔ فوراً عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بلند آواز سے اعلان کیا۔ تمہارا طاغوت تو ہلاک ہو گیا ہے۔ تم کس لیے لڑے جا رہے ہو؟ انھوں نے اس بات کو سچ نہ سمجھا۔ پھر جب انھوں نے تصدیق کر لی۔ تو وہ (محاصرہ اٹھا کر) شام واپس چلے گئے۔

(مکمل اکمال المعلم جلد 4 صفحہ 412)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿یزید قہرِ الٰہی کی گرفت میں﴾

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"اخذ اللہ یزید بن معاویۃ "

اللہ تعالیٰ نے یزید کو پکڑ لیا۔ (تھذیب التھذیب ج2 ص338)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فما امھلہ اللہ وھلک بعد نیف وسبعون یوما"

پھر اللہ تعالیٰ نے یزید کو مہلت نہ دی۔ ستر سے کچھ زائد دن ہی گزرے ہوں گے کہ وہ ہلاک ہو گیا۔

(سیر اعلام النبلاء ج3 ص225)

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"اخذ اللہ تعالیٰ اخذ عزیز مقتدر فمات بعد الحرۃ باقل من ثلاثۃ اشھر"

اللہ تعالیٰ نے یزید کو اسطرح پکڑا جس طرح نہایت ہی صاحبِ قدرت پکڑا کرتا ہے۔ سانحہ حرہ کے بعد تین ماہ سے کم عرصہ میں ہی ہلاک ہو گیا۔ (اسماء الخلفاء ص357)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فعاقبہ اللہ بنقیض قصدہ وحال بینہ وبین مایشتھیہ فقصمہ اللہ قاصم الجبابرۃ واخذہ عزیز مقتدر وکذالک اخذ ربک اذا اخذ القری وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید"

اللہ نے یزید کو سزا یہ دی کہ اُس کے ارادوں کو پاش پاش کر دیا اُس کے اور اُس کی خواہشات کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس کے بالکل اسی طرح پرخچے اڑا دیے جس طرح بڑے بڑے جابروں کے پرخچے اڑا دیتا ہے۔ اُسے اِس طرح پکڑا جس طرح نہایت زور آور صاحبِ قدرت پکڑا کرتا ہے۔ (البدایہ والنھایہ ج 8 ص 142)

"وکذالک اخذ ربک اذا اخذالقری وھی ظالمۃ ان اخذہ الیم شدید"

تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ جب وہ ظالم لوگوں کو پکڑتا ہے اور اس کی پکڑ نہایت ہی سخت اور درد میں مبتلا کر دینے والی ہوتی ہے۔ (البدایہ والنھایہ جلد 8 ص 244)

قارئینِ کرام: حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے اِن الفاظ کو دوبارہ پڑھیے "

اللہ تعالیٰ نے اُسے پکڑ لیا اُس کے پر خچے اڑا دیے۔ تیرے رب کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے جب وہ ظالم لوگوں کو پکڑتا ہے"

کس قدر دل دہلا دینے والا انداز ہے یاد رہے امام صاحب کا یہ مخصوص انداز ہے اور وہ یہ اسلوب اُس وقت اپناتے ہیں۔ جب کائناتِ انسانی کے ظالم ترین افراد کی تباہی و بربادی کا تذکرہ کرتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں۔

قومِ لوط کی بربادی کا تذکرہ کیا تو انداز یہی تھا:

"قامت على قوم لوط الحجة واخذ هم اخذ عزيز مقتدر"

قومِ لوط پر حجت قائم ہو گئی اللہ تعالیٰ نے انہیں پکڑ لیا جس طرح نہایت زور آور صاحبِ قدرت پکڑا کرتا ہے۔

(البدایہ والنھایہ جلد 1 ص 42)

قومِ عاد کی بربادی کا تذکرہ کیا تو انداز یہی تھا۔

"فكذبوه وخالفوه وتنقصوه واخذ هم اخذ عزيز مقتدر"

انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا۔ اُن کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ

نے انہیں اس طرح پکڑا جس طرح نہایت زور آور صاحبِ قدرت پکڑا کرتا ہے۔ (البدایہ والنھایہ ج1 ص45)

قومِ ثمود کی بربادی کا تذکرہ کیا تو انداز یہی تھا

"فقتلوا الناقة التی جعلها الله حجة علیهم واخذهم اخذ عزیز مقتدر"

قومِ ثمود نے اُس اونٹنی کو قتل کر ڈالا جسے اللہ نے ان کے لیے واضح دلیل بنایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس طرح پکڑ لیا جس طرح نہایت زور آور صاحبِ قدرت پکڑا کرتا ہے۔ (البدایہ والنھایہ ج1 ص151)

اور جب یزید کی تباہی و بربادی کا تذکرہ کیا انداز یہی اپنایا

"اخذه اخذ عزیز مقتدر" (البدایہ والنھایہ جلد8 ص448)

﴿یزید کی نسل ہی مٹ گئی﴾

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد انقرضوا كافة فلم يبق ليزيد عقب"

یزید کے تمام بیٹے ختم ہو گئے۔ آخر کار اولادِ یزید میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔

(البدایہ والنھایہ ج8 ص260)

﴿سلطنتِ یزیدیہ پر ایک نظر﴾

سلطنتِ یزیدیہ کے بارے میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
" ویل للعرب من شر قد اقترب علی راس الستین تصیر الامانۃ غنیمۃ والصدقۃ غرامۃ والشھادۃ بالمعرفۃ والحکم بالھوی"

عرب کے لیے ایسے شر سے ہلاکت ہے جو قریب آ چکا ہے۔ اور وہ شر ساٹھ (ہجری) کے آخر پر رونما ہو گا۔ وہ ایسا وقت ہو گا۔ کہ امانت کو غنیمت سمجھا جائے گا۔ زکٰوۃ کو جرمانہ تصور کیا جائے گا۔ گواہی صرف جان پہچان کی بنیاد پر ہو گی۔ اور فیصلے خواہشاتِ نفسانی کے تحت ہوں گے۔

(مستدرک حاکم حدیث نمبر 8489)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔

﴿سلطنت یزیدیہ کے بارے میں سیدناامام حسین علیہ السلام کا فیصلہ﴾

جب لشکرِ یزید نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا محاصرہ کر لیا اور سیدنا امام حسین علیہ السلام کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ مجھے ضرور قتل کریں گے۔ تو کھڑے ہوئے اللہ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا۔

" نزل من الامر ماترون وان الدنيا قد تغيرت وتنكرت وادبر معروفها والشمرت حتى لم يبق منها الا كصبابة الاناء الاخسيس الاترون ان الحق لايعمل به وان الباطل لايتناهى عنه ليرغب المومن فى لقاءالله تعالىٰ وانى لاارى الموت الا سعادة والحياة مع الظالمين الا جرما"

(احیاءالعلوم ج4 ص398)

حالات جو صورت اختیار کر چکے ہیں وہ تم جانتے ہی ہو۔ دنیا بدل گئی، اجنبی بن گئی۔ دنیا میں جو خیر تھی وہ جاتی رہی۔ اب تو دنیا تیل کے اس تلچھٹ کی طرح رہ گئی ہے۔ جو برتن میں باقی رہ جاتی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے اجتناب نہیں کیا جا رہا۔ اب تو حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ مومن کو چاہیے کہ اللہ سے

ملاقات کی رغبت رکھے میں تو ان حالات میں موت کو سعادت سمجھتا ہوں اور ظالم لوگوں کے ساتھ جینا جرم تصور کرتا ہوں۔

قارئینِ کرام: یہ ہے حضرتِ امامِ حسین علیہ السلام کا خطبہ جس نے سلطنتِ یزیدیہ کا اصل چہرہ دکھلا دیا۔ یاد رہے یہ خطبہ ہم امام غزالی کی کتاب سے نقل کر رہے ہیں۔ ناصبی حضرات پر لازم ہے کہ وہ اس خطبہ پر بھی یقینِ کامل رکھیں۔ کیونکہ ناصبی حضرات امام غزالی کا یزید کے بارے میں فتویٰ ذکر کرتے رہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ یہ فتویٰ کسی عام عالم کا نہیں۔ امام غزالی کا فتویٰ ہے۔ ہم کہتے ہیں۔ یہ روایت کسی عام عالم نے ذکر نہیں کی۔ امام غزالی نے ذکر کی ہے۔ لہٰذا غزالی کی ذکر کردہ اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے سلطنت یزیدیہ کے بارے میں کھلے دل سے تسلیم کر لیں کہ سلطنتِ یزیدیہ اللہ رسول کی نافرمان سلطنت تھی۔ حق کو چھوڑ دیا گیا تھا۔ باطل کا دور دورہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿سلطنتِ یزیدیہ کے اہم ستون﴾

سلطنتِ یزیدیہ پر نظر دوڑانے سے واضح ہو جاتا ہے کہ اس سلطنت کے مندرجہ ذیل اہم ستون تھے جن کے سہارے سلطنتِ یزیدیہ قائم تھی۔

عبیداللہ بن زیاد لعنہ اللہ

یہ وہ ننگِ انسانیت ہے جس نے یزیدی حکومت کے استحکام کے لیے نواسۂ رسول ﷺ کو تیغِ ستم سے شہید کیا۔ شہادت کے بعد شہدائے کربلا کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے۔ خاتونانِ اہل بیت کی بے ادبی کرتے ہوئے انھیں قیدی بنایا۔ یہی وہ سنگ دل ہے جب سیدنا امام حسین علیہ السلام کا سرِ اقدس اس کے سامنے تھال میں رکھ کر پیش کیا گیا تھا۔ اسی نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے چہرہ انور پر چھڑیاں ماری تھیں۔ "جعل ینکت علیہ"

(مسند احمد حدیث نمبر 13774)

شعیب الارنؤوط علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ یہ جگر پاش منظر دیکھ کر تڑپ اٹھے تھے۔ روتے ہوئے کہا تھا۔ کہ اپنی چھڑی ہٹا لے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں اپنے ہونٹ رکھ کر بوسہ دیا کرتے تھے۔ جہاں تو آج چھڑیاں مار رہا ہے۔ (فتح الباری جلد 7 ص 96)

قارئین کرام: یہ درندہ صفت نام نہاد انسان سلطنتِ یزیدیہ کا اہم ستون ہی نہیں بلکہ یزید پلید کا منظورِ نظر بھی تھا۔ اس کی شرانگیزیاں کس قدر بے مہار ہو چکی تھیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین و تذلیل کرنا اس لعین کا محبوب ترین مشغلہ تھا۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"کذبت و لکنک شیخ قد خرفت"

تو جھوٹا ہے۔ ایسا بوڑھا ہے جو سٹھیا گیا ہے۔

(مسند احمد حدیث نمبر 19285) (اسنادہ صحیح)

اِسی گستاخ نے سیدنا عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی توہین کرتے ہوئے کہا تھا

"فانما انت من نخالة اصحاب محمد ﷺ"

(صحیح مسلم حدیث نمبر 4837)(سندہ صحیح)

تو محمد کے گرے پڑے گھٹیا صحابہ میں سے ہے۔ نعوذ باللہ انھوں نے جواباً کہا تھا رے کیا اُن میں کوئی گرا پڑا گھٹیا تھا؟

آہ! کس قدر ناپاک جسارت ہے، اموی امیر کی۔

اسی بدزبان نے سیدنا ابو برزہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کرتے ہوئے کہہ دیا تھا۔

"ان محمدیکم هذا الدحداح"

لوگو! تمھارا یہ ٹھگنا محمدی آرہا ہے۔

(سنن ابی داود حدیث نمبر 4749)(سندہ صحیح)

یہ گستاخانہ الفاظ سن کر ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے بڑے درد بھرے لہجے میں فرمایا تھا۔ میرا تو گمان بھی نہیں تھا کہ اب میں ایسے لوگوں میں رہ گیا ہوں جو مجھے صحابیِ رسول ہونے پر عار دلائیں گے۔ پھر نہایت ہی غصے کی حالت میں وہاں سے نکل گئے

یزید کے چہیتے امیر سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس قدر نفرت رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے۔ جب یہ ملعون شخص حضرت ابن مغفل رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گیا تو انھوں نے نہایت ہی نفرت بھرے لہجے میں فرمایا تھا کہ نہ تو تم میری نمازِ جنازہ پڑھنا اور نہ ہی میری قبر کے پاس کھڑے ہونا۔

(سیر اعلام النبلاء ج 3 ص 545)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے مرض الموت میں بسترِ مرگ پر لیٹے ہوئے اسے مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا۔

"انی محدثک بحدیث لولا انی فی الموت لم احدثک بہ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول ما من امیر یلی امر المسلمین ثم لایجھدلھم و ینصح الا لم یدخل معھم الجنۃ"

میں تجھے اب ایسی حدیث سنانے لگا ہوں جو پہلے کبھی نہیں سنائی تھی اگر میں مرض الموت میں مبتلا نہ ہو چکا ہوتا تو (تمھارے شر کی وجہ سے) یہ حدیث تجھے کبھی نہ سناتا۔

آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔ جو امیر مسلمانوں کی خدمت کرنے میں انتہائی محنت نہ کرے اور ان کی خیر خواہی نہ کرے وہ مسلمانوں کے ساتھ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر 383) سندہ صحیح

انجام:

یہی درندہ صفت شخص معصیت الٰہی کا راستہ طے کرتے کرتے جیسے ہی موت کی وادی میں قدم رکھتا ہے۔ عذابِ خداوندی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عمارہ کہتے ہیں

" لما جیء براس عبیداللہ بن زیاد واصحابہ نضدت فی المسجد فی الرحبۃ فانتھیت الیھم وھم یقولون قدجاءت قدجاءت فاذاحیۃ قدجاءت تخلل الرءوس حتی دخلت فی منخری عبیداللہ بن زیاد فمکثت ھنیھۃ ثم خرجت فذھبت حتی تغیبت ثم قالوا قدجاءت قدجاءت ففعلت ذالک مرتین او ثلاثا"

(جامع ترمذی حدیث نمبر 3896، المعجم الکبیر حدیث نمبر 3832)

قال البانی صحیح الاسناد

عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھیوں کے سر لائے گئے انھیں مسجد میں ایک چبوترے پر ڈال دیا گیا میں بھی وہاں پہنچا۔ اچانک شور بلند ہوا وہ آیا۔۔۔ وہ آیا۔۔۔ کیا دیکھتا ہوں ایک سانپ ہے جو کہ چلا آرہا ہے۔ وہ سروں کے درمیان سے گزرتا گزرتا ابنِ زیاد کے نتھنوں میں گھس گیا۔ اس کے نتھنوں میں ٹھہرا رہا۔ پھر نکلا چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھر شور بلند ہوا۔ دیکھو! وہ آگیا۔۔۔ وہ آگیا۔ وہ پھر سروں پر سے گزرتا ہوا دوبارہ ابنِ زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا ۔راوی کہتا ہے۔ اُس سانپ نے دو مرتبہ ایسے کیا یا تین مرتبہ

(ترمذی شریف حدیث نمبر 3780)

قارئین کرام: یہ ہے یزیدی حکومت کے مایہ ناز اور چہیتے امیر کا انجام

مسلم بن عقبہ قبحہ اللہ

یہ وہ مجسمہ بربریت ہے۔ جسے اکابرینِ امت "مسرف بن عقبہ" کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہی وہ ملعونِ زمانہ شخص ہے جسے علمائے اسلام

مُجرم بن عقبہ بھی کہتے ہیں۔ اکابرینِ امت محمدیہ اس سے کس قدر نفرت رکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" الذی یقول فیہ السلف مسرف بن عقبہ قبحہ اللہ من شیخ سوء ما اجھلہ "

یہ وہ شخص ہے جسے سلف صالحین مسرف بن عقبہ کہتے ہیں۔ اللہ تعالٰی اس بوڑھے بدکردار کو رسوا کرے۔ کس قدر جاہل شخص تھا۔

امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"مجرم بن عقبہ المری" (جوامع السیرہ صفحہ 358)

اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں۔

"والفاسق الملعون مسلم بن عقبہ صاحب یوم الحرۃ لعنہ اللہ وھو مسرف"

فاسق، لعنتی مسلم بن عقبہ اللہ اس پر لعنت کرے وہ تو مسرف یعنی حد سے بڑھ جانے والا شخص تھا۔

(جمہرۃ انساب العرب ص 254)

محمد بن الزرزاق الحسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" مسلم بن عقبہ المری اخزاہ اللہ تعالیٰ"

مسلم بن عقبہ المری کو اللہ تعالیٰ ذلیل ورسوا کرے۔

(تاج العروس ج10 ص580)

علامہ التور بشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

مسلم بن عقبہ حرمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حرمتی کرنے والا شخص ہے۔

(عون المعبود جلد9 ص1302)

ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"اسرف فی قتل الصغیر والکبیر حتی سموہ مسرفا "

اس نے بڑے چھوٹے کے قتل میں انتہا کر دی اس قدر خون ریزی کی کہ لوگوں نے اس کا نام مسرف رکھ دیا۔ بلکہ امام صاحب نے تو یہاں تک لکھ دیا "لولا ذکر ابن عساکر لما ذکرتہ " اگر ابنِ عساکر نے اس کا تذکرہ نہ کیا ہوتا تو میں اس کا ذکر تک نہ کرتا۔

(الاصابہ جلد1 ص294)

ابوالعرب محمد بن احمد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"الفاسق مسلم بن عقبہ" (المحن ص179)

ابنِ تغری بردی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"مسرف بن عقبہ" (النجوم الزاہرہ ص64)

صلاح الدین خلیل صفدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"مسلم بن عقبہ المعروف بمسرف"

مسلم بن عقبہ جو ہے وہ تو مسرف کے لقب سے مشہور ہے۔

(الوافی بالوفیات جلد4 ص475)

عمرو بن سعید الاموی لطیم الشیطان

یہ شخص بھی سلطنتِ یزیدیہ کا اہم ستون تھا۔ یزید کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ کیا تھا۔ اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ یزید نے اسے مدینہ منورہ کا امیر مقرر کر رکھا تھا۔ نہایت ہی بد تمیز انسان تھا اس کی بد تمیزی اس حد تک بڑھ چکی تھی کہ صحابہ کرام کے بارے میں اکثر

گستاخانہ کلمات کہتا رہتا تھا۔ کہیں ابو شریح العدوی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہتا۔

"انا اعلم بذالک منک" میں تجھ سے زیادہ شریعت کو جانتا ہوں۔

کبھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو فسادی قرار دیتا۔ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور صحیح مسلم میں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت لائے ہیں جسکا حاصلِ کلام یہ ہے۔ عمرو بن سعید نے جب مکہ معظمہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر روانہ کیے تو صحابیِ رسول ابو شریح العدوی رضی اللہ عنہ نے اسے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

میں نے فتح مکہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے ان کانوں سے سنا تھا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلمات ارشاد فرما رہے تھے۔ میری آنکھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ پر انوار پر ٹکی ہوئی تھیں۔ رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے۔ لوگو!

مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے۔ لوگوں نے نہیں۔ جو شخص

اللہ تعالیٰ کو مانتا ہو، آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اُس کے لیے جائز ہی نہیں کہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے۔ اس کی حرمت کا تقاضا ہے کہ اس مقدس شہر کا درخت بھی نہ کاٹا جائے۔ اگر کوئی شخص یہ کہہ کر حملہ کرنے کی راہ نکالنا چاہے کہ مکہ میں نبی ﷺ نے بھی جنگ لڑی تھی۔ اسے جواباً کہہ دینا۔ اللہ نے اپنے نبی ﷺ کو نہایت ہی مختصر وقت کے لیے اجازت دی تھی۔ مکہ فتح ہو جانے کے بعد اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے۔ جس طرح پہلے تھی۔ تم میں سے جو جہاں موجود ہے وہ میرے اس پیغام کو اس شخص تک ضرور پہنچا دے۔ جو یہاں موجود نہیں۔

(صحیح البخاری حدیث نمبر 4295، صحیح المسلم حدیث نمبر 3370)

تو اس گستاخ و بے باک یزیدی امیر نے کیا کہا تھا؟

"اے ابو شریح میں اس مسئلہ کو تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔ حرم کسی عاصی، فسادی، اور قاتل کو پناہ نہیں دیتا"

قارئین کرام:

آپ نے ملاحظہ فرمالیا یزیدی گورنر کس گستاخی و رعونت اور دیدہ دلیری کے ساتھ جلیل القدر صحابی سے بڑا عالم ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے۔ کس خیرہ چشمی سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو عاصی اور فسادی کہہ رہا ہے۔ اسی بدبخت کی پیروی کرتے ہوئے عصرِ حاضر کے نواصب و حامیانِ یزید، یزید پلید کی مدافعت میں یزید مخالف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ کو شر پسند و فسادی کہتے رہتے ہیں۔ علمائے اسلام نے اس یزیدی گورنر کی اس گستاخانہ گفتگو کو ہمیشہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ

نواصب کے معتمد امام، ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"لاکرامۃ للطیم الشیطان"

شیطان کے مارے ہوئے (اس یزیدی گورنر) کی کوئی عزت نہیں۔

ابن حزم کے یہ الفاظ جلیل القدر ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں نقل

کیے ہیں تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (فتح الباری جلد 4 ص 45)

(عمدۃ القاری جلد 16 ص 69، مرعاۃ المفاتیح جلد 9 ص 397)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یزیدی گورنر کا یہ کہنا کہ "فان الحرم لا یعیذ عاصیا۔۔۔لا یصدق علی ابن الزبیر بل یصدق علیہ و علی یزید"

یہ جملہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما پر صادق نہیں آتا۔ بلکہ اس یزیدی گورنر اور یزید پر صادق آتا ہے۔

(فیض الباری جلد 1 ص 20)

﴿یزیدی حکومت حضرت امام حسین علیہ السلام کی دشمن تھی﴾

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

" الدولۃ الیزیدیۃ کانت کلھا تناویہ"

یزیدی حکومت سب کی سب آپ رضی اللہ عنہ کی عداوت پر تلی ہوئی تھی۔

(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 151)

کردارِ یزید

کتبِ جرح وتعدیل، کتبِ رجال کا مطالعہ کرنے والے پر یزید کا کردار مخفی نہیں رہ سکتا۔ سرسری مطالعہ کرنے سے ہی حیاتِ یزید کے فاسقانہ پہلو نمایاں ہو جاتے ہیں۔

بہر حال ہم نہایت ہی مختصر طور پر یزید میں پائی جانے والی ان بری عادات وصفات کا تذکرہ کریں گے جن سے اجتناب کرنے کا حکم اللہ تعالٰی نے دیا ہے۔ اور خود ہادی برحق رسولِ کائنات ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت سے مذمت فرماتے ہوئے اُن بری عادات وصفات سے دور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

المختصر: یزید کے حالاتِ زندگی کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یزید میں درج ذیل برائیاں پائی جاتی تھیں۔

1۔ الِ رسول ﷺ سے دشمنی رکھنا۔

2۔ ناحق قتل کروانا

3۔منشیات کا استعمال کرنا

4۔نمازیں ترک کرنا

5۔منکرات کا ارتکاب کرنا

6۔خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنا

7۔واجب التعظیم مقامات و شخصیات کی توہین کرنا

8۔زبردستی امت پر مسلط رہنا

9۔بداخلاقی

10۔فسق وفجور

11۔ظلم کرنا

آلِ رسول ﷺ سے دشمنی رکھنا

یہ ایسا بدترین مرض ہے جو بدنصیب بھی اس مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔وہ رحمٰن سے دور ہو جاتا ہے اور شیطان کے قریب تر ہو جاتا ہے۔انسان ساری زندگی عبادات میں بسر کردینے کے باوجود دوزخ

کاراہی قرار پاتا ہے۔رسولِ برحق محمد عربی علیہ الصلاۃ والسلام کا ارشادِ گرامی ہے۔

"والذی نفسی بیدہ لایبغضن اھل البیت احد الا اکبہ اللہ فی النار"

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔جو شخص بھی اہلِ بیت سے بغض رکھے گا اسے اللہ تعالی ضرور بالضرور الٹا کر کے جہنم میں پھینکے گا۔

(مستدرک حاکم حدیث نمبر 4817 ، صحیح ابن حبان حدیث نمبر 697)سندہ صحیح

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کان ناصبیا" یزید ناصبی یعنی اہلِ بیت سے بغض رکھنے والا شخص تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 37، الروض الباسم ج 2 ص 56)

قارئین کرام: یہاں بھی فیصلہ آپ ہی سے لینا ہے۔امام ذہبی و دیگر محدثین رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یزید اہلِ بیت سے بغض رکھتا تھا اور رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔جو شخص اہلِ بیت سے بغض رکھے گا۔وہ جہنمی ہو گا۔اب آپ کی رائے کیا ہے؟

ناحق قتل کروانا

یہ وہ بدترین جرم ہے۔ جس کی حرمت ہر عام و خاص پر واضح ہے۔ شریعت اسلامیہ کی نظر میں نہایت ہی بھیانک کبیرہ گناہ ہے۔ رسول رحمت ﷺ نے اسے اکبرالکبائر قرار دیا ہے۔

اللہ جل شانہ فرماتے ہیں۔"وماکان لمومن ان یقتل مومنا"

کسی بھی مومن کے لیے جائز ہی نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے اور جو کوئی اس حکمِ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرے اور کسی کا خون بہادے اُس کا انجام کیا ہوگا؟

(سورہ النساء آیت 92 پارہ 5)

شریعت نے دوٹوک الفاظ میں اپنا فیصلہ سنادیا ہے۔

"ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ"

جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس جرم کی پاداش میں اسے جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ قاتل ہمیشہ جہنم میں جلتا رہے

گا۔اس پر اللہ کا غضب نازل ہو گا اللہ کی طرف سے لعنت برسے گی۔
قاتل کے لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
(النساء93)

بروز محشر جب اللہ کے حضور پیشی ہو گی۔ حقوق العباد کے بارے میں پوچھ گچھ کا سلسلہ شروع ہو گا۔تو سب سے پہلے خونِ ناحق ہی کا فیصلہ ہو گا۔"اول مایقضیٰ بین الناس فی الدماء"
(بخاری6533،جامع ترمذی حدیث نمبر1397)

"یجیء المقتول بالقاتل یوم القیامۃ ناصیتہ راسہ بیدہ واوداجہ تشخب دما یقول یارب قتلنی ھذا حتی یدنیہ من العرش"
(جامع ترمذی3029) قال الالبانی صحیح

مقتول قیامت کے دن قاتل کو لائے گا۔ کٹا ہوا سر ہاتھ میں ہو گا۔ رگوں سے خون بہہ رہا ہو گا۔ بارگاہِ رب العزت میں عرض کرے گا۔اے میرے رب اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا۔ یہ کہتے کہتے عرش کے قریب لے جائے گا۔

کیا یزید قاتل ہے؟

یزید کا قاتل ہونا ایسی حقیقت ہے۔ جس کا عدل وانصاف کی دنیا میں انکار کرنا ناممکنات میں سے ہے۔ اس کی گردنِ پُر رعونت پر ایک دو افراد کے قتل کا بوجھ نہیں بلکہ ہزاروں افراد کا قتل اسکے ذمے ہے۔
نواسہ رسول سیدنا امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم اسی نے دیا۔ بعض اکابر علماء کی تحقیق کے مطابق سیدنا حسن علیہ السلام کو زہر بھی اسی نے دلوایا۔ مدینۃ الرسول ﷺ پر حملہ کر کے قتل وغارت کا بازار اسی نے گرم کیا۔ قارئین کرام تصور کیجئے۔ کس قدر ہوش رُبا منظر ہو گا۔ جب نواسۂ رسول ﷺ اپنا کٹا ہوا سر لے کر یزید وابنِ زیاد کو کھینچتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جائیں گے۔ امامِ مظلوم کے جسم اقدس سے خون کے فوارے پھوٹ رہے ہوں گے۔ زبان پر یہ الفاظ جاری ہوں گے۔ "یارب قتلنی هذا" اے میرے رب یہ ہیں۔ میرے قاتل۔ انہوں نے مجھے قتل کیا تھا یہ ہے یزید، یہ رہا اس کا گورنر ابنِ

زیاد۔ان سے پوچھئے میرا خون کیوں بہایا گیا؟ عین اسی لمحے عبداللہ بن حنظلہ و معقل بن سنان رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ کرام و ہزارہا تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم مسلم بن عقبہ کو کھینچتے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں آکھڑے ہوں گے۔ ہزارہا افراد کے اجسام سے بہتا ہوا خون۔۔۔ہاتھوں پہ رکھے ہوئے سر ۔۔۔اور زبانوں پر یہ فریاد "یارب قتلنی ھذا" یاالٰہی انھوں نے ہمیں قتل کیا تھا۔ہمارا خون بہایا تھا۔

کس قدر دل دہلا دینے والا ہوگا وہ منظر!

اے صاحبانِ بصیرت غور و فکر فرمائیں۔وکلائے یزید اس وقت یزید و ابنِ زیاد کا کچھ دفاع کر پائیں گے؟اگر احکم الحاکمین کی طرف سے یہی پوچھ لیا گیا کہ تم ان ظالموں کی وکالت کیوں کرتے رہے ہو؟تو جواب کیا ہوگا؟

نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا

یہ نہایت ہی قبیح عادت ہے۔شریعت اسلامیہ نے جابجا اس فعلِ بد کی

مذمت کی ہے۔اہلِ ایمان کو نہایت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں اس سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یاایھاالذین امنوا انماالخمر والمیسر۔۔۔رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون"

(پارہ 7 سورہ المائدہ آیت 90)

اے مومنو! شراب جوا وغیرہ یہ سب نجاست ہیں شیطانی اعمال ہیں ان سے بہر صورت پرہیز کرتے رہنا۔تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

اور ہادی عالم ﷺ نے اہل ایمان کو اس شیطانی عمل سے بچتے رہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

"من شرب الخمر لم یقبل اللہ لہ صلاۃ اربعین صباحا"

(جامع ترمذی حدیث نمبر 1862) سندہ حسن

جس شخص نے شراب پی اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں فرمائیں گے اور کہیں اس فعل بد کی سنگینی کو واضح کرتے ہوئے

امام الانبیاء ﷺ نے فرمایا تھا۔

"من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلایقعد علی مائدۃ یشرب علیہا الخمر"

جو شخص اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہو۔ روز قیامت پر یقین رکھتا ہو اسے چاہیے کہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب پی جارہی ہو۔

(الدارمی 2092، ابن ماجہ حدیث نمبر 3371، مستدرک حاکم 6382) صحیح الاسناد

کہیں رہبرِ عالم ﷺ نے مے خواروں پر اظہارِ خفگی کرتے ہوئے فرمایا۔ "لعن اللہ الخمر وشاربھا"

اللہ تعالی نے شراب اور شراب پینے والے پر لعنت کی ہے۔

(ابوداود 3380، ابن ماجہ 3380)

کیا یزید شرابی تھا؟

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"یتناول المسکر"

یزید۔ نشہ آور چیزیں استعمال کرتا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 37)

علامہ صدیق الحسن خان بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"شارب خمر"

یزید شرابی تھا۔ (بغیتہ الرائد ص98)

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

الخمیر السکیر (نیل الاوطار جلد ص201)

بہت ہی زیادہ شراب پینے والا۔ نشے میں بدمست رہنے والا

ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ الصواعق المحرقہ جلد132 میں یزید کو نشئی قرار دیتے ہیں

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کان مدمنا للخمر"

وہ دائمی شرابی تھا۔ (سرالشہادتین ص86)

امام الائمہ الشیخ الہراسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"مدمن الخمر"

پکا شرابی تھا۔

(وفیات الاعیان از ابن خلکان ج3 ص287)

﴿نمازیں ترک کرنا﴾

اکابرین اسلام کی تحریرات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتا ہے کہ یزید تارک نماز تھا۔ نماز کی پابندی سے کوسوں دور تھا۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کان فیہ ایضا۔۔۔ترک بعض الصلوٰت واماتتھا فی غالب الاوقات

یزید میں یہ برائیاں بھی تھیں۔ نمازیں ترک کر دینا۔

(البدایہ والنھایہ جلد 8 ص 353)

قارئین کرام: اب دیکھنا یہ ہے شریعت محمدیہ کا ایسے شخص کے بارے میں فیصلہ کیا ہے؟

ارشاد خداوندی ہے۔

"اضاعوا الصلوۃ واتبعواالشھوات فسوف یلقون غیا"

انھوں نے نمازیں ضائع کیں شہوات کی پیروی کی۔ ایسے لوگ غی میں پہنچیں گے۔ (سورۃ مریم آیت نمبر 59)

پیغمبر برحق ﷺ نے فرمایا تھا

"فمن ترکھا فقد کفر" جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔

(سنن دار قطنی حدیث نمبر 1751، ابن حبان حدیث نمبر 1454)

(جامع ترمذی حدیث نمبر 2621، مستدرک حاکم حدیث نمبر 11)

امام حاکم لکھتے ہیں۔ یہ روایت صحیح الاسناد ہے۔

کہیں آپ ﷺ نے فرمایا: "من ترک الصلاۃ فقد حبط عملہ"

جس شخص نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ (مجمع الزوائد حدیث نمبر 1639)

امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا اس حال میں کہ ان کے جسمِ اقدس سے خون بہہ رہا تھا۔

"لاحق فی الاسلام لمن ترک الصلاۃ۔۔۔فصلیٰ وان جرحہ یثعب دما"

جس شخص نے نماز ترک کی اس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ پھر انھوں نے اس حال میں نماز پڑھی کہ ان کے جسم اطہر سے خون بہہ رہا تھا۔ (مجمع الزوائد حدیث نمبر 1636) سندہ صحیح

﴿خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنا﴾

یہ نہایت ہی بدترین خصلت ہے۔ جب انسان اس حد تک پہنچ جائے کہ ہر وقت خواہشاتِ نفسانی کا غلام بنا رہے تو انسان شرفِ انسانیت سے گر کر درندوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ موحدین کی صف سے نکل کر مشرکین کی فہرست میں داخل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "افرایت من اتخذ الھہ ھواہ"

کیا تم نے ایسے شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنا معبود اپنے نفس کو بنا رکھا ہے۔ (پارہ 25 سورہ الجاثیہ آیت نمبر 23)

اللہ کے نافرمانوں کا ہمیشہ یہی شیوہ رہا ہے۔ کہ اللہ کی چوکھٹ پر جھکنے کی بجائے زندگی بھر خواہشات نفسانی کی پرستش میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ پیغمبروں کی انقلاب انگیز صدائیں ان کے کانوں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس لوٹ آتی رہیں۔ لیکن وہ ہمیشہ نفس پرستی کی دلدل میں ہی پھنسے رہے کیونکہ جب انسان خواہشاتِ نفسانی کا پیروکار بن جائے وہ حق و

باطل، ظلمت ونورانیت، صدق وکذب کے درمیان تمیز بھی کھودیتا ہے۔اب دیکھنا یہ ہے۔یزیداس مہلک اور ہوش وحواس سے بیگانہ کر دینے والی بیماری میں مبتلا تھا کہ نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"کان فیہ ایضا اقبال علی الشھوات"

یزید میں یہ برائیاں بھی تھیں۔ مثلاً شہوات کی طرف لپکتے رہنا۔

(البدایہ والنہایہ ج8 ص253)

﴿منکرات (شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ اعمال) کا ارتکاب کرنا﴾

منکرات کا ارتکاب کرنا شریعت اسلامیہ کی نظر میں حد درجہ بدترین جرم ہے۔ شریعتِ محمدیہ نے تو برملا کہہ دیا ہے۔

"ان اللہ۔۔۔ ینھی عن الفحشا والمنکر"

کہ اللہ تعالیٰ بے حیائی اور منکرات سے منع فرماتے ہیں۔

(پارہ نمبر14 سورہ النحل آیت 90)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

امام صاحب اپنی مشہور زمانہ کتاب سیر اعلام النبلاء میں فرماتے ہیں

"ویفعل المنکر"

یزید منکرات کا ارتکاب کرتا رہتا تھا۔

(سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 37)

نوٹ: نواصب نے سادہ لوح عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی اس مبنی بر حقیقت جرح پر کچھ اعتراضات کیے ہیں۔ جن کا مفصل رد ہم نے اپنی کتاب "تلبیساتِ سنابلی" میں کر دیا ہے۔ الحمد للہ۔ وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

زبردستی امت پر مسلط رہنا

جو شخص زبردستی امت کے سر پر مسلط ہو جائے لوگ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ لیکن وہ کسی صورت تختِ حکومت چھوڑنے پر تیار نہ ہو۔ اللہ و رسول کے ہاں ایسا شخص سخت گناہ گار قرار پاتا ہے۔

شب و روز اس پر اللہ کی لعنت برستی رہتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا
"ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبى كان۔۔۔المتسلط بالجبروت ليعز بذالك من اذل الله ويذل من اعزه الله"

(جامع ترمذی حدیث نمبر 2153، مستدرک حاکم حدیث نمبر 102)

محدث جلیل امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ روایت صحیح الاسناد ہے، حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی موافقت کرتے ہوئے فرماتے ہیں صحیح الاسناد)

چھ قسم کے افراد ایسے ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں، اللہ تعالی بھی لعنت بھیجتے ہیں اور جو نبی بھی پہلے گزرا ہے اس نے بھی لعنت کی ہے۔ان میں ایک وہ شخص بھی ہے جو زبردستی امت کے سر پر مسلط ہو جاتا ہے۔ان لوگوں کو عزت دیتا ہے جنھیں اللہ نے ذلیل کیا ہو اور ان لوگوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جنھیں اللہ تعالی نے عزت بخشی ہو۔

تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے کہ یزید کس طرح اُمت کے سر پر مسلط ہوا۔لوگ اس کی حکومت کو کس طرح مسترد کرتے رہے۔اس کے

تسلط سے نجات پانے کے لیے کبھی امام حسین علیہ السلام اٹھے، کبھی حضرت عبداللہ بن حنظلہ، حضرت معقل بن سنان اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہزار ہا تابعینِ رحمۃ اللہ علیہم میدانِ عمل میں اترے اور یزیدی تسلط سے چھٹکارا حاصل کرنے کی غرض سے لڑتے لڑتے شہادت کے اعلیٰ درجات پر فائز ہوئے اور یہ حقیقت کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ کہ اس بدنصیب نے اپنا تسلط قائم رکھنے کے لیے کیا کچھ نہ کیا۔ امام حسین علیہ السلام کو شہید کروایا۔ اہلِ مدینہ کا قتلِ عام کروایا پھر مکہ پر حملہ آور ہو گیا۔

قارئین کرام: فرمانِ نبوی ﷺ آپ نے پڑھ لیا کہ زبردستی مسلط رہنے والا بدترین قسم کا لعنتی ہے اور یزید بھی زبردستی مسلط رہا۔ غور فرمایئے۔ مذکورہ بالا فرمانِ نبوی ﷺ کی روشنی میں یزید کیا ہے؟

"بداخلاقی"

بداخلاق شخص کو اسلام نے قطعاً پسند نہیں کیا۔ بلکہ معاشرے کا

بد ترین فرد قرار دیا ہے۔ خالقِ کائنات تو بد اخلاق شخص کا جنت میں داخلہ بھی پسند نہیں فرماتے۔ رسولِ کائنات ﷺ کی زبانِ نبوت سے اپنا فیصلہ سنادیا ہے۔ "لا یدخل الجنۃ الجواظ ولا الجعظری"

اترانے والا، بد اخلاق اور سخت مزاج شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ (ابوداود حدیث نمبر 480) سندہ حسن

﴿یزید کا اخلاق کیسا تھا؟﴾

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشادِ گرامی

"کان فظا غلیظا جلفا" (سیر اعلام النبلاء ج4 ص37)

حاصلِ کلام:

یزید سخت کلام، سخت دل، بہت ہی بد اخلاق، اُکھڑ اور اُجڈ تھا۔

"فسق وفجور"

یزید کا فاسق و فاجر ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر سوائے چند متعصب ناصبیوں کے تمام امتِ محمدیہ کا اتفاق ہے۔ جب بھی یزید کے

حالاتِ زندگی کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو اس کی زندگی کا ایک ایک پل فسق
وفجور کی آلودگیوں سے لتھڑا ہوا نظر آتا ہے۔ جس انسان کا دامن
حیات فسق وفجور کی نجاستوں سے آلودہ ہو جائے وہ خواہ کتنا ہی ذہین
کیوں نہ ہو راہِ حق کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ خالقِ کائنات
نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"واللہ لایھدی القوم الفاسقین" (التوبۃ:80)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿فسقِ یزید کے بارے میں علمائے اسلام کے فرمودات﴾

ابن خلدون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"وأمّا يزيد فعيّن خطأه فسقه"

یزید کے خطاکار ہونے کو اس کے فاسق ہونے نے ہی متعین کر دیا ہے۔ (تاریخ ابن خلدون ج1 ص271)

"ظهر فسق يزيد عند الكافة من أهل عصره"

یزید کا فاسق ہونا اس دور کے تمام افراد کے سامنے ظاہر ہو گیا۔

(تاریخ ابن خلدون، ج1 ص26)

نوٹ: ابن خلدون یزیدیوں کے ہاں نہایت ہی معتبر و مستند مورخ ہیں۔

حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"قد كان فاسقًا" (البدایہ والنھایہ ج8 ص255)

اس بات میں کوئی شک ہی نہیں کہ وہ فاسق تھا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"ومن القرون الفاضلة اتفاقا من هو منافق أو فاسق ومنها الحجاج. ويزيد

بن معاوية".　　　(حجۃ اللہ البالغۃ ج2ص333)

اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ سابقہ فضیلت والے زمانوں میں بعض منافق تھے بعض فاسق تھے انہیں میں سے حجاج بن یوسف اور یزید بن معاویہ۔۔۔ ہیں۔

مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

یزید بے دولت از زمرہ فسقہ است　　　(مکتوبات ص251)

یزید بدنصیب فاسق لوگوں کے گروہ سے ہے۔

﴿واجب التعظیم مقامات و شخصیات کی توہین کرنا﴾

شریعتِ محمدیہ کی نظر میں یہ نہایت ہی سنگین ترین جرم ہے۔ کہ انسان واجب التعظیم چیزوں کی بے حرمتی کرتا پھرے۔ شریعتِ اسلامیہ کا حکم تو یہ ہو کہ ان مقامات و شخصیات کا ادب و احترام کرنا ہے۔ لیکن انسان انہی کی بے حرمتی پر کمربستہ ہو جائے۔ یزید کی ساری زندگی مقدس شخصیات و مقامات کی توہین کرتے ہی گزری

ہے۔ کبھی الِ رسول ﷺ کی بے حرمتی، کبھی مدینہ پہ حملہ، کبھی انصار کا قتلِ عام، کبھی مکہ مکرمہ پر سنگ باری، حتیٰ کے اس کی موت بھی آئی تو اس حالت میں جب اس کا بھیجا ہوا لشکر اللہ کے مقدس گھر پہ سنگ باری کر رہا تھا۔ ایسا شخص اللہ اور رسول ﷺ کی نظروں میں نہایت ہی بدترین قرار پاتا ہے۔ ایسے شخص پر اللہ کی طرف سے نبی آخرالزماں ﷺ کی طرف سے اور سابقہ جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام آئے ہیں ان سب کی طرف سے لعنت برستی ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا تھا

"ستة لعنتهم لعنهم الله و كل نبي كا---المستحل لحرم الله"

(ترمذی شریف حدیث 2153)

چھ ایسے بدنصیب ہیں جن پر میں لعنت بھیجتا ہوں اللہ بھی لعنت بھیجتے ہیں اور سابقہ جتنے بھی نبی آئے انھوں نے بھی لعنت بھیجی ہے۔ ان چھ افراد میں سے ایک وہ ہے جو ان چیزوں کی حرمت کو توڑے جن کی حرمت اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہو۔

حتیٰ کہ ایسے شخص کو رحمۃ للعالمین ﷺ بھی معاف نہیں کرتے۔

سیدہ عائشہ علیہا السلام فرماتی ہیں۔

"واللہ ما انتقم لنفسہ فی شیء۔۔۔حتی تنتھک حرمات اللہ فینتقم للہ"

(بخاری شریف حدیث نمبر 6686)

خدا کی قسم نبی ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی انتقام نہیں لیا۔انتقام اسی وقت لیتے تھے۔جب ان چیزوں کی بے حرمتی کی جاتی جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب الاحترام قرار دیا گیا ہو۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات یزید کے اِسی تاریک ترین پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا۔"الھاتک لحرم الشریعۃ المطھرۃ"

شریعتِ مطھرہ کی واجب الاحترام (شخصیات و مقامات) کی بے حرمتی کرنے والا (نیل الاوطار ج 7 ص 201)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

امام حسن علیہ السلام کی شہادت

یزید ایسا بد نصیب انسان ہے۔ جس پر امام حسن علیہ السلام کے قتل کا الزام بھی اکابرینِ امت نے عائد کیا ہے۔

بہت سے اکابرینِ امت کے ہاں یزید حضرت امام حسن علیہ السلام کا قاتل بھی تھے۔اس بارے میں علمائے اسلام کیا فرماتے ہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

امامِ اہلِ سنت جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

توفي الحسن رضي الله عنه بالمدينة مسموما سمته زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس دس إليها يزيد بن معاوية أن تسمه فيتزوجها ففعلت فلما مات الحسن بعثت إلى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها فقال إنا لم نرضك للحسن أفنرضاك لنفسنا؟

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔زہر خوانی کی وجہ سے وفات پائی اور یہ زہر آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے دیا تھا۔کیونکہ یزید نے خفیہ طور پر اسے پیغام بھیجا تھا کہ اگر تو (حسن رضی اللہ عنہ)

علامہ شمس الحق محدث عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وكان وفاة الحسن رضي الله عنه مسموما سمته زوجته جعدة بإشارة يزيد بن معاوية"

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر خوانی سے ہوئی اور یہ زہر آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ نے یزید کے اشارے سے دیا تھا۔

(عون المعبود ج9 ص152)

علامہ عبدالرؤوف المناوی محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

أرسل يزيد إلى زوجته جعدة إن هي سمته تزوجها ففعلت فأرسلت تستنجز فقال إنا لم نرضك له فكيف نرضاك لنا

یزید نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی بیوی جعدہ کی طرف خفیہ پیغام بھیجا۔ کہ اگر وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو زہر دے دے تو وہ اس سے نکاح کر لے گا۔ اس عورت نے جیسا کہا گیا تھا ویسا ہی کر دیا۔ بعد میں اس عورت نے یزید سے وعدہ پورا کرنے کا کہا تو اس نے کہا ہم نے تجھے حسن کے لیے پسند نہ کیا اپنے لیے کیسے پسند کر سکتے ہیں؟

(فیض القدیر ج2 ص519)

صلاح الدین خلیل الصفدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"ثم إنه مات مسموماً قيل أن زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس أمرها بذلك يزيد بن معاوية"

آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی۔ کہا جاتا ہے آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے یزید کے حکم پر آپ کو زہر دیا۔

(الوافی بالوفیات جلد 4 صفحہ 163)

امام ابن حجر مکی ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"وكان سبب موته أن زوجته جعدة بنت الأشعث بن قيس الكندي دس إليها يزيد أن تسمه ويتزوجها وبذل لها مائة ألف درهم ففعلت فمرض أربعين يوما فلما مات بعثت إلى يزيد تسأله الوفاء بما وعدها فقال لها إنا لم نرضك للحسن فنرضاك لأنفسنا"

(الصواعق المحرقة ج2 ص41)

آپکی وفات کا سبب یہ ہے کہ آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث کو یزید نے خفیہ پیغام بھیجا کہ اگر تو حسن کو زہر پلادے تو وہ حسن کی وفات کے بعد اس سے نکاح کرلے گا اور اسے ایک لاکھ درہم بھی دے دیے۔ اس نے حسن رضی اللہ عنہ کو زہر پلادیا۔ جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ بیمار

ہو گئے۔ چالیس دن بیماری کی حالت میں پڑے رہے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو اس عورت نے یزید کو اس کا وعدہ یاد دلایا تو وہ کہنے لگا ہم نے تجھے حسن کے لیے پسند نہ کیا۔ تو اپنے لیے کیسے پسند کریں۔

حافظ عبداللہ محدث روپڑی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

یزید کی دینی حالت بہت ہی کمزور تھی باوجود اس نااہلیت کے حریص اتنا تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اسی نے زہر دلوایا تھا تاکہ وہ ختم ہو جائیں اور معاویہ کے بعد اس کی خلافت قائم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اسی زہر سے شہید ہو گئے۔

(مرزائیت اور اسلام صفحہ 53،52)

نوٹ: بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر خوانی سے نہیں ہوئی بلکہ تپ دق سے ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے علمائے اسلام کا اس بارے میں کیا موقف ہے۔

اسماعیل بن ابی الفداء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"وتوفي الحسن من سم سقته زوجته جعدة بنت الأشعث"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات زہر سے ہوئی۔ یہ زہر آپ کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے دیا تھا۔

(تاریخ أبي الفداء ص284)

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں

"في هذه السنة توفي الحسن بن علي سمته زوجته جعدة بنت الأشعث ابن قيس الكندي"

اسی سال حضرت حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، کیونکہ ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے زہر دیا تھا۔

(الکامل ج2 ص126)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو زہر دیا گیا اور یہ زہر ان کی بیوی جعدہ بنت الاشعث نے دیا تھا۔

(الاستیعاب ج1 ص115)

محدثِ شہیر امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آپ رضی اللہ عنہ زہر خوانی کی وجہ سے شہید ہوئے اور یہ زہر جعدۃ بنت الاشعث نے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ اس زہر کی وجہ سے چالیس دن بیمار

رہے۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے

(طرح التثریب جلد 1 صفحہ 58)

محدث محمد بن یوسف صالحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آپ کو جعدۃ بن الاشعث بن قیس نے زہر دیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جز 11 صفحہ 64)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴾یزید کا قبیلہ رسول اللہ ﷺ کو نہایت ہی ناپسند تھا﴿

سیدنا ابو برزہ الاسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

"کان ابغض الاحیاء الی رسول اللہ بنوامیہ و بنوحنیفہ وثقیف"

قبائلِ عرب میں سے بنوامیہ، بنو حنیفہ اور بنو ثقیف نبی ﷺ کے ہاں ناپسندیدہ قبائل تھے۔

(مسند ابو یعلیٰ حدیث نمبر 7421، المعجم الکبیر حدیث نمبر 572)

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ حدیث نمبر 7057، مستدرک حاکم حدیث نمبر 865)

امام المحدثین امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔ حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ بھی امام الائمہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ سے اتفاق کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرائط پر ہے۔

وضاحت: اس روایت میں ہر فرد کی مذمت نہیں۔ کیونکہ بنوامیہ میں نہایت متقی پرہیزگار شخصیات بھی گزری ہیں۔ کیونکہ اصول یہ ہے جب کسی قبیلے کی تعریف کی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اس قبیلہ میں کوئی غلط کردار کا آدمی پیدا نہیں ہو سکتا اور جب

کسی قبیلہ کی مذمت کی جاتی ہے تو یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اس قبیلہ کا ہر شخص ہی بُرا ہے قابل نفرت ہے۔ وکلائے یزید پر لازم ہے کہ بنوامیہ میں یزید کے علاوہ ایسا حکمران پیش کریں جس کے دورِ حکومت میں اس قدر تباہی ہوئی ہو۔ جس قدر یزید کے دور میں ہوئی۔ حامیانِ یزید اپنی تمام تر تاویلاتِ فاسدہ کے باوجود یزید کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں دکھلا سکے۔ ثابت ہوا کہ بنوامیہ کی مذمت یزید ہی کی وجہ سے ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے۔ شریعت نے افراد کے کردار کو پیشِ نظر رکھا ہے نہ کہ قبائل واقوام کو۔ افراد کے گھٹیا پن کی وجہ سے ہی قبیلہ گھٹیا اور قابل مذمت قرار پاتا ہے۔ شریعت میں عزت و ذلت کا معیار انسان کا ذاتی کردار ہے کنبہ و قبیلہ نہیں۔ قبائل افراد کو عزت دینے کے لیے نہیں بنائے گئے اور نہ کسی کو حقیر اور گھٹیا قرار دینے کے لیے۔ ان کا مقصد تو صرف تعارف و پہچان ہے۔

قرآن پاک نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

"وجعلنا کم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عنداللہ اتقکم"

(سورۃالحجرات آیت نمبر14)

ہم نے تمھارے کنبے اور قبیلے بنائے تاکہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ تم میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو تم میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید کا عقیدہ

ضروری محسوس ہوتا ہے کہ یزید کے کردار پر روشنی ڈالنے کے بعد یزید کا عقیدہ بھی واضح کر دیا جائے۔

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ البدایہ والنھایہ میں دو احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"ان ھذاالحدیث والذی قبلہ ھوالذی حمل یزید بن معاویۃ علی طرف من الارجاء ورکب بسببہ افعالاکثیرۃ انکرت علیہ"

ان دونوں حدیثوں نے یزید کو ارجاء کی طرف ڈال دیا۔ یعنی اسے مرجئ بنادیا اور اسی وجہ سے اس نے بہت سے ایسے افعال کا ارتکاب کیا جن کی وجہ سے یزید پر بہت ہی تنقید کی گئی ہے۔

(البدایہ والنھایہ ج 8 صفحہ 64)

یاد رہے: ارجاء کا عقیدہ رکھنے والا شخص اہل سنت کے تمام مسالک کے ہاں گمراہ ترین شخص ہے۔

نوٹ: ارجاء سے مراد یہ ہے۔ کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ میں چونکہ

مومن ہوں میں جتنے مرضی گناہ کروں مجھے کوئی گناہ نقصان نہیں پہنچاسکتا۔

﴿یزید بن معاویہ محدثین کرام ﷭ کی عدالت میں﴾

وہ محدثینِ عظام جن کے علم کو دنیا سلام کرتی ہے۔ جن کے زہد و تقویٰ اور علم و فضل کے سامنے بڑے بڑے فضلاء کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ جن کی تصنیف کردہ کتبِ احادیث صدیوں سے مدارسِ دینیہ میں پڑھائی جارہی ہیں۔ وہ یزید سے سخت متنفر تھے۔ اُس سے اِس قدر بیزار تھے کہ ہر اُس روایت کو درجہ قبولیت سے گرا دیتے تھے جس کی سند میں یزید راوی کے طور پر آجائے۔

ملاحظہ فرمائیں۔

حافظ ذہبی ﷫ کا فیصلہ

"مقدوح فی عدالتہ لیس باھل ان یروی عنہ"

اُس کی عدالت مسلّمہ نہیں ہے بلکہ مقدوح ہے۔ وہ اس قابل ہی نہیں

کہ اس سے روایت لی جائے۔ (میزان الاعتدال ج 6 ص 273)

خاتمۃ الحفاظ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

"مقدوح فی عدالتہ لیس باھل ان یروی عنہ"

اُس (یزید) کی عدالت مسلمہ نہیں ہے، وہ اِس قابل ہی نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔ (لسان المیزان ج 3 ص 293)

امامِ اہلِ سنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

"لاینبغی ان یروی عنہ"

مناسب ہی نہیں کہ اُس سے روایت لی جائے

(یعنی وہ اِس قابل ہی نہیں کہ اُس سے روایت لی جائے)

(لسان المیزان ج 3 ص 293)

مھنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا، "ھوفعل بالمدینۃ ما فعل" وہ وہی ہے جس نے اہل مدینہ کے ساتھ بڑا ہی بدترین سلوک کیا۔ میں نے پوچھا۔ ما فعل؟ اُس نے کیا کیا تھا؟ فرمایا۔ "قتل بالمدینۃ

من اصحاب النبی "ﷺ مدینہ منورہ میں نبی ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شہید کیا تھا۔ "وفعل" اس کے علاوہ اور بدترین حرکات کا ارتکاب کیا تھا۔ میں نے پوچھا "مافعل"؟ بدترین حرکات سے مراد؟ فرمایا۔ "نھبھا"۔ مدینہ منورہ کو لوٹا تھا۔ میں نے پوچھا۔ "فیذکرعنہ الحدیث؟" کیا اس سے روایت کی جاسکتی ہے۔ فرمایا "لایذکرعنہ الحدیث لاینبغی لاحد ان یکتب عنہ حدیث" اُس سے حدیث روایت نہیں کی جا سکتی، نہ ہی کسی شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اس (یزید) سے ایک بھی حدیث نقل کرے۔

(السنۃ از احمد بن محمد الخلال ج2 ص530) سندہ صحیح

یاد رہے! حافظ ذہبی اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے یہ اقوال مجتہد العصر علامہ محمد بن الوزیر رحمۃ اللہ علیہ نے الروض الباسم جلد 3 صفحہ 57 پر تائیدی انداز میں ذکر کیے ہیں۔

امام نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ

امام صاحب اپنی مشہورِ زمانہ کتاب مجمع الزوائد میں ایک روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں (اس روایت میں یزید بن معاویہ ہے)

"یزید بن معاویہ لیس باھل ان یروی عنہ"

یزید بن معاویہ جو ہے وہ تو اِس قابل ہی نہیں کہ اُس سے روایت لی جائے۔ (مجمع الزوائد ج4 ص136)

اے اربابِ دانش، محدثینِ کرام رحمہم اللہ کے ان فرمودات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ تو فرمادیجئے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ کا راستہ کیا ہے؟ یزید کو سر پر بٹھالینا یا اُس بدنصیب کو مردود قرار دینا؟

اے اہل اسلام گواہ بن جانا ہم محدثینِ کرام رحمہم اللہ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہوئے اُن ہی کے نشاناتِ قدم پر چلتے رہنے کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم اسی راستے پر قدم بڑھاتے جائیں گے کیونکہ یہ راستہ امام المحدثین احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا راستہ ہے اسی راستے سے ابن حجر

عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ گزرے ہیں اسی راستے پر حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کو چلتے دیکھا گیا ہے۔اسی راستے پر علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کے نشاناتِ قدم ثبت ہیں۔

ہم تو ہر اس روایت کو ضعیف و مردود ہی سمجھیں گے جسے یزید بن معاویہ روایت کرتا ہو۔ ہم جہاں بھی ہونگے ہمارے کانوں سے امام اہلسنت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ ٹکراتے رہیں گے کہ "یزید نے اہل مدینہ پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے تھے وہ اس قابل ہی نہیں کہ اس کی روایت پر اعتماد کیا جاسکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿یزید، اکابرینِ اہلِ حدیث کی نظر میں﴾

وہ علمائے اہلحدیث جنہیں اکابرینِ اہلحدیث میں شمار کیا جاتا ہے۔ جن کی خدمات کا ہر اہلحدیث معترف و قدردان ہے۔ وہ یزید کے حامی نہیں؛ سخت مخالف تھے۔ برملا طور پر اُسے فاسق و فاجر اور ظالم قرار دیتے تھے۔ ہم اِسی حقیقت سے پردہ اٹھانا چاہتے ہیں کہ:

اکابرینِ اہلحدیث یزید کے حامی نہیں سخت مخالف تھے۔ جس طرح آگ سے ٹھنڈک حاصل نہیں کی جاسکتی، برف کے ذرات سے حرارت حاصل نہیں ہوسکتی۔ گلِ کاغذ سے خوشبو حاصل نہیں ہوسکتی بالکل اِسی طرح اکابرینِ اہلحدیث کی تحریرات سے یزید کی طہارت و پارسائی ثابت نہیں کی جاسکتی۔ یاد رہے۔

وُکلائے یزید و محبّانِ شمر کی ہٹ دھرمی، تعصب و بے باکی اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ اگر کسی عالمِ دین کا وہ حوالہ پیش کر دیا جائے جو یزید کی مخالفت میں ہو تو حُبِ یزید سے سرشار ہو کر جھوم جھوم کر

اس عالم کی پگڑی اُچھالنے لگتے ہیں۔ کبھی اُس کی عِلمیت کوستے ہیں۔ کبھی اُس کے فہم وفراست پر طعن زن ہوتے ہیں۔ کہ وہ کبھی کوئی عالم ہے۔ وہ ایسا۔۔۔ وہ ویسا۔۔۔ لہٰذا ہم نے ضرورت محسوس کی کہ جس بھی عالمِ دین کا حوالہ پیش کریں، حوالہ ذکر کرنے سے پہلے اس عالم کا مقام و مرتبہ بھی واضح کر دیں۔ تاکہ وکلائے یزید و محبانِ شمر سادہ لوح افراد کو گمراہ نہ کر سکیں۔

﴿سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

پورے ساٹھ سال درسِ حدیث اور علومِ دینیہ کی تدریس کی بناء پر شیخ الکل فی الکل کا لقب پایا۔

(خدمات اہل حدیث نمبر مضمون ارشاد الحق اثری ص 178)

محققین کاملین کی تعداد ایک ہزار اور باقی تلامذہ کی تعداد کئی ہزار تک پہنچتی ہے۔

(مقدمہ غایۃ المقصود از شمس الحق عظیم آبادی ص 13)

بلاشبہ جس محدث نے دہلی جیسے مرکز علم و ادب میں ساٹھ سال درس دیا ہو اس کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہو گی۔ ہندوستان بھر سے ہی نہیں دیگر بلادِ اسلامیہ سے بھی طلباء ان کی خدمت میں حاضر ہو کر زانوئے تلمذ طے کرتے اور حسبِ استعداد کسبِ فیض کر کے اپنے مقام مقدر پر جا کر تعلیم و تعلم، تصنیف و تالیف، تبلیغ و اشاعت دین میں مشغول ہو جاتے ان کی خدمات کا اعتراف عالمِ اسلام کے علماء نے کیا

(خدمات اہل حدیث نمبر ص 179)

علم حدیث کی تدریس کے سلسلے میں میاں صاحب کی شہرت مختلف اقطارِ عالم میں پھیلی ہوئی تھی حجاز، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، یمن، مصر، شام، حبش، افریقہ، تیونس، الجزائر، کابل، غزنی، قندھار، سمرقند، بخارا، داغستان، ایشیائے کوچک، ایران، خراسان، ہرات، چین، سری لنکا وغیرہ ملکوں اور علاقوں میں حضرت میاں صاحب کے شاگرد موجود تھے۔

(دبستان از اسحاق بھٹی ص۔ 49)

﴿محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یزید کے بارے میں فتویٰ﴾

جاننا چاہیے کہ توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے اس بے سعادت نے اِس امت میں وہ کچھ کیا ہے کہ کسی نے نہیں کیا۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ واہانتِ اہل بیت کے بعد مدینہ منورہ کی تخریب واہالیانِ مدینہ کی شہادت وقتل کے واسطے لشکر بھیجا۔ تین روز تک مسجد نبوی بے اذان وبے نماز رہی۔ اِنہی مشاغل میں تھا کہ اس کی موت آگئی اور اِس جہاں کو پاک کیا۔ اُس کے بیٹے معاویہ نے برسرِ منبر اُس کی بُرائیاں بیان کیں۔ "واللہ اعلم بما فی الضمائر "اور بعض سلف وآعلامِ امت اُس شقی پر لعن تجویز کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے کمالِ جوش وخروش کے ساتھ اُس پر اور اُس کے اعوان پر لعنت کی ہے اور بعضوں نے اِس معاملے میں توقف کیا ہے۔ پس مسلکِ اسلم (سلامتی والا راستہ) یہی ہے کہ اس شقی کو مغفرت وترحم سے ہرگز یاد نہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد 1 ص 227،228)

شیخ الکل کی عبارت سے ثابت شدہ امور۔

- یزید بے سعادت ہے۔
- سیدنا حسین علیہ السلام کا قاتل ہے۔
- مدینہ منورہ کو اس بیدردی سے لوٹا کہ مسجدِ نبوی شریف میں تین دن نہ اذان ہوئی اور نہ ہی نماز۔
- اپنی حکومت بچانے کے لیے مکہ مکرّمہ پر بھی چڑھ دوڑا۔ مخالفین کو کچلنے کے لیے مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر لیا اور بیت اللہ شریف کی حرُمت کو پامال کیا۔
- اِس حالت میں مرا کہ اُس کا بھیجا ہوا لشکر اللہ کے گھر کا محاصرہ کر کے اُس پر پتھر برسا رہا تھا۔
- وہ بدنامِ زمانہ اتنا کہ اس کے بیٹے نے بر سرِ منبر اس کی برائیاں بیان کیں۔

- بڑے بڑے محدثین و مفسرین، اکابرینِ امت اُس کے گھنا ؤنے کردار کی وجہ سے اس پر لعنت کے ڈونگرے برساتے ہیں۔
- یزید زمین پر بصورت انسان غلاظت کا ایک ڈھیر تھا۔ مرا تو اللہ کی زمین پاک ہوئی۔
- اُس کے حق میں استغفار نہیں کرنا چاہیے۔
- اُسے "رحمہ اللہ" بھی نہیں کہنا چاہیے۔

شیخ الاسلام علامہ ثناءاللہ امر تسری رحمۃ اللہ علیہ

بیک وقت مصنف، مفسر، محدث، فقیہ، مفتی، مناظر، خطیب اور زعیم تھے۔

(تحریک اہل حدیث از قاضی اسلم سیف ص 407)

جامع الصفات علمی شخصیت تھے دین اسلام کے داعی بھی تھے۔ مفسرِ قرآن، متکلم بھی تھے۔ان کی اسلامی اور دینی خدمات کادائرہ بڑاوسیع تھا۔

(علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات ص 30 رمضان یوسف سلفی)

ان کا وجود یقیناً "ایۃ من ایات اللہ" کا مصداق تھا۔اُن کی تقاریر و مناظروں سے مسلک اہل حدیث کو بڑافروغ حاصل ہوا۔اُسے بڑی تقویت ملی۔

(ہفت روزہ اہل حدیث نمبر ص 262)

شیخ الاسلام کا یزید کے بارے میں موقف ملاحظہ فرمائیں

بلاشبہ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کا قصد اعلائے کلمۃ اللہ ہی تھا۔اسی بناپر اس بیعت سے انکار کیا تھا۔جو ایک فاسق مجاھر کے ہاتھ بہ سُنتِ کسریٰ و قیصر ہوئی تھی۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد 2 ص 132)

حاصل کلام:

- سیدنا امامِ حسین علیہ السلام حق کی خاطر میدان میں آئے تھے۔

- یزید فاسقِ مجاہر تھا۔
- یزید کا فسق و فجور کوئی ڈھکا چھپا نہیں تھا بلکہ ہر فرد و بشر پر عیاں تھا۔
- یزید کی بیعت جس انداز سے لی گئی وہ سراسر غیر اسلامی غیر شرعی تھا۔

حضرت حسین علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظِ "امام" لکھا جا سکتا ہے اگر یہ درست نہ ہوتا تو شیخ الاسلام خود یہ لفظ استعمال نہ کرتے۔ ناصبی حضرات غور فرمائیں کہ شیخ ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے لفظ امام استعمال فرمایا ہے۔ وہ شخص جس کی زندگی کے شب و روز ادیان و فرق کے مطالعہ میں گزرے جو میدانِ مناظرہ کے عظیم شہسوار تھے اہل سنت و اہلِ تشیع کی کتابوں، اُن کی اصطلاحات سے بھی واقف تھے۔ انھیں اِس لفظ میں شیعیت کیوں نظر نہ آئی، اگر یہ لفظ اہل تشیع کی اصطلاحات میں سے ہوتا تو خود کبھی استعمال نہ فرماتے۔

قاضی سلیمان منصوری پوری رحمۃ اللہ علیہ

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت ایک قاموسی درجہ کی ہے۔ ایک مُفسر، محدث، مورخ، محقق، قانون دان، ماہر تقابل ادیان، داعی، مناظر کی حیثیت سے ان کے متنوع کارنامے ہمارے سامنے ہیں۔

(تذکرہ قاضی سلیمان منصور پوری از اسحاق بھٹی ص15)

بہت بڑے سیرت نگار تھے انھوں نے رحمۃللعالمین کے نام سے عالمی شہرت یافتہ کتاب لکھی جو اسلامی ادب میں شاہکار کی حیثیت رکھتی ہے۔

(علمائے اہل حدیث کی مثالی خدمات از مولانا رمضان یوسف سلفی ص45)

انھیں عبقری زماں، نابغہ عصر اور عہد ساز شخصیت بھی کہا جا سکتا ہے۔ ان کے دینی اور علمی اثرات اب تک موجود ہیں۔ آپ وسیع المطالعہ، وسیع المعلومات اور وسیع العلم شخصیت تھے۔ قاضی صاحب نہایت پرہیز گار، متقی بااخلاق، باکردار، بے ضرر، عابد، شاکر اور شب زندہ دار شخصیت تھے۔ اگر یہ کہا جائے کہ قاضی صاحب باکرامت ولی تھے تو کوئی مبالغہ نہ ہوگا۔

(تحریک اہل حدیث از قاضی اسلم سیف 394،395)

قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ قدیم و جدید تعلیم کا ایک حسین امتزاج، تبلیغی و دعوتی جذبے سے سرشار اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور تھے۔ سیرت پر ان کی کتاب رحمۃ للعالمین نے ان کو حیاتِ جاں ودانی عطا کر دی ہے۔ جو اپنے موضوع پر منفرد اور لاجواب کتاب اور فاضل مولف کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مظہر ہے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث، خدمات اہل حدیث نمبر 263)

ایامِ یزید

قاضی صاحب اپنی مشہور زمانہ کتاب رحمۃ للعالمین میں نبی ﷺ کی ایک پیشگوئی کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

فتح مکہ کے دن پنجشنبہ 20 رمضان 8 ہجری نبی ﷺ نے شیبہ بن عثمان اور عثمان بن طلحہ کو بیت اللہ کی کلید عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ لو یہ کنجی سنبھال لو۔ ہمیشہ کے لیے تم سے یہ کلید کوئی نہ چھینے گا۔ مگر وہی جو ظالم ہو گا۔

ان مختصر الفاظ میں تین پیشگوئیاں مندرج ہیں۔

1- خاندان ابو طلحہ کا دنیا میں برابر باقی رہنا، نسل قائم رہنا۔

2۔ کلید بیت اللہ کی حفاظت و خدمت کا انہی سے متعلق رہنا۔

3۔ ان کے ہاتھوں سے کلید چھیننے والے کا نام ظالم ہونا۔

نمبر 1 اور نمبر 2 کی بابت اب تک کل دنیا کو معلوم ہے کہ یہ کلید بنو شیبہ میں آج تک موجود ہے اور یہ نسل اب تک جاری ہے۔

نمبر 3 کی بابت مورخین کا بیان ہے کہ یزید پلید نے ان سے یہ کلید

چھین لی تھی اس کے بعد 1323 سال کا زمانہ شاہدِ صادق ہے کہ کسی اور شخص نے اللہ کے رسول ﷺ کی زبان سے ظالم کہلانے کی جرات نہیں کی۔ (رحمۃ للعالمین از قاضی سلمان منصور پوری جلد سوم صفحہ 214،218)

<u>حاصل کلام:</u>

- یزید پلید ہے۔
- یزید غاصب ہے۔
- وہ ایسا بد ترین اور ظالم انسان ہے کہ جسے امام کائنات ﷺ نے اپنی زبانِ نبوت سے ظالم قرار دیا ہے۔

نوٹ: مولانا عبدالحمید خادم سوہدروی اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں۔ کہ اس کتاب کے ناشر کا بیان ہے کہ میرے پاس کئی ایسے خطوط آئے۔ جن میں مرقوم تھا۔ کہ رحمۃ للعالمین بجھوا دیجئے۔ کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر مجھ سے محبت چاہتے ہو تو قاضی سلمان منصور پوری کی کتاب رحمۃ للعالمین پڑھا کرو۔

(کراماتِ اہل حدیث صفحہ 23)

سید نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر کے کثیر التصانیف عالم تھے حدیث، فقہ، تاریخ، عقائد، شعر و شاعری، ادبیات، اخلاق، تصوف وغیرہ مختلف عنوانات سے متعلق انھوں نے 323 کتابیں تصنیف کیں۔

(اہل حدیث کی اولیات از اسحاق بھٹی 37)

سلسلہ نسب تینتیس واسطوں سے نبی ﷺ تک پہنچتا ہے۔

(دبستان حدیث ص 267)

کتاب و سنت کی اشاعت اور بدعات و محدثات کی بیخ کنی نواب صدیق حسن خان کی زندگی کا اصل مقصد تھا۔

(دبستان حدیث ص 383، 384)

چوٹی کے اہل حدیث عالم ہیں حدیث، رجال، تفسیر، تاریخ، سیر اور دیگر مسائل پر کئی سو سے متجاوز کتابوں کے مصنف ہیں انھیں مجدد الوقت اور مجتہد العصر بھی کہا جاسکتا ہے۔

(تحریک اہل حدیث تاریخ کے آئینہ میں از قاضی اسلم سیف ص 273)

حضرت نواب صاحب سید نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ عربی، فارسی، اردو، تینوں زبانوں میں دو سو سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔

(پاک و ہند میں علمائے اہل حدیث کی خدمات از ارشاد الحق اثری صفحہ 74)

سید نواب صدیق الحسن خان بھوپالوی رحمۃ اللہ علیہ

یزید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار یوں فرماتے ہیں۔

بالجملہ وے مبغوض ترین مردم است نزد اکثر مردم و کارہائے کہ آں بےسعادت دریں امت کردہ از دست ہیچ کس نیاید بعد قتلِ امام حسین لشکر بتخریب مدینہ منورہ فرستاد و بقیہ صحابہ و تابعین را امر بقتل کرد و ہم دریں حالتِ ناپسندیدہ از دنیا رفتہ دیگر احتمالِ توبہ و رجوع او کجا است؟

اکثر لوگوں کے نزدیک (یزید) ایک نہایت ہی قابل نفرت آدمی ہے۔ اس بدنصیب نے ایسے بدترین کام کیے ہیں جو اس امت میں سے کسی نے نہیں کیے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کروانے کے بعد مدینہ منورہ کی بربادی کے لیے لشکر روانہ کیا۔ صحابہ کرام و تابعین عظام کو قتل کروایا۔ مکہ مکرمہ میں الحاد پھیلایا۔ اسی ناپسندیدہ حالت میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اس کی توبہ کا احتمال کہاں رہا؟

(بغیۃ الرائد ص 108-107)

حاصل کلام:

- یزید نہایت ہی قابل نفرت انسان ہے۔
- بدنصیب ہے۔
- امام حسین علیہ السلام کا قاتل ہے۔
- لشکر بھیج کر مدینہ منورہ کو برباد کروایا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین کرام رحمہم اللہ کا بھی قاتل ہے۔
- اس کی توبہ کا تو احتمال ہی نہیں کیونکہ اس کی موت اس وقت ہوئی جس وقت اس کا بھیجا ہوا لشکر بیت اللہ شریف پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا۔

مولانا عبدالاول غزنوی رحمۃ اللہ علیہ

غزنوی علمائے کرام کی زریں فہرست میں مولانا عبدالاول غزنوی کا اسم گرامی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مولانا سید محمد غزنوی کے بیٹے تھے۔ حافظ محمد لکھوی اور ان کے فرزند گرامی مولانا محی الدین عبدالرحمٰن لکھوی سے اخذ علم کیا اپنے عالی قدر والد مولانا محمد غزنوی اور اعمام ذی احترام مولانا عبداللہ بن عبداللہ غزنوی اور مولانا سید عبدالجبار غزنوی سے مستفیذ ہوئے۔ دہلی جاکر حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی سے کتب حدیث پڑھیں اور ان سے سند فراغت لی۔

(گلستان حدیث از اسحاق بھٹی صفحہ 126)

مولانا عبدالاول غزنوی کے لائق ترین تلامذہ کی وسیع فہرست میں حافظ عبداللہ روپڑی، حضرت حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد علی لکھوی، مولانا سید داؤد غزنوی اور دیگر بہت سے حضرات شامل ہیں۔

(گلستان حدیث ص 28)

شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر تعارف کے بعد قارئین کرام اب مولانا کا یزید کے بارے میں جو موقف تھا ملاحظہ فرمائیں۔

مشکوۃ شریف کی ایک حدیث کی شرح لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اس حدیث میں یزید کی مذمت ہے اس ناخلف نے جناب امام

حسین علیہ السلام کو شہید کرنے کے بعد مدینہ پر لشکر کشی کی اور جس قدر بوڑھے بوڑھے صحابہ اور آنحضرت ﷺ کو دیکھنے والے زندہ تھے ان کو قتل کرایا۔ یہاں تک کہ حرہ یعنی احجار الزیت بالکل غرق خون ہو گیا۔ اور اس پر بھی چین نہ لیا ازواج مطہرات کی توہین کرائی بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا گھر لوٹ لیا۔ حرم محترم اور مسجد نبوی میں گھوڑے بندھوائے ۔ نماز موقوف کرا دی گھوڑوں کی پچھاڑی آپ ﷺ کی قبر شریف کی طرف رکھی کہ وہ اسی طرف لید اور پیشاب کرتے تھے"

(ترجمہ مشکوۃ شریف از مولانا عبدالاول غزنوی جلد 4 ص 78)

شیخ غزنوی کی مندرجہ بالا عبارت سے حسب ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

- یزید ایسا بدنصیب شخص ہے جس کی مذمت حدیث رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

- ناخلف ہے
- امام حسین علیہ السلام کا قاتل بھی ہے۔
- صرف سیدنا امامِ حسین علیہ السلام ہی کا نہیں دیگر کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی قاتل ہے۔
- اپنی حکومت بچانے کے لیے آپ ﷺ کی قبر پاک کی بے حرمتی کروانے سے بھی دریغ نہ کیا۔

سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کے بارے میں لفظ "امام" استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اگر شیخ غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں اس لفظ کا استعمال مناسب نہ ہوتا تو خود سیدنا امامِ حسین علیہ السلام کے نام کے ساتھ لفظِ "امام" نہ لکھتے۔

حافظ عبداللہ روپڑی رحمہ اللہ

اجتہاد و تفقہ کی صلاحیتوں میں اپنے اقران و اماثل میں ممتاز تھے۔

(ہفت روزہ اہل حدیث، خدمات اہل حدیث نمبر ص 263)

حالات کی رفتار بتاتی ہے واقعات کا دھارا پتا دیتا ہے کہ آئندہ حافظ عبداللہ روپڑی کے مرتبہ علمی کا کوئی شخص عالم وجود میں نہیں آئے گا۔

(بزم ارجمنداں ص 282 از اسحاق بھٹی)

جس موضوع پر قلم اٹھاتے دلائل کا انبار لگا دیتے فتوے نہایت تحقیق اور انتہائی احتیاط سے تحریر فرماتے۔

(بزم ارجمنداں ص 278)

محدث روپڑی رحمہ اللہ کا یزید کے بارے میں دو ٹوک موقف

یزید کی دینی حالت بہت کمزور تھی۔ باوجود اس نااہلیت کے حریص اتنا تھا کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ان کی بیوی سے اُسی نے زہر دلوایا تھا۔ تاکہ وہ ختم ہو جائیں اور معاویہ کے بعد اُن کی بجائے اِس کی خلافت قائم ہو جائے۔ چنانچہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آخر کار اسی زہر سے شہید ہو گئے۔ البتہ یہ معلوم نہیں کہ معاویہ کو اس زہر کا علم ہوا یا نہیں۔ مگر یہ

چیز تو مخفی نہیں رہ سکتی کہ یزید ایک اقتدار پسند، دنیادار اور حریص انسان ہے۔ایسا انسان طمعِ نفسانی کے لیے سب کچھ کر گزرتا ہے۔اس سے عدل وانصاف کی توقع بہت کم ہے۔

(مرزائیت اور اسلام از عبداللہ روپڑی ص52،53)

حاصل کلام

- یزید کی دینی حالت کمزور تھی۔
- وہ نااہل تھا۔
- اقتدار پسند تھا۔ حریص تھا۔
- اس کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسن علیہ السلام کا قاتل بھی۔ یزید جیسے شخص سے عدل وانصاف کی توقع ہی فضول ہے۔

اسماعیل روپڑی رحمۃ اللہ علیہ

اپنے وقت کے عظیم خطیب سحر بیان مقرر زبردست مبلغ اور داعی تھے۔ انھوں نے بلاشبہ اپنے زور خطابت جادو بیانی، شیریں مقالی کے ذریعے ہزاروں نہیں لاکھوں افراد کو متاثر کیا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث، خدمات اہل حدیث نمبر ص266)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کیا تھا۔ اس انکار کی وجوہات لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

1۔ خلفائے راشدین خلیفہ کے انتخاب میں بہت محتاط تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں تو احادیثِ نبوی کے اشارات و کنایات سے کام لیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت بھی قریباً یہی چیز کام آئی اس کے بعد شوریٰ سے انتخاب ہوتا رہا مگر یزید کی امارت کے متعلق اس اصول کی پابندی نہ کی گئی۔ یزید ذاتی طور پر خلافت کا اہل نہیں تھا۔ فسق و فجور اور کبیرہ گناہوں کا مرتکب تھا۔ اہل عراق آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پسند کرتے تھے ان وجوہات کے باعث امام حسین

رضی اللہ عنہ یزید کی خلافت کے مخالف رہے۔

(شہید کربلا ص 11 از اسماعیل روپڑی)

یاد رہے اس کتاب کی امام المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تائید فرمائی ہے۔

حاصل کلام

- یزید کی بیعت اس طرح نہ لی گئی جس طرح حضرت ابو بکر، حضرت عمر رضی اللہ عنہما، دیگر خلفائے راشدین کی بیعت لی گئی تھی۔
- یزید کی بیعت سراسر غیر اسلامی، غیر شورائی تھی۔
- یزید خلافت کا اہل ہی نہیں تھا۔
- فاسق و فاجر ہونے کے ساتھ ساتھ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب بھی کرتا رہتا تھا۔
- سیدنا امام حسین علیہ السلام یزید کی مخالفت میں تنہا نہیں تھے بلکہ اہلِ عراق بھی اس بارے میں آپ علیہ السلام کے ساتھ تھے۔

مولانا عبد السلام بستوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی مدت تدریس چالیس سال سے متجاوز ہے۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد جنہوں نے آپ سے علم حاصل کیا سینکڑوں میں ہے۔ آپ فجر کی سنتیں پڑھ رہے تھے۔ سجدہ میں دل کا شدید دورہ پڑا اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

(مقالات الحدیث تحقیق و نظر ثانی زبیر علی زئی رحمہ اللہ ص46)

یزید کے کردار کی نہایت ہی مختصر اور جامع و مانع الفاظ میں منظر کشی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سلطنت بنو امیہ کا فرمانروا یزید سرتاپا فسق و فجور میں غرق تھا۔

(اسلامی تعلیم حصہ ہشتم ص270)

وضاحت: یزید سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک فسق و فجور میں ڈوبا ہوا تھا۔

اپنے مشہورِ زمانہ خطبات بنام اسلامی خطبات کی جلد دوئم صفحہ 366 پر لکھتے ہیں۔" یزید و عبد الملک بن مروان کے زمانہ میں دراصل عرب کا ہر گھر ماتم کدہ بنا ہوا تھا"

حافظ محمد لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ محمد لکھوی نہایت ذہین اور تیز فہم عالم تھے 1857ء کے جہاد حریت سے قبل دہلی میں حضرت میاں سید نذیر حسین دہلوی کے حلقہ درس میں شامل تھے۔ میاں صاحب ان کی ذہانت وعلمی استعداد اور قابلیت کے بے حد معترف ومداح تھے۔ فرمایا کرتے تھے ۔ میرے حلقہ درس میں ایک پنجابی طالب حافظ محمد شامل ہے۔ جو اس درجہ ذہین اور قوت اخذ کا مالک ہے کہ میری زبان سے بات نکلنے سے پہلے ہی سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ ان کا حافظہ اس قدر قوی اور مضبوط تھا کہ جس کتاب پر ایک مرتبہ نظر ڈالی اس کے حوالے اور صفحوں کے صفحے زبانی یاد ہو گئے۔ میاں صاحب انھیں متہم کتب خانہ کے لقب سے یاد فرماتے تھے۔

(بزم ارجمنداں از اسحاق بھٹی ص207،208)

حافظ محمد لکھوی نے زینت الاسلام اور احوال الاخرۃ اور تفسیر محمدی جیسی کتابیں لکھیں۔ یہ کتابیں پنجابی زبان میں ہیں جن سے اہل پنجاب کو بڑا فائدہ ہوا۔

(ہفت روزہ اہل حدیث خدمات اہل حدیث نمبر ص265)

یزید کے بارے میں موقف

جے سند یزید پلیدوں پکڑ واوس قوال ہزاراں

یا اس دیاں ہو خلیفیاں کولوں رل سوناں اشراراں

(زینت الاسلام حصہ دوم صفحہ 61)

وضاحت

حضرت حافظ کے دور میں قوالی کا رواج عام ہوا۔ تو حافظ صاحب نے قوالوں سے پوچھا اس کام کی کوئی سند، دلیل ہے؟ انھوں نے کہا ہاں! یزید قوالی کروایا کرتا تھا۔ جواباً حافظ صاحب نے فرمایا یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی۔ اس پلید کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اگر تم یزید یا اس کے ساتھیوں کو دلیل بناؤ گے تو شریر لوگوں کے ساتھ شامل ہو جاؤ گے۔

﴿شیخ الحدیث والتفسیر محمد صادق خلیل رحمۃ اللہ علیہ﴾

اپنی مشہور زمانہ تصنیف (سطعات التلقیح ترجمہ مشکوۃ المصابیح) میں ایک حدیث کی شرح کرتے ہوئے یزید کے جور و ستم کا تذکرہ کچھ یوں کرتے ہیں۔

--- یزید اور اس کے بعد آنے والے جبر و قہر کے ساتھ حکومت کرنے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ اشارتاً اس حدیث کا مضمون اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مخفی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کو بے خبر خیال نہ کریں جو کچھ ظالم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایسے دن تک ڈھیل دے رہا ہے جس میں ان کی آنکھیں پتھرا جائیں گی۔

(جلد 4 ص 273 تفصیل کے لیے دیکھیں مرقاۃ شرح مشکوۃ ص 104، 107)

مولانا داود راز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ مدینہ میں بڑے بڑے فتنے اور فسادات ہونے والے ہیں۔ جو بعد کے آنے والے زمانوں میں خصوصاً عہد یزید میں رونما ہوئے کہ مدینہ خراب اور برباد ہوا۔ مدینہ کے بہت لوگ مارے گئے کئی دنوں تک حرمِ نبوی میں نماز بند رہی پھر اللہ کا فضل ہوا کہ وہ دور ختم ہوا۔

(بخاری شریف ترجمہ مولانا داود راز جلد ۳ ص ۵۸۷)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں یزید کی طرف سے واقعہ حرہ میں اہل مدینہ پر کیا کیا آفتیں آئیں۔ (بخاری شریف ترجمہ مولانا داود راز جلد ۳ ص 161) .

نوٹ: مولانا داود راز کی لکھی ہوئی بخاری شریف کی یہ شرح حامیانِ یزید کے ہاں بھی مستند اور نہایت ہی معتبر ہے اور یہ شرح بہت سے مدارس میں اختتام بخاری کے موقع پر فارغ ہونے والے طلبا کو یہ شرح بطورِ انعام دی جاتی ہے۔

سلیمان کیلانی رحمۃ اللہ علیہ

علمائے اہلحدیث میں نہایت ہی نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ مشکوۃ شریف کی شرح میں ایک حدیث کے تحت یزید کے بارے میں لکھتے ہیں۔ یزید نے مدینہ والوں کو تنگ کیا تھا۔ تو وہ سل دق کی بیماری سے گھل گھل کر مرا۔ (مشکوۃ شریف مترجم حاشیہ نمبرا جلد ۲ ص ۲۶۳ از سلیمان کیلانی)

زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اہلحدیث کے عظیم محقق اور مصنف ہیں۔ ان کی نظر وسیع و عمیق ہے۔ وہ جو کچھ لکھتے ہیں تحقیق سے لکھتے ہیں۔
(گلستانِ حدیث از اسحاق بھٹی، صفحہ 541)

یزید پر محدثانہ نظر ڈالتے ہوئے اس کے کردار کا جائزہ لیتے ہوئے نہایت ہی مختصر مگر دوٹوک فیصلہ سناتے ہیں۔ آیئے محدثِ اہلحدیث کا فیصلہ سماعت فرمائیں۔ لکھتے ہیں۔ وہ (یزید) حدیث کی روایت میں مجروح راوی ہے۔ (مقالات جلد اول صفحہ 311)

سید عبدالغنی شاہ رحمہ اللہ کامونکی رحمہ اللہ علیہ

جماعت اہلحدیث کے خطباء کی فہرست میں اولیں مقام رکھتے ہیں۔ جماعت کے معروف خطیب حبیب الرحمان یزدانی رحمہ اللہ کے استاد ہیں۔ یزدانی صاحب ان سے اس قدر متاثر تھے کہ خطابت کا آغاز ان ہی کی طرز کے ساتھ کیا تھا۔ شاہ صاحب کی وفات کے بعد انہی کی مسجد میں خطبہ جمعہ کا آغاز کیا

شاہ صاحب کی زبان میں یزیدیت کا تعارف

شاہ صاحب اپنے مشہور ترین خطاب بعنوان (شہادت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ) یزید کا تعارف یوں کرواتے ہیں۔

یزیدیت کیا ہے؟ المتسلط بالجبروت

جو شخص زبردستی اپنی حکومت منوائے وہ (یزید) ہے۔ ڈنڈے کے ساتھ اپنی حکومت مسلط کرنے والا۔ المتسلط بالجبروت

مزید فرماتے ہیں یزیدیت کا عرض و طول، یزیدیت کا تانا بانا کیا ہے؟ انا ربکم الاعلیٰ یہ ہے یزیدیت (یعنی جو شخص تخت حکومت پر بیٹھ کا اپنی ربوبیت کا اعلان کرے وہ یزید ہے)

ایامِ یزید

حضرت امام حسین علیہ السلام کے خروج کے بارے میں فرماتے ہیں۔

جب یزیدیت کا سیلاب آیا، خدا کے دیے ہوئے ملک سے خدا کے دین کو دھکے دے کر نکال دینے کا وقت آیا تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر دے کر اس سیلاب کے آگے بند باندھ دیا۔ سبق یہ دیا کہ اے میرے نانا پاک کی امت اگر کبھی کوئی ایسا وقت آ جائے تو اسی طرح کر دینا جس طرح میں نے کیا ہے جسے میں نے نااہل سمجھا، جس کے نظام کو حق تسلیم نہیں کیا میں نے سر تو دے دیا لیکن اس کے آگے جھکا نہیں۔ نظام باطل کا مقابلہ کرنا، مصائب و تکالیف کے ساتھ ٹکرا جانا یہی اسوہ حسین ابن علی علیہ السلام ہے۔

(نوٹ: شاہ صاحب کا یہ خطاب یوٹیوب پر بھی موجود ہے)

مناظرِ اسلام حافظ عبداللہ شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

(نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان)

اکابرینِ اہل حدیث میں گردانے جاتے ہیں۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث کے نائب امیر رہے ہیں۔ جماعت کے صف اول کے خطباء میں شمار ہوتے ہیں حافظ صاحب کو وفات پائے اگرچہ عرصہ بیت چکا ہے۔ لیکن آپ کے مواعظِ حسنہ کی گونج آج بھی سنائی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے زبان میں ایک خاص تاثیر رکھی تھی۔ دورانِ تقریر جب قرآن پاک کی آیات پڑھتے تو ایک سماں بندھ جاتا۔ آپ کے دروس و خطابات نے سینکڑوں نہیں ہزاروں لوگوں کی زندگیاں بدل ڈالیں۔

حافظ صاحب کا یزید کے بارے میں نظریہ

حافظ صاحب یزید سے سخت متنفر و بیزار تھے۔ اس بارے میں آپ کا ایک خطبہ بعنوان "یزید" اہل حدیث اور اہل بیت نہایت شہرت کا حامل ہے۔ یہ وہ تاریخی خطبہ ہے جس نے یزیدیت کی صفوں میں کھلبلی مچادی ہے۔ یہ پورا خطبہ یزید کی مذمت میں ہے۔ مکمل خطبہ تحریر کرنا طوالت کا باعث ہوگا۔

چند اہم نکات پیش خدمت ہیں۔

- یزید فاسق وفاجر، شرابی اور بدکردار شخص تھا۔
- حدیث قسطنطنیہ سے یزید کے مغفور ہونے کا استدلال درست نہیں۔ کیونکہ وہ پہلے لشکر میں شامل ہی نہیں۔
- یزید روایت حدیث میں مجروح راوی ہے اس قابل ہی نہیں کہ اس سے روایت لی جائے۔
- وہ عادل نہیں ظالم شخص تھا۔
- یزید بن معاویہ کے دورِ حکومت میں مدینہ منورہ پر حملہ کر کے مدینہ پاک کی نہایت ہی بے حرمتی کی گئی۔ آپ ﷺ کے منبر شریف سے لیکر حجرہ مبارکہ کے درمیان جو مقدس ترین جگہ ہے وہاں گھوڑوں نے پیشاب بھی کیا لید بھی کی۔

یزید ہی کے دور میں بیت اللہ شریف پر حملہ کیا گیا اور اسے جلادیا گیا۔

- یزید کے بارے میں اکابرین اہل حدیث کہ موقف کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں
- اہل حدیث یزید کو وقت کا ظالم حکمران تسلیم کرتا ہے

وکلائے یزید کو چیلنج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں صرف صحاح ستہ ہی نہیں جاؤ پورے ذخیرہ حدیث میں یزید کو بطورِ (ثقہ) راوی دکھلا دو۔۔۔ ہم اہل حدیثوں نے یزید کا کرنا کیا ہے ہم یزید کے لگتے ہی کیا ہیں۔ ہم نے خوامخواہ اپنے سر پر بوجھ اٹھا رکھا ہے۔ ہم یزید کے مخالف ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خادم ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یزید کے بارے میں بریلوی علمائے کرام کا موقف

﴿مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

یزید پلید نے رسول اللہ ﷺ کے جگر پاروں کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا۔ مصطفی ﷺ کے گود پالے تنِ نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے کہ تمام استخوان چور ہو گئے۔ حرمِ محترمات مشکوئے رسالت قید کئے گئے اور بے حرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے۔ ملعون ہے وہ شخص جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے شک نہیں کہ یزید نے ملک میں فساد پھیلایا۔ یزید پلید "علیہ ما یستحقہ" یقیناً باجماع اہل سنت فاسق و فاجر و جری علی الکبائر تھا۔ یزید کے فسق و فجور سے انکار کرنا اور امامِ مظلوم پر الزام رکھنا صاف ضلالت و بد دینی ہے۔

(عرفان شریعت 21/2)

یزید کو اگر کوئی کافر کہے تو منع نہیں کریں گے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت 110/1)

﴿مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ﴾

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا وجود مبارک یزید کی بے قاعدگیوں کے لیے ایک زبردست محتسب تھا۔ اسی لیے حضرت امام کی شہادت اس کے لیے باعثِ مسرت ہوئی۔

حضرت امام کا اٹھنا تھا کہ یزید کھل کھیلا اور انواع واقسام کے معاصی کی گرم بازاری ہو گئی۔ زنا، لواطت، حرام کاری، بھائی بہن کا بیاہ، سود اور شراب دھڑلے سے رائج ہوا۔ آخر کار یزید پلید کو اللہ تعالی نے ہلاک فرمادیا۔ اور وہ بد نصیب تین برس سات مہینے تختِ حکومت پر شیطنت کر کے جس دن اس پلید کے حکم سے کعبہ معظمہ کی بے حرمتی ہوئی تھی ہلاک ہوا۔ (سوانح کربلا از نعیم الدین مراد آبادی ص 115)

صفحہ نمبر 73 پر فرماتے ہیں۔

بد باطن، سیاہ دل، ننگ خاندان، فاسق وفاجر، شرابی، بدکار، ظالم، بے ادب، گستاخ تھا اس کی بے ہودگیاں اور شرارتیں ایسی ہیں جن سے

بد معاشوں کو بھی شرم آئے۔ (سوانح کربلا ص72)

﴿مولانا حسن رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ (برادر مولانا احمد رضا خان)﴾

یزید پلید کا تختِ سلطنت کو اپنے ناپاک قدم سے گندہ کرنا ان ناقابل برداشت مصیبتوں کی تمہید ہے۔ جن کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو آتا ہے اور دل ایک غیر معمولی بے قراری کے ساتھ پہلو میں پھڑک جاتا ہے۔ اس مردود نے اپنی حکومت کی مضبوطی اپنی ذلیل عزت کی ترقی اس امر میں منحصر سمجھی کہ اہلِ بیت کرام کے مقدس و بے گناہ خون سے اپنی ناپاک تلوار رنگے۔ (آئینہ قیامت ص20)

اسی کتاب کے صفحہ 89 پر لکھتے ہیں۔ جب سرِ مبارک امام مظلوم رضی اللہ عنہ کا اس ظالم اظلم یزید پلید کے پاس پہنچا بید (چھڑی) سے چھونے لگا۔

﴿علامہ امجد علی خان اعظمی علیہ الرحمۃ﴾

عقائد کی بحث میں عقیدہ نمبر 16 میں رقمطراز ہیں۔

یزید پلید فاسق و فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اسے ریحانۃ الرسول

ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے کیا نسبت؟ آج کل جو گمراہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں ان کے معاملہ میں کیا دخل، ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحق جہنم ہے۔

(بہارِ شریعت حصہ اول ص262)

﴿علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ﴾

واقعہ حرہ کے ڈھائی ماہ بعد وہ خبیث مر گیا۔

(شرح مسلم ص609)

صفحہ 630 پر حدیثِ قسطنطنیہ کے بارے میں کافی تفصیلی بحث کرتے ہوئے لکھا۔ مذکورہ بالا تفسیر سے یہ واضح ہو گیا کہ حامیانِ یزید کا اس حدیث سے یزید کی مغفرت پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ اوّلاً اس حدیث کی سند میں یحییٰ بن حمزہ دمشقی، ثور بن یزید حمصی قدری و ناصبی راوی ہیں۔ اس لیے حدیث صحیح نہیں۔ صفحہ 638 پر یہاں تک لکھ دیا۔ جس شخص نے آلِ رسول پر ظلم کیے حرم مدینہ کی بے

حرمتی کی۔ خانہ کعبہ کو جلایا۔ ہمارے دل میں اس کے بارے میں نرمی کا کوئی شمہ نہیں۔ یہ شخص بہت بڑا ظالم اور فاسق وفاجر تھا۔ اگر ہمیں شرعی حدود و قیود اور قواعد شرعیہ کا پاس نہ ہوتا تو ہم یزید پر کفر کا حکم لگا دیتے اور اس پر شخصی لعنت کرنے میں ہمیں کوئی تامل نہ ہوتا۔

(شرح صحیح مسلم ج3 ص638)

یزید علمائے دیوبند کی نظر میں

﴿مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ﴾

علمائے دیوبند میں مولانا قاسم نانوتوی نہایت نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

یزید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

یہ بات ثابت ہے کہ حضرت سید الشہداء امام ہمام حسین رضی اللہ عنہ اور انکے خاندان وہمرایوں پر اس (یزید) سے ظلم شدید ظہور میں آیا۔

(فیوض قاسمیہ ص32)

یعنی مولانا نانوتوی کے ہاں یزید ذمہ دار ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر ہونے والے ظلم وستم کا۔

﴿مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ﴾

یزید کے بارے میں لکھتے ہیں۔

(یزید) فاسق بے شک تھا۔

(فتاوی رشیدیہ ص49)

﴿مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ﴾

جو خفیہ بداعمالیاں وہ (یزید) کرتا تھا اس کی ان (معاویہ) کو اطلاع نہ تھی

(مکتوبات جلد 1 ص 250)

مزید لکھتے ہیں

ان کی وفات کے بعد وہ کھل کھیلا اور جو کچھ نہ ہونا چاہیے تھا کر بیٹھا۔

(مکتوبات 277/1)

﴿مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ﴾

مفتی صاحب علمائے دیوبند کے ہاں جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ مولانا تقی عثمانی صاحب کے والد گرامی ہیں۔ یزید کے بارے میں موقف کیا تھا ملاحظہ فرمائیں۔

یزید کے اعمال اور کارنامے اس (حادثہ کربلا) کے بعد بھی سب سیاہ کاریوں ہی سے لبریز ہیں۔ مرتے مرتے بھی مکہ مکرمہ پر چڑھائی کے لیے لشکر بھیجے ہیں۔ اسی حال میں مرا ہے۔

"عامله الله بما هو اهله"

(اللہ اس سے وہی سلوک کرے جس کا وہ حقدار ہے)

(شہید کربلا از مفتی شفیع صاحب ص88)

﴿علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ﴾

یزید کے بارے میں فرماتے ہیں۔

"غایۃ الامر انه جابر فاسق متغلب"

حاصل کلام یہی ہے کہ یزید جابر، فاسق، زبردستی حکمران بن جانے والا شخص ہے۔ (مجموعہ الفتاوی 77/2)

﴿مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ﴾

یزید تخت نشین ہوا اور یہی اسلام کی سیاسی، مذہبی، اخلاقی اور روحانی ادبار ونکبت کی اولین شب تھی۔ (سیرۃ النبی جلد 709/3)

﴿مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ﴾

یزید فاسق تھا۔۔۔ یزید کو اس قتال میں معذور نہیں سمجھا جاسکتا وہ

مجتہد سے اپنی تقلید کیوں کرواتا تھا جھگڑا تو بیعت ہی کا تھا نہ وہ بیعت پر مجبور کرتا اور نہ واقعہ کربلا رونما ہوتا۔

مسلط ہونا کب جائز ہے خصوصاً نااہل کو اس (یزید) پر خود واجب تھا کہ معزول ہو جاتا پھر اہل حل و عقد کسی اہل کو خلیفہ بنا لیتے۔

(امداد الفتاوی 54/4)

﴿قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم دار العلوم دیوبند﴾

یزید کے فسق و فجور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب متفق ہیں اور ان کے بعد علماء، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ عینی، علامہ ہیثمی، علامہ ابن جوزی، علامہ تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر، علامہ الکیا الہراسی رحمہم اللہ جیسے محققین یزید کے فسق و فجور پر علمائے سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اس کے قائل ہیں۔ تو اس سے زیادہ یزید کے فسق کے متفق علیہ ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے۔ (شہید کربلا اور یزید ص 1)

علامہ عبد الشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے ایک فاسق کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور اپنی آنکھوں کے سامنے تمام خاندان کٹوادیا اور خود بھی جان دے دی۔

(ابوالائمہ کی تعلیم ص42)

شیخ الحدیث عبد الرشید نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

یزید کے بارے میں لکھتے ہیں۔

وہ دھونس، دباؤ اور جبر و زور سے امت مسلمہ پر مسلط تھا۔ اہل بیت نبوی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک معزز ترین خلائق ہیں۔ ان کی توہین و تذلیل کرنے میں اس نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ اس نے حرم الہی کی حرمت کا کوئی پاس ولحاظ نہیں رکھا۔ عترت پیغمبر علیہ السلام کی عزت کو خاک میں ملایا، تارکِ سنت تو تھا ہی۔

(حادثہ کربلا کا پس منظر صفحہ 271)

﴿مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ﴾

مفتی صاحب سے کسی نے پوچھا اگر کوئی آدمی خود کو یزید کا بھائی قرار دے۔ کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے؟

جواب فرمایا اگر یزید کے اعمال کو اچھا قرار دے کر یہ کہتا ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔ (کفایت المفتی 52/3)

﴿قاضی مظہر حسین رحمۃ اللہ علیہ آف چکوال﴾

اہلسنت والجماعت کا مسلک یہ ہے کہ یزید فاسق تھا کیا حامیانِ یزید ثابت کر سکتے ہیں کہ مسلک اہلسنت والجماعت یہ ہے کہ یزید صالح اور عادل تھا۔ ہرگز نہیں تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر مسلک اہلسنت یہی ہے کہ یزید فاسق تھا اور تمام اکابر دیوبند بھی اسی مسلک کے تابع ہیں تو پھر حامیان یزید ایک متفق علیہ مسئلہ میں اہلسنت کی کیوں پابندی نہیں کرتے؟

(خارجی فتنہ ج2ص 451)

﴿یزید کے متعلق فقہ حنفی کا فیصلہ﴾

"ان کان العامل مثل عمر بن عبدالعزیز فشهادته جائزة و ان کان مثل یزید بن معاویه فلا"

اگرامیر عمر بن عبدالعزیز جیسا ہو تو اس کی گواہی جائز ہے۔ اگر وہ یزید بن معاویہ جیسا ہو تو اس کی گواہی جائز نہیں۔

(البحرالرائق ج14 ص265)

حاصلِ کلام:

فقہائے احناف کے ہاں یزید اس قدر گھٹیا کردار کا حامل ہے کہ وہ مردودالشہادت ہے

﴿فقہ مالکی کا فیصلہ﴾

"لم یسلم اهل الحجاز امامته لظلمه"

(حاشیہ الصاوی باب البغی جلد10 صفحہ 201)

اہل حجاز نے یزید کے ظلم کی وجہ سے اس کی امامت کو تسلیم نہ کیا۔

حاصلِ کلام:۔

فقہائے مالکیہ بھی دیگر مکاتبِ فکر کے فقہاء کی طرح یزید کو ظالم قرار دیتے ہیں۔

ہم اس کتاب میں بہت سے مالکی فقہاء کی عبارات ذکر کر چکے ہیں۔ یہاں ان کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

﴿فقہ حنبلی کا فیصلہ﴾

فقہ حنبلی کے سینکڑوں علماء کرام رحمہم اللہ یزید سے اظہارِ نفرت کرتے ہیں۔ اگر ان علمائے کرام رحمہم اللہ کی عبارات تفصیل سے ذکر کی جائیں تو بات طول پکڑ جائے گی۔ اس بارے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا موقف آپ اسی کتاب کے باب "یزید بن معاویہ محدثین کرام کی عدالت میں" پر ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿چند شبہات اور ان کا ازالہ﴾

حامیانِ یزید کی طرف سے کئی شبہات اٹھائے جاتے ہیں۔ جن کا مفصل تذکرہ اپنی دوسری کتاب "وکلائے یزید اور ان کے دلائل کا علمی محاسبہ" میں ہی کریں گے۔ یہاں صرف ان شبہات کے بارے میں بات ہو گی۔ جو اکثر پیش کیے جاتے ہیں۔

(1) شبہ: حدیثِ قسطنطنیہ سے یزید مغفور (بخشا ہوا) ثابت ہوتا ہے۔ جسے حدیثِ رسول ﷺ مغفور قرار دے۔ وہ آدمی برُے کردار کا حامل نہیں ہو سکتا۔

ازالہ: یہاں جو غلط فہمی پیدا ہوئی ہے وہ اس حدیث مبارکہ کے اصل مفہوم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ محدثین کرام رحمہم اللہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"قلت ای منقبۃ کانت لیزید و حالہ مشھور فان قلت فی حق ھذا الجیش مغفور لھم قلت لایلزم من دخولہ فی ذالک العموم ان لایخرج بدلیل

اذ لایختلف اهل العلم ان قوله مغفورلهم مشروط بان یکونوا من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذالک لم یدخل فی ذالک العموم فدل ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فیه"

اگر آپ اس لشکر کے بارے میں کہیں۔ کہ یہ لشکر مغفور ہے۔ میں کہوں گا کہ اس کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسے (یزید) کو کسی دلیلِ خاص سے خارج نہ کیا جاسکے۔ اس بارے میں اہلِ علم کا کوئی اختلاف نہیں کہ آپ ﷺ کا جو یہ فرمان ہے۔ "مغفورلهم" یہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس لشکر کے شرکاء اہلِ مغفرت میں سے ہوں۔ مثلاً اگر اس لشکر کے شرکاء میں سے کوئی شخص مرتد ہو جائے تو وہ اس حدیث کی بشارتِ عام میں داخل نہیں رہے گا۔ لہٰذا مغفور وہی ہو گا جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے۔

(عمدۃ القاری ج 21 ص 422)

امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"ان المراد مغفورلمن وجد شرط المغفرة فیه"

مغفور ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ اس میں مغفرت کی شرط پائی

جائے۔ یعنی وہ مغفرت کا اہل ہو۔ (شرح زرقانی ج3 ص57)

علامہ عبدالروف مناوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"لایلزم منہ کون یزید بن معاویہ مغفورلہ۔۔۔اذا لغفران مشروط بکون الانسان من اھل المغفرۃ و یزید لیس کذالک"

"مغفورلھم" سے یہ لازم نہیں آتا کہ یزید بن معاویہ بخش دیا گیا ہے۔

کیونکہ بخشش کے لیئے ضروری ہے انسان مغفرت کا اہل ہو۔

و یزید لیس کذالک جب کے یزید بخشش کا اہل نہیں ہے۔

(فیض القدیر جلد 3 ص109)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"والصحیح انہ لا یثبت بھذا الحدیث الاکونہ مغفورلہ ماتقدم من ذنبہ علی ھذا الغزوۃ لان الجھاد من الکفارات وشان الکفارات ازالۃ اثارالذنوب السابقۃ علیھا لا الواقعۃ بعدھا نعم لوکان مع ھذا الکلام انہ مغفورلہ الی یوم القیامۃ لدل علی نجاتہ و اذ لیس فلیس"

صحیح بات یہی ہے کہ اس حدیث سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ

انسان کے وہ گناہ بخشے جائیں گے جو اس جہاد سے پہلے ہوئے ہوں۔

کیونکہ جہاد ان اعمال میں سے ہے۔ جو گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ اور گناہوں کا کفارہ بن جانے والے اعمال کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ان سے صرف سابقہ گناہ ہی معاف ہوا کرتے ہیں، نہ کہ بعد والے۔ ہاں! اگر اس روایت میں یہ الفاظ ہوتے۔ "مغفورلہ الی یوم القیامۃ" تو پھر یہ روایت یزید کی نجات پر دلیل ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسا نہیں۔ یعنی اس روایت میں "الی یوم القیامۃ" کے الفاظ نہیں ہیں۔ جب یہ الفاظ نہیں آئے تو یزید نجات یافتہ بھی نہیں ہے۔

(شرح تراجم ابوابِ بخاری ص 32)

نوٹ: درج بالا ساری بحث اُس وقت ہے جب یزید کو لشکرِ اول کے شرکاء میں ثابت کیا جائے جبکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ یزید پہلے لشکر میں شامل تھا ہی نہیں۔

قارئین کرام:

- اگر یہی موقف اپنایا جائے کہ حدیثِ قسطنطنیہ سے یزید بخشا ہوا

ثابت ہوتا ہے تو اِس صورت میں حدیث قسطنطنیہ اور دیگر کئی روایات کے درمیان تضاد لازم آئے گا۔ مثلاً وہ روایات جن میں اہلِ مدینہ کو خوف زدہ کرنے والے کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ اس کے نفلی و فرضی اعمال کے برباد ہو جانے کا اعلان کیا گیا ہے۔ اُن روایات کے تحت یزید لعنتی ثابت ہوتا ہے اور اُس کے تمام اعمال نفلی ہوں یا فرضی برباد ہوتے نظر آتے ہیں۔ غور فرمائیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ نبی ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ سے ایک شخص لعنتی قرار پاتا ہو اُس کے تمام اعمال کے برباد ہونے کا اعلان کیا گیا ہو۔ پھر وہی شخص کسی اور حدیث سے جنتی اور بخشا ہوا ثابت ہوتا ہو؟

- کسی نیک عمل کی بنیاد پر بخشا ہوا قرار دینا اور چیز ہے جبکہ نام لے کر جنتی قرار دینا اور بات ہے۔ کیونکہ کسی شخص کا نام لے کر اسے جنتی قرار دینے میں اللہ، رسول کی طرف سے اس بات کی ضمانت ہوتی ہے۔ کہ اس شخص کا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ اس سے کوئی ایسا عمل سرزد

نہیں ہو گا جو اس کی ساری نیکیوں کو برباد کر ڈالے۔

جبکہ کسی نیک عمل کی بنیاد پر مغفور یا جنتی قرار دینے میں خاتمہ بالخیر کی ضمانت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کوئی شخص کسی عملِ صالح کی وجہ سے مغفور ہو جائے پھر کوئی ایسا عمل کر بیٹھے جس کی وجہ سے وہ جہنم کا مستحق ہو جائے۔ کیونکہ اگر انسان کسی نیک عمل کی وجہ سے جنتی بن سکتا ہے تو کسی گناہ کی وجہ سے جہنمی بھی بن سکتا ہے۔(نعوذباللہ من ذالک)

● شریعت اسلامیہ نے اہل اسلام سے جہاں یہ تقاضا کیا ہے کہ ہر مسلمان نیک اعمال کرے وہاں جا بجا خبر دار بھی کیا ہے۔ کہ کہیں ایسے اعمال نہ کر بیٹھنا جن کے ارتکاب کی وجہ سے ساری زندگی کی نیکیاں برباد ہو جائیں۔ مثلاً اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، نبی ﷺ کی بارگاہ کے آداب کو ملحوظِ خاطر نہ رکھنا، اہلِ مدینہ کو خوف وہراس میں مبتلا کرنا۔ اِن برے اعمال سے ہر صورت میں بچتے رہنے کی سخت

تاکید کی گئی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ انسان زندگی بھر کے اعمال ضائع کر بیٹھے۔ بفرضِ محال یزید نے اگر جہاد کیا ہے۔ تو اس نے اہل مدینہ کو برباد بھی کیا ہے۔ اہل مدینہ کو خوف زدہ کرنے والے بدنصیب کے تمام اعمال برباد ہو جاتے ہیں۔ سوچیں! یزید کے اعمال کا کیا بنا؟

● اگر حدیثِ قسطنطنیہ سے دلیل لیتے ہوئے یزید کو جنتی کہا جا سکتا ہے تو "من اخاف اهل المدينه ظلما" اس روایت سے دلیل لیتے ہوئے یزید کو لعنتی کیوں نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(2) شُبہ: بعض ناصبی حضرات اکثر مہلب کا یہ قول پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے کہا ہے اس روایت میں یزید کی فضیلت ہے۔

ازالہ: مہلب صاحب جو ہیں اس بارے میں معتبر ہی نہیں کیونکہ جناب پر بنو امیہ کے بے جا حمایتی ہونے کا الزام علمائے اسلام کی طرف سے عائد کیا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "هذا جاء على طريق حمية لبنى اميه"

(قسطلانی ج5 ص104)

اس حدیث سے یزید کی منقبت و فضیلت ثابت کرنا بنو امیہ کی بے جا حمایت کا نتیجہ ہے۔

(3) شُبہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی زیرِ قیادت جہاد کیا تھا۔ اگر یزید فاسق و فاجر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی زیرِ قیادت جہاد نہ کرتے۔

ازالہ: یہ کہنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی زیرِ قیادت جہاد کیا تھا اگر یزید فاسق و فاجر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی زیرِ قیادت جہاد نہ کرتے۔ قرآن و سنت سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے۔ شریعتِ اسلامیہ کا مطالعہ کرنے سے حقیقت اس کے بالکل ہی الٹ نظر آتی ہے۔ آج تک کسی بھی محدث و فقیہ نے اس سے یزید کا متقی و پرہیزگار ہونا ثابت نہیں کیا۔ بلکہ علمائے کرام نے تو اس سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے۔ فاسق و فاجر امیر کی زیرِ قیادت بھی جہاد کیا جائے گا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یزید کی زیرِ قیادت جہاد کیا تھا۔ چنانچہ امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"ومشروعية الجهاد مع كل امام"اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد ہر قسم کے حکمران کی زیرِ قیادت کیا جا سکتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں"وكان أمير تلك الغزوة يزيد بن معاوية ويزيد يزيد"اس لشکر کا امیر یزید بن معاویہ تھا۔ اور یزید تو یزید تھا۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری ج11 ص65)

محدثین کرام رحمہم اللہ تو اس سے فاسق و فاجر امیر کی زیرِ قیادت جہاد کا جواز ثابت کریں اور ناصبی حضرات اس سے یزید کا تقویٰ و پرہیزگاری ثابت کریں۔ واضح ہے کہ محدثین کرام رحمہم اللہ کے منہج پر کون ہے اور محدثین کرام رحمہم اللہ کے راستے سے ہٹا ہوا کون ہے۔

امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وقد كان أصحاب النبي صلّى الله عليه وآله وسلم يغزون بعد الخلفاء الأربعة مع الأمراء الفساق وغزا أبو أيوب الأنصارى مع يزيد اللعين"

(أحكام القرآن للجصاص ج 3 ص175)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کے بعد فاسق

امراء کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یزید لعنتی کے ساتھ جہاد کیا تھا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں ایک باب قائم کیا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"باب الجهاد ماض مع البر والفاجر"

خواہ امیر نیکوکار ہو یا بدکار اس کی زیرِ امارت جہاد قیامت تک جاری رہے گا

پھر اس باب کے تحت حدیث نمبر "2852" لائے ہیں۔

علامہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"ووجوده إلى القيامة لايتم إلا إذا جاز مع البر،والفاجر إذ لولا ذلك لما استمر الجهاد إلى يوم القيامة ضرورة أن الفجور في الأئمة أكثر من أن يحصر والله تعالى أعلم"

(ج2 ص65 شرح صحیح بخاری از علامہ سندھی)

جہاد قیامت تک صرف اسی صورت میں جاری رہ سکتا ہے کہ ہر امیر کی زیر امارت جہاد کرنا جائز قرار دیا جائے۔امیر خواہ نیک ہو یا بد کردار ۔کیونکہ امراء میں بد کرداری کا پایا جانا شمار سے بھی باہر ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فيه إيماء إلى أصل عظيم وهو أن الأمور التي تتقوم من الجماعة لاينظر فيها إلى الأحوال الأفراد خاصة لاتخلو عن بر وفاجر دائما ويتعذر وجود جماعة لايكون فيها إلا الخيار فلو توقف الأمر على تلوم مثل تلك الجماعة لأدى إلى تعطيل أكثر أعمال الخير وقد سار في المثل السائر: ما لايدرك كله لايترك كله. فلما كان الجهاد ماض إلى يوم القيامة وهوأمر جماعة ومعلوم أن خير الأئمة لايتيسر دائما فإما أن يتعطل الجهاد أو يبقى مع كل بر وفاجر فنه على أن لاتمتنعوا عن الجهاد بفجور الأئمة فإن الله تعالى قد يؤيد دينه بالرجل الفاجر أيضا. فإن في تفحص أحوال الناس والتأخر عن فاجرهم تأخرا عن الخير المحض وهو الجهاد وذلك قد يؤدي إلى انعدامه فإطاعة فاجر أولى من إعدام خير والتطوق بالذل أبد الدهر"

(فیض الباری ج6 ص75).

اس میں ایک بنیادی اصول کی طرف اشارہ ہے۔کہ وہ اعمال جو کہ

جماعت کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوتے ہیں ان میں افراد کے حالات کو خاص طور پر نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ جماعت کبھی بھی نیکو کار اور بد کردار افراد سے خالی نہیں رہ سکتی۔ یہ نہایت مشکل ہے۔ اگر یہ شرط لگا دی جائے۔ کہ جماعت میں صرف نیکو کار لوگ ہی ہوں تو اکثر اعمالِ خیر تعطل کا شکار ہو کر رہ جائیں۔ جب جہاد نے قیامت تک جاری رہنا ہے تو یہ بات معلوم شدہ ہے کہ جہاد فردِ واحد کا کام نہیں۔ پوری جماعت کا کام ہے۔ ہمیشہ ہر زمانے میں نیک امیر میسر نہیں آ سکتے۔ اب دو حالتیں ہیں یا تو جہاد کے بارے میں یہ شرط لگا کر کہ جہاد نیکو کار امیر ہی کی زیرِ قیادت ہو سکتا ہے۔ جہاد کو بد کردار امراء کے دور میں معطل کر دیا جائے۔ یا جہاد کو ہمیشہ جاری رکھنے کے لیے یہ کہا جائے کہ جہاد جاری رہے گا، خواہ امیر فاسق و فاجر ہے یا نیک و کار۔ مسلمانوں کو متنبہ کر دیا گیا ہے کہ امیر کے فاسق و فاجر ہونے کی وجہ سے جہاد سے پیچھے نہ رہیں۔ امیر کے فاجر ہونے کی وجہ سے جہاد سے

پیچھے رہنادر اصل خیر سے پیچھے رہنا ہے۔ بد کردار امام کی معیت میں نیک عمل کر لینا اس سے بہتر ہے کہ انسان خیر سے پیچھے رہ جائے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"ويفهم منه دوام حكم الجهاد إلى يوم المعاد مع البر والفاجر"

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم ج12ص24)

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نیک و بد حکمران کی معیت میں جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔

علامہ مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

يعني أن الجهاد ماض مع كل إمام إلى يوم القيامة

(تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي ج4ص377)

ہر قسم کے حکمران کے ساتھ قیامت تک جہاد جاری رہے گا۔

امام ابوداود رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام صاحب نے سنن ابی داود میں ایک باب قائم کیا ہے۔

"باب في الغزو مع أئمة الجور"

یعنی ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنا، پھر اس کے بعد حضرت

انس رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔

"والجهاد ماض منذ بعثني الله إلى أن يقاتل آخر أمتي الدجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل"

جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس وقت سے لیکر دجال کے آنے تک جہاد جاری رہے گا۔ اسے ظالم حکمران کا ظلم اور کسی عادل کا عدل روک نہیں سکے گا۔ (سنن ابی داود حدیث نمبر 2534).

علی بن نایف الشحود لکھتے ہیں

وأجمع المسلمون على أن الجهاد ماض مع البر والفاجر،

(المفصل في شرح حديث من بدل دينه فاقتلوه جز 3 ص 118)

مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حکمران نیکوکار ہو یا بدکردار اس کے ساتھ جہاد جاری رہے گا۔

(4) شبہ: یزید کی اقتداء میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نمازیں ادا کیں اگر یزید فاسق وفاجر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے پیچھے نمازیں ادا نہ کرتے۔ ثابت ہوا کہ یزید متقی وپرہیزگار تھا نہ کہ فاسق وفاجر:

ازالہ: فاسق و فاجر امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے۔ کیا حامیانِ یزید ثابت کر سکتے ہیں کہ کسی بھی صحابی نے فاسق و فاجر شخص کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ جبکہ معمولی سا علم رکھنے والا شخص بھی بخوبی جانتا ہے کہ

"بہتر یہی ہے کہ امام متقی و پرہیز گار ہو اگر فاسق و فاجر شخص نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی"۔ کیا حامیانِ یزید کسی مستند عالم و محدث کا فتویٰ دکھلا سکتے ہیں ہو وہ معتبر عالم اور اس نے اپنے کسی فتوے میں لکھا ہو کہ صحابی جس شخص کے پیچھے نماز ادا کر لے تو وہ شخص متقی و پرہیز گار ہی ہو گا؟

امام المحدثین سیدنا امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے نسائی شریف میں باب قائم کیا ہے۔"الصلاۃ مع أئمة الجور"

یعنی ظالم حکمرانوں کے پیچھے نماز ادا کرنا۔ پھر اس کے بعد ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت لائے ہیں۔

ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

" أخر زياد الصلاة فأتاني بن صامت فألقيت له كرسيا فجلس عليه فذكرت له صنع زياد فعض علي شفتيه وضرب على فخذي وقال إني سألت أبا ذر كما سألتني فضرب فخذي كما ضربت فخذك وقال إني سألت رسول الله صلى الله عليه و سلم كما سألتني فضرب فخذي كما ضربت فخذك فقال عليه الصلاة و السلام صل الصلاة لوقتها فإن أدركت معهم فصل ولا تقل إني صليت فلا أصلي"

(سنن النسائی حدیث نمبر 778 قال الالبانی صحیح)

زیاد نے نماز موخر کی میرے پاس حضرت ابن صامت رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ میں نے انھیں کرسی پیش کی۔ وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ میں نے ان کے سامنے زیاد کی اس حرکت کا تذکرہ کیا۔ انھوں نے ہونٹ چبائے۔ میری ران پہ ہاتھ مارا اور فرمایا۔ میں نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے یہی سوال کیا تھا انھوں نے میری ران پر ہاتھ مارا۔ جیسا کہ میں نے تیری ران پہ ہاتھ مارا اور فرمایا۔ کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا تھا۔ انھوں نے میری ران پر ہاتھ مارا جیسا کہ میں نے تیری

ران پر ہاتھ مارا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز کو اس کے اصل وقت پہ پڑھ لینا پھر اگر تو ظالم حکمرانوں کے ساتھ نماز پالے تو ان کے ساتھ نماز پڑھ لینا اور یہ نہ کہنا کہ میں نے نماز پڑھ لی ہے لہذٰا میں اب نماز نہیں پڑھوں گا۔

عرب علماء کے مرتب کردہ فتاویٰ اسلامیہ میں ہے۔

"أن النبي صلى الله عليه وسلم رخص في الصلاة خلف الأمراء والأمراء منهم الكثير من العصاة وابن عمر وأنس وجماعة صلوا خلف الحجاج وهو من أظلم الناس"

(فتاوی الاسلامیہ ج 1 ص 78)

نبی ﷺ نے امراء کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے اور امراء میں اکثر نافرمان ہوتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے حجاج بن یوسف کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں حالانکہ وہ انتہائی ظالم شخص تھا۔

فتاویٰ الازہر میں ہے

"روى البخارى أن عبدالله بن عمر كان يصلى خلف الحجاج ابن يوسف الثقفى،وروى مسلم أن أبا سعيد الخدرى صلى خلف مروان صلاة العيد، وصلى عبد الله بن مسعود خلف الوليد بن عقبة بن أبى معيط وكان يشرب الخمر، وفى مرة صلى الصبح بالمصلين أربع ركعات لجلده عثمان بن عفان على ذلك ، وكان الصحابة و التابعون يصلون خلف ابن عبيد وكان متهما بالإلحاد وداعيا إلى الضلال"

امام بخاری نے روایت ذکر کی ہے۔ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے مروان کے پیچھے عید کی نماز ادا کی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کے پیچھے نماز ادا کی۔ حالانکہ وہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے صبح کی نماز کی چار رکعتیں پڑھا دیں۔ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچا انھوں نے اسے کوڑے لگوائے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمہم اللہ ابن عبید کے پیچھے نمازیں پڑھ لیتے تھے حالانکہ اسے ملحد اور گمراہی کی طرف دعوت

دینے والا کہا جاتا تھا۔ (فتاوی الازہر جلد 8 صفحہ 468)

الصالح المنجد کی زیر نگرانی مرتب کیے جانے والے فتاوی الاسلام میں ہے۔

فإن الصحابة كانوا يصلون الجمعة والجماعة خلف الأئمة الفجار ولا يعيدون كما كان ابن عمر يصلي خلف الحجاج وابن مسعود وغيره يصلون خلف الوليد بن عقبة وكان يشرب الخمر حتى إنه صلى بهم مرة الصبح أربعا ثم قال أزيدكم؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ کی نماز اور دیگر نمازیں بد کردار امراء کے پیچھے پڑھ لیتے تھے اور دہراتے نہیں تھے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ولید بن عقبہ کے پیچھے نماز پڑھ لیتے۔ حالانکہ وہ شرابی تھا۔ ایک دن اس نے صبح کی چار رکعتیں پڑھا دیں پھر کہنے لگا۔ اور پڑھاؤں؟ (فتاوی الاسلام سؤال وجواب صفحہ 4281)

محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وقد كان الصحابة يصلون خلف الفسقة كما صلى ابن عمر خلف الحجاج والحجاج معروف بالظلم والغشم" (فتاوی نور علی الدرب صفحہ 40)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فاسقوں کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور حجاج بن یوسف ظلم اور زیادتی میں نہایت ہی مشہور ہے۔

علامہ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"فإن الصحابة كانوا يصلون الجمعة والجماعة خلف الأئمة الفجار ولا يعيدون كما كان ابن عمر يصلي خلف الحجاج وابن مسعود وغيره يصلون خلف الوليد بن عقبة وكان يشرب الخمر حتى أنه صلى بهم مرة الصبح أربعا ثم قال أزيدكم؟"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعہ اور دیگر نمازیں بدکردار اماموں کے پیچھے پڑھ لیتے تھے اور دوبارہ دہراتے بھی نہیں تھے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ولید بن عقبہ کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ حالانکہ وہ شراب پیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے صبح کی نماز کی چار رکعتیں پڑھا دیں۔ پھر کہا اور پڑھاؤں؟

(مجموع فتاوی عبدالعزیز بن باز ج2 ص329)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں ایک باب قائم کیا ہے

"باب إمامة المفتون والمبتدع"

پھر عبید اللہ بن عدی بن خیار رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

"أنه دخل على عثمان بن عفان رضي الله عنه وهو محصور فقال إنك إمام عامة ونزل بك ماترى ويصلي لنا إمام فتنة ونتحرج فقال الصلاة أحسن مايعمل الناس فإذا أحسن الناس فأحسن معهم وإذا أساؤوا فاجتنب إساءتهم.

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو چکے تھے۔ عبید اللہ بن عدی نے کہا۔ کہ امیر المومنین، صورتِ حال آپ دیکھ ہی رہے ہیں۔ ہمیں وہ شخص نماز پڑھاتا ہے جو اس سارے فتنے کا سرغنہ ہے۔ اور ہم حرج محسوس کرتے ہیں۔ تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ جب لوگ اچھا عمل کریں تو تُم بھی ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔ اور جب وہ برا کام کریں۔ تو ان کے برے عمل سے تم الگ ہی رہو۔ (بخاری شریف حدیث نمبر 695)

(5)شبہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (کتاب الزہد) میں یزید کا نام عابد وزاہد شخصیات میں ذکر کیا ہے۔ اگر یزید فاسق وفاجر ہوتا تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ عابد وزاہد افراد کی فہرست میں اس کا تذکرہ نہ کرتے۔

ازالہ: امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الزہد میں یزید بن معاویہ بن ابی سفیان کا تذکرہ نہیں کیا۔ جسے ناصبی اپنا مرشدِ اعظم تسلیم کیے بیٹھے ہیں۔ جس کے نام کی مالا شب وروز جپتے رہتے ہیں۔ بلکہ سیدنا یزید بن معاویہ النخعی کا تذکرہ کیا ہے۔ جب کہ صحیح سند سے ثابت ہے۔ کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ یزید کو ظالم، قاتل اور لٹیرا قرار دیتے تھے۔ ان کے شاگرد مھنیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے یزید بن معاویہ کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے فرمایا، "ھو فعل بالمدینۃ ما فعل" "وہ وہی ہے جس نے اہل مدینہ کے

ساتھ بڑا ہی بدترین سلوک کیا۔ میں نے پوچھا۔ما فعل ؟اس نے کیا کیا تھا؟فرمایا۔"قتل بالمدینة من اصحاب النبی ﷺ "مدینہ منورہ میں نبی مکرم ﷺ کے صحابہ کو شہید کیا تھا۔"وفعل"اس کے علاوہ اور بدترین حرکات کا ارتکاب کیا تھا۔ میں نے پوچھامافعل؟بدترین حرکات سے مراد؟ فرمایا۔نہبھا۔مدینہ منورہ کو لوٹا تھا۔ میں نے پوچھا۔"فیذکرعنه الحدیث"کیا اس سے روایت کی جاسکتی ہے۔فرمایا"لا یذکرعنه الحدیث لاینبغی لاحد ان یکتب عنه حدیث"اس سے حدیث روایت نہیں کی جا سکتی۔نہ ہی کسی شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اس(یزید) سے ایک حدیث بھی نقل کرے۔

(السنۃ از احمد بن محمد الخلال ج2ص530)سندہ صحیح

قارئین کرام: یہ کیونکر ممکن ہے۔کہ امام صاحب یزید کو ظالم، قاتل اور لٹیرا بھی قرار دیں اور اس کا نام اولیاء کرام کی فہرست میں بھی درج کردیں؟؟؟

(6)شبہ: علامہ عبدالمغیث حنبلی نے یزید کے فضائل میں ایک رسالہ تحریر کیا ہے۔ اگر یزید فاسق و فاجر ہوتا تو عبدالمغیث حنبلی اس کے حق میں کتاب نہ لکھتے۔

ازالہ: اگر عبدالمغیث حنبلی نے یزید کے فضائل میں کتاب لکھی ہے تو سیدنا امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کی مذمت میں ایک کتاب لکھی ہے۔ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی علمائے کرام رحمہم اللہ نے تعریف کی ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

" قد الف جزء فی فضائل یزید اتی فیہ بعجائب و اوابد لولم یولفہ لکان خیرا۔۔۔ ولعبدالمغیث غلطات تدل علی قلۃ علمہ "

کہ اس نے یزید کی فضیلت میں ایک کتاب ذکر کی ہے جس میں انتہائی عجیب و غریب چیزیں ذکر کی ہیں وہ یہ کتاب نہ لکھتا تو اس کے حق میں بہتر ہوتا۔ عبدالمغیث سے سنگین ترین غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ جو اس کی کم علمی کی واضح دلیل ہیں۔

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"ولہ مصنف فی فضل یزید بن معاویۃ فاتی فیہ بالغرائب والعجائب وقد رد علیہ ابوالفرج بن الجوزی فاجاد و اصاب"

(البدایہ والنھایہ ج12ص401)

عبدالمغیث نے یزید کی فضیلت میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں نہایت ہی عجیب و غریب باتیں درج کی ہیں اور ابوالفرج ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب کا رد کیا ہے اور بہت ہی عمدہ اور صحیح رد فرمایا ہے۔ علمائے کرام رحمۃ اللہ علیہم تو اس کتاب کے بارے میں لکھیں کہ اگر عبدالمغیث یہ کتاب نہ ہی لکھتا تو اس کے حق میں بہتر ہوتا۔ لیکن ناصبی حضرات خوشی سے بغلیں بجاتے پھریں یہ محدثین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے راستے سے انحراف نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تو کہیں کہ مصنف سے بڑی سنگین غلطیاں ہوئی ہیں جو اس کی کم علمی کو عیاں کرتی ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس حامیانِ یزید اس کے علم کا ڈنڈھورا پیٹتے پھریں یہ نادانی و کم فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہیں کہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے عبدالمغیث کا بہت عمدہ اور صحیح رد کیا ہے۔ جب کہ شیدائیانِ یزید ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ کو ہی کوستے پھریں۔ یہ حقیقت سے اعراض نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

(7) شبہ:

یزید صحابی کا بیٹا تھا۔ باپ صحابی تھا صحابی کے گھر پرورش پائی۔ وہ بد کردار کیسے ہو سکتا ہے؟

ازالہ: حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان کے بارے میں کیا رائے ہے۔ وہ تو جلیل القدر نبی کا بیٹا تھا باپ جلیل القدر نبی تھا۔ نبی کے گھر پرورش پائی۔ لیکن رہا کافر کا کافر۔

کیا یہ کہہ کر کہ "اس نے نبی کے گھر پرورش پائی وہ کافر کیسے رہ سکتا ہے"۔ اسے مومن تسلیم کر لیا جائے؟؟؟

(8) شبہ: یزید نے سانحہ کربلا کے بعد اہلِ بیت کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا تھا اگر وہ قاتل و دشمن ہوتا تو اس قدر اچھا سلوک نہ کرتا۔

ازالہ: ظالم حکمرانوں کا ہمیشہ سے یہی طریقہ کار رہا ہے۔ کہ خود ہی قتل کرواتے ہیں۔ پھر اپنے جرم پہ پردہ ڈالنے کے لیے مقتول کے ورثا کے ساتھ اظہارِ ہمدردی بھی کرتے ہیں۔ قاتلوں کو جلد گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دلوانے کا وعدہ بھی کرتے ہیں۔ بلکہ مقتول کے اہلِ خانہ کے لیے لاکھوں روپے کی امداد کا علان بھی کرتے ہیں۔ کیا انھیں بھی معصوم فرشتے تصور کر لیا جائے؟

(9) شبہ: یزید کو بعض اکابر نے امیر المومنین کہا ہے۔ اگر یزید فاسق و فاجر ہوتا تو اسے امیر المومنین نہ کہتے؟

ازالہ: لفظِ امیر المومنین ہر جگہ بطورِ عزت و تکریم استعمال نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا اکثر استعمال سربراہِ مملکت کے طور پر ہوتا ہے۔ اس زمانے میں حکمران کو امیر المومنین، امیر العام کہا جاتا تھا۔ ہر وہ شخص جو تختِ اقتدار پر بیٹھ جاتا اسے امیر المومنین کہا جاتا خواہ وہ صالح ہوتا یا غیر صالح۔ جس طرح آج ملک کے سربراہ کو "صدر" کہا جاتا ہے۔ ہم

دیکھتے ہیں وہ لوگ جو صدر سے شدید اختلاف رکھتے ہوں اور اس سے منصبِ صدارت چھوڑ دینے کا مطالبہ کرتے ہوں۔ لیکن ان کی زبان سے بھی اس کے بارے میں صدر کا لفظ نکل جاتا ہے۔

(10)شبہ: حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"قد كان يزيد فيه خصال محمودة من الكرم والحلم والفصاحة والشعر والشجاعة وحسن الرأي في الملك وكان ذا جمال حسن المعاشرة"

(البدایہ والنہایہ ج8ص253)

کہ یزید میں قابلِ تعریف صفات حلم و کرم، فصاحت گوئی، شجاعت و بہادری تھیں۔ نیز معاملاتِ حکومت میں عمدہ رائے رکھتے تھے۔ خوبصورت اور اچھے میل جول والے تھے۔ اگر یزید بُرا ہوتا تو امام صاحب یزید کے بارے میں یہ الفاظ کیوں کہتے؟

ازالہ: نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ حامیانِ یزید نے یہاں علمی خیانت سے کام لیا ہے۔ حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ کی مکمل عبارت ذکر

نہیں کی۔ اگر مکمل عبارت ذکر دیتے تو یزید کے تقویٰ و پرہیزگاری کی قلعی کھل جاتی۔

قارئین کرام: اب آپ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت ملاحظہ فرمائیں جسے وکلائے یزید چھپائے بیٹھے ہیں۔ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عبارت کے بالکل ساتھ ہی یہ الفاظ بھی لکھے ہیں۔

"وكان فيه أيضا إقبال على الشهوات وترك بعض الصلوات في بعض الاوقات، وإماتتها في غالب الاوقات"

(البدایہ والنہایہ ج 8 ص 253)

کہ یزید میں یہ برائیاں بھی تھیں۔ شہوات کی طرف لپکتے رہنا، بعض اوقات نمازیں ترک کر دینا، اور اکثر نمازیں وقت گزار کر پڑھنا۔

عدل وانصاف کا تقاضا ہے کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت جو ہم نے ذکر کی ہے آج کے بعد اسے چھپایا نہ جائے بلکہ اس پر یقین کرتے ہوئے یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ یزید شہوات کا پجاری تھا۔ بے نمازی تھا۔ ایک بات ذکر کر دینا دوسری چھپا لینا حامیانِ یزید کے ہاں شائد

اعلیٰ درجے کی علمی تحقیق اور بے لاگ ریسرچ ہو جبکہ اہلِ انصاف کے ہاں اسے علمی خیانت ہی کہا جائے گا۔

(11)شبہ: کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں کہ یزید نے حضرت حسین کے قتل کا حکم دیا ہو۔ لہذا یزید کو قاتل قرار دینا زیادتی ہے۔

ازالہ: حکمران جب کسی مخالف سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ خاص طور پر کسی ایسی شخصیت کا قتل کروانا ہو جسے عوام الناس میں انتہائی مقبولیت حاصل ہو۔ جسے علانیہ قتل کروانے سے بغاوت کا خدشہ ہو۔ تو نہایت پھونک پھونک کر قدم اٹھاتے ہیں۔ علی الاعلان قتل کا حکم نہیں دیا کرتے۔ بلکہ اپنی تمام کاروائی کو خفیہ رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔ حامیانِ یزید بھی عجیب لوگ ہیں۔ کہ دوسروں سے تو بات بات پر صحیح روایت کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں اور خود موضوع، مردود و من گھڑت روایات پر عمل کرتے رہتے ہیں۔ جس کی مکمل تفصیل ہماری دوسری کتاب "وکلائے یزید اور اُن کے

دلائل کا علمی محاسبہ" میں ذکر کر دی گئی ہے۔الحمدللہ

(12) شبہ: واقعہ کربلا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جس کی بنیاد تاریخ پر ہے۔اس بارے میں روایات مختلف ہیں۔ یہ معاملہ اس قدر پیچیدہ ہے۔ کہ اصل صورت حال تک رسائی ناممکن ہے۔ جب اصل صورتِ حال تک رسائی ناممکن ہو تو پھر حتمی رائے پیش کرتے ہوئے یزید کو کیونکر قاتل قرار دیا جاسکتا ہے؟

ازالہ: اگر اس سانحہ کی اصل صورت حال معلوم کرنا اور پھر اس پر حتمی رائے پیش کرتے ہوئے یزید کو قاتل قرار دینا ناممکن ہے تو پھر یزید کو قتلِ حسین علیہ السلام سے حتمی طور پر بری الذمہ قرار دینا کیونکر ممکن ہو گیا؟

(13) شبہ: امام غزالی نے یزید کے بارے میں اپنے ایک فتوے میں واضح طور پر لکھا کہ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ اس نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا ہو۔

ازالہ: ہم عوام الناس سے درخواست کریں گے کہ وکلائے یزید سے امام غزالی کے بارے میں معلوم کریں کہ یہ امام غزالی کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ دیگر مسائل میں یہ لوگ امام غزالی کو گالیاں دیتے نہیں شرماتے۔ کبھی انہیں گمراہ صوفی کہتے ہیں کبھی گمراہ فلسفی قرار دیتے ہوئے ان کی کتابوں کا مطالعہ کرنے سے روکتے ہیں۔ لیکن جب مسئلہ یزید چھڑتا ہے تو پھر غزالی صاحب گمراہ صوفی نہیں رہتے بلکہ حجۃ الاسلام اور امام غزالی بن جاتے ہیں۔ کیا ایسا معاملہ تو نہیں جب تحقیق کا نشہ چڑھتا ہے تو امام غزالی گمراہ صوفی نظر آنے لگتے ہیں لیکن ۔ لیکن جب عشقِ یزید سے بے خود ہو جاتے ہیں تو وہی غزالی جنہیں گمراہ صوفی قرار دیا تھا۔ فوراً حجۃ الاسلام نظر آنے لگتے ہیں۔ سب سے پہلے امام غزالی کے بارے میں اپنی رائے واضح کریں تا کہ اِن کی دلیل خود ہی فنا کے گھاٹ اتر جائے۔ لوگ برسرِ عام انہیں روک کر پوچھیں گے۔ کہ امام غزالی تو تمھارے ہاں گمراہ صوفی ہیں۔ پھر ان کی

بات دلیل کے طور پر پیش کیوں کرتے ہو؟ رہا امام غزالی کا یزید کے بارے میں فتویٰ تو سوائے چند ناصبیوں کے اُسے کسی نے نہیں سراہا۔ محقق علماء نے امام غزالی کی اس بات کو بنظرِ تحسین نہیں دیکھا۔ بلکہ تردید ہی کی ہے۔ علامہ مقبلی رحمۃ اللہ علیہ نے امام غزالی کا رد لکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ومن جملة المحسنين له حجة الاسلام الغزالی ولكنه فی تصرفاته كلها كحاطب ليل يجمع فی حطبه الحية والعقرب ولا يدری"

(العلم الشامخ ص368)

یزید کو اچھا بنا کر پیش کرنے والوں میں امام غزالی بھی ہیں لیکن وہ اپنی تمام کارگزاریوں میں اس شخص کی طرح ہیں جو رات کو لکڑیاں چنا کرتا ہے۔ بسا اوقات وہ لکڑیوں کے ساتھ ساتھ سانپ، بچھو بھی جمع کر لیتا ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس نے کیا کچھ جمع کر لیا ہے۔

یاد رہے امام مقبلی رحمۃ اللہ علیہ وہ عالم ہیں جنہیں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے "البدر الطالع" میں "مجتہد" قرار دیا ہے۔

قارئین کرام: وکلائے یزید کی مکاری ملاحظہ فرمائیں۔ امام صاحب کا مکمل فتویٰ پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ امام صاحب نے پورے فتوے میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ یزید ولی کامل تھا۔ جبکہ امام غزالی نے اس فتوے میں تو کہا ہے۔

1۔ یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں۔

2۔ ثابت نہیں کہ اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا حکم دیا ہو۔

اہلِ ذوق اگر بنظرِ غور مشاہدہ فرمائیں تو امام صاحب کے کلام میں تضاد محسوس کریں گے۔ پہلے فرمایا۔ قتل ثابت نہیں لہذا لعنت کرنا جائز نہیں۔ آگے چل کر فرمایا اگر قتل کا حکم بھی دیا ہوتا۔ پھر بھی اس پر لعنت کرنا جائز نہ ہوتا۔ اگر وکلائے یزید امام غزالی ہی کی عبارت پر فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو امام صاحب کی ایک اور عبارت پیش خدمت ہے۔ امام صاحب اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھتے ہیں۔ جب یزیدی فوج نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑاؤ ڈال لیا اور آپ کو یقین ہو

گیا کہ یہ لوگ ضرور بالضرور قتل کر کے رہیں گے۔

آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔اور خطبہ ارشاد فرمایا۔

"نزل من الامر ماترون و ان الدنیا قد تغیرت و تنکرت وادبر معروفھا وانشمرت حتی لم یبق منھا الا کصبابۃ الاناء الاخسیس الاترون ان الحق لایعمل بہ و ان الباطل لایتناھی عنہ لیرغب المومن فی لقاء اللہ تعالیٰ وانی لا اری الموت الاسعادۃ والحیاۃ مع الظالمین الاجرما"

(احیاالعلوم ج4ص398)

حالات جو صورت اختیار کر چکے ہیں وہ تم جانتے ہی ہو۔دنیا بدل گئی، اجنبی بن گئی۔دنیا میں جو خیر تھی وہ جاتی رہی۔اب تو دنیا تیل کے اس تلچھٹ کی طرح رہ گئی ہے۔جو برتن میں باقی رہ جاتی ہے۔کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔کہ حق پر عمل نہیں ہو رہا اور باطل سے اجتناب نہیں کیا جا رہا۔اب تو حالات ایسے ہو گئے ہیں کہ مومن کو چاہیے کہ اللہ سے ملاقات کی رغبت رکھے۔میں تو ان حالات میں موت کو سعادت سمجھتا ہوں۔ظالم لوگوں کے ساتھ جینا جرم تصور کرتا ہوں۔

قارئینِ کرام: یہ ہے سلطنتِ یزیدیہ کا حقیقی چہرہ جسے امام غزالی نے

بے نقاب کر دیا ہے۔ کیا وکلائے یزید اسے تسلیم بلکہ برداشت کر پائیں گے؟ الحمد للہ امام غزالی ہی کی عبارت سے ثابت ہو گیا کہ یزید کے دورِ اقتدار میں باطل کا دور دورہ تھا۔ اور حق کو پسِ پشت ڈال دیا گیا تھا۔ اللہ والوں کا دورِ یزید میں سانس لینا مشکل ہو گیا تھا۔ حتیٰ کہ اہلِ ایمان دورِ یزید میں زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے تھے۔ ناصبی حضرات پر لازم ہے کہ وہ اس خطبہ پر بھی یقینِ کامل رکھیں

(14) شبہ: قاضی ابو بکر ابن العربی نے یزید کے دفاع میں مستقل کتاب (العواصم والقواصم) تصنیف کی ہے۔ جس میں بھرپور طریقے سے یزید کا دفاع کیا ہے۔ اگر یزید فاسق و فاجر، بدکردار ہوتا تو ابن العربی یزید کے دفاع میں قلم نہ اٹھاتے۔

ازالہ: ابن العربی اہلِ علم کے ہاں فکری طور پر ناصبی ہے۔ جیسا کہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے دو ٹوک الفاظ میں لکھ دیا ہے۔

"حافظ مغربی نیز ناصبی است"

(فتاویٰ عزیزیہ جلد 1 صفحہ 107)

متاخرین میں حافظِ مغربی (ابو بکر ابن العربی) ناصبی ہیں۔

ناصبی عالم کی بات ناصبیوں کے ہاں تو حجت ہو سکتی ہے۔ جب کے اہل سنت کے ہاں ذرہ حیثیت نہیں رکھتی۔ ہم اہلسنت ہیں ناصبی نہیں ہیں۔ حضرت امام حسین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اس کا بغض اور عداوت اہلِ علم کے ہاں مخفی نہیں۔ اس شخص کے دل میں اہلِ بیت کا چھپا ہوا بغض دیکھنا ہو تو اس کی تحریرات ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ناصبی عالم "امام حسین علیہ السلام" کے قتل کو جائز قرار دیتا ہے۔ "قتل الحسین بسیف جده" یعنی حسین کا قتل کسی اور نے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔

اے اہلِ ایمان اللہ تعالٰی نے آپ کے دل میں نواسہ رسول ﷺ کی محبت کی جو شمع روشن کی ہے اس کی روشنی میں بتائیں آپ ابن العربی کو کیا سمجھتے ہیں ؟؟؟

حافظ ابنِ تیمیہ نے ایسے لوگوں کے بارے میں ہی تو کہا ہے۔

"الناصبة الذین یزعمون ان الحسین کان خارجیا و انه کان یجوز قتله"

(منہاج السنہ ج 4 صفحہ 353)

ان ناصبیوں نے غلو کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ خارجی تھے اور ان کا قتل جائز تھا۔

الحمدللہ ہم آلِ رسول ﷺ کے چاہنے والے ہیں۔ کروڑوں ابن العربی ہوں ابنِ حیدر علیہ السلام کے جوتے پر قربان۔ حقیقت ہے جن کی نظر سردارانِ جنت کی سیادت پر ہو وہ کسی ناصبی امام کی امامت کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کاش ابن العربی جسے تم شارح ترمذی کے نام سے پکارتے ہو۔ کبھی مفسرِ قرآن کے لقب سے یاد کرتے ہو تمہارا یہ ابن العربی، قرآن کی تفسیر نہ لکھتا، عرب کے دور افتادہ صحراوؤں میں سے کسی صحرا کا باسی ہوتا۔ بکریاں چرا کر لکڑیاں اکٹھی کر کے اپنی گزرانِ اوقات کا سامان کرتا، علم سے خواہ بالکل کورا ہوتا لیکن آلِ رسول ﷺ کی محبت سے مالا مال ہوتا۔ ہم کہہ دیتے یہ ہمارے سر کا تاج ہے۔ ہم اس کی قسمت پر رشک کیا کرتے۔ تم اس کے علم کے قصیدے پڑھتے ہو۔ حالانکہ امام

علم سے ساری زندگی پناہ مانگتے رہے۔ اکثر فرمایا کرتے "اللھم انی اعوذ بک من علم لا ینفع" ایسے علم سے کیا حاصل جو آلِ رسول کی اہانت پر ابھارے۔ اس بات کو نظر انداز کرنا حقیقت سے اعراض ہو گا۔ کہ علم ہر شخص حاصل کر سکتا ہے۔ جو محنت و شوق کا دامن تھام لے۔ لیکن اہلِ بیت کی محبت صرف اور صرف محبوبانِ حق کو ہی ملا کرتی ہے۔ اگر علم ہے لیکن آپ کے پاس حُبِ آل رسول ﷺ نہیں تو مقامِ ماتم ہے۔ حرماں نصیبی کی انتہا ہے۔ اور اگر آپ عالم تو نہیں مگر حُبِ حسین علیہ السلام کی شمع دل میں فروزاں پاتے ہیں تو قابل رشک ہیں۔

(15) شبہ: اہلِ مدینہ کا وفد جب یزید سے ملاقات کر کے واپس آیا تو عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی محمد بن حنفیہ علیہ السلام کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ یزید کی بیعت توڑ ڈالیں انھوں نے انکار کر دیا تو عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ نے کہا یزید شراب پیتا ہے، نماز کا تارک ہے،

قرآن کریم کے احکامات سے تجاوز کرتا ہے۔ تو محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے یزید پر لگائے گئے الزامات کی تردید کی۔ بلکہ یزید کے بارے میں کہا۔ کہ میں یزید کے پاس گیا ہوں اس کے پاس قیام کیا ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ نماز کی پابندی کرتا ہے۔ خیر کا متلاشی ہے۔ سنت کی پیروی کرتا ہے۔

ازالہ:

- یہ روایت ہی ضعیف ہے۔ اگرچہ بعض لوگ اسے صحیح ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔
- مذکورہ روایت میں عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ یزید کو شرابی اور تارکِ صلاۃ قرار دے رہے ہیں اور محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے سوتیلے بھائی ہیں وہ یزید پر لگائے گئے الزامات کی تردید کر رہے ہیں۔ ان دونوں میں سے کس کی بات پر اعتبار کیا جائے؟ یاد رہے سیدنا عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور محمد بن حنفیہ

رحمۃ اللہ علیہ صحابی نہیں۔ صحابی کے مقابلے میں غیر صحابی کی بات مان لینا اور بات بھی وہ جسے خود محدثین کرام، ائمہ دین رحمہم اللہ نے قبول نہ کیا ہو۔ وکلائے یزید ہی ایسی حماقت کر سکتے ہیں۔ صحابہ کرام و ائمہ مجتہدین کے نقشِ قدم پر چلنے والوں سے ایسی توقع نہیں کی جا سکتی۔

● مذکورہ بالا روایت کے دو حصے ہیں۔ ایک میں یزید کی مذمت جب کہ دوسرے حصے میں تعریف۔ تعریف والا حصہ قبول کر لینا اور مذمت والا حصہ ٹھکرا دینا حُبِ یزید ہی کا کرشمہ ہے۔ حقیقت پسندی سے اس کا دور تک بھی تعلق نہیں۔

قطع نظر ان باتوں کے ایک نہایت ہی اہم بات یہ ہے۔ کہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ یزید کے پاس گئے وہاں جا کر یزید کے حالات دیکھے۔ اُس وقت دیکھا کہ یزید نماز پڑھتا ہے۔ خیر کا متلاشی ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا حامیانِ یزید ثابت کر سکتے ہیں کہ یزید بعد میں بھی نمازی اور دین دار ہی رہا۔ عام دیکھا گیا ہے کہ بڑے بڑے نمازی ایسے تارکِ نماز بن

جاتے ہیں کہ کبھی نماز کے قریب تک نہیں جاتے اور کئی ایسے لوگ جن کی دین داری کے تذکرے عام ہوتے ہیں۔ وہ بعد میں بے دینی کی تمام حدود پھلانگ جاتے ہیں۔
"نعوذ باللہ من ذالک"

● درج بالا روایت میں آپ نے پڑھا کہ اہلِ مدینہ کا وفد جب یزید سے ملاقات کے بعد واپس لوٹا تو عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور بیعت توڑنے کا مطالبہ کیا۔ ہم عوام الناس کو بتانا چاہتے ہیں کہ جس وفد کی بات ہو رہی ہے۔ وہ عام افراد پر مشتمل نہیں تھا۔ اس میں تو جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ کیا کوئی مسلمان یہ گمان بھی کر سکتا کہ عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ نے یزید کے بارے میں غلط بیانی سے کام لیا۔ یزید ایک نمازی اور دین دار شخص تھا لیکن انھوں نے اسے بے نمازی اور بے دین شرابی مشہور کر دیا؟

قارئین کرام: ہم یزید کی خاطر صحابیِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی

بدگمانی نہیں کرسکتے۔

(16)شبہ: یہ مسئلہ موجودہ دور کے علماء پر واضح ہوا ہے۔ کیونکہ زمانہ قدیم میں تحقیق کے لیے اس قدر وسائل میسر نہ تھے۔ جس قدر آج کے دورِ جدید میں ہیں۔

ازالہ: یہ شبہ دراصل اُس ذہن کی پیداوار ہے۔ جو خود کو عقلِ کل اور محققِ کائنات تصور کیے بیٹھا ہو۔ کیا کوئی بھی صاحبِ شعور شخص اس بات کو تسلیم کرسکتا ہے کہ وہ ائمہ حدیث وائمہ رجال جن کا زمانہ یزید کے قریب کا زمانہ ہے۔ وہ تو یہ مسئلہ سمجھ نہ سکے۔ اور بارہ تیرہ سو سال بعد پیدا ہونے والے عصرِ حاضر کے محققین یہ مسئلہ بخوبی سمجھ جائیں۔ یہ شبہ دراصل اکابرینِ امت ﷺ کے علم و فضل، ان کے فہم وفراست پر طعن زنی ہے۔ وہ علماء، محدثین و مجتہدین کرام رحمہم اللہ جن کی تصنیف کردہ کتب صدیوں سے متلاشیانِ حق کے لیے شمع ہدایت کا کام دے رہی ہیں۔ جن کے قلم نے لاکھوں نہیں کروڑوں دل علم و

حکمت کی نورانی کرنوں سے منور کردیئے۔ وہ تو اس مسئلے سے بالکل نابلد ہی رہے اور آج عصرِ حاضر کا مصنف جو عربی کتب کی چند سطریں پڑھنے کی بھی اہلیت نہیں رکھتا وہ چند چھوٹی بڑی اردو کتب کا مطالعہ کر کے اس مسئلے کی تہہ تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟

اگر آج کوئی نیا فرقہ پیدا ہو جائے۔ اہلسنت کے متفق علیہ مسائل سے اختلاف کرتے ہوئے بالکل الٹ راستہ اختیار کرے۔ اسے حامیانِ یزید کیسے قائل کر سکیں گے۔ اگر یہ اُسے کہیں کہ یہ مسئلہ ائمہ محدثین و مجتہدین و مفسرین کرام رحمہم اللہ اسی طرح لکھتے آرہے ہیں وہ جواباً کہہ دے یہ مسئلہ زمانہ قدیم کے علماء پر نہیں کھلا۔ کیونکہ اس وقت تحقیق کے وسائل میسر نہیں تھے۔ تو ان یزیدیوں کی حالت کیا ہو گی؟

شبہ:۔ ہو سکتا ہے یزید نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی ہے۔ جب توبہ کا احتمال موجود ہے تو یزید کو بُرا کیوں کہا جاتا ہے؟

ازالہ: کسی کے توبہ کرنے پر پابندی تو عائد نہیں کی جا سکتی۔ ہر شخص کو توبہ کرنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ توبہ کسے کہتے ہیں۔ زبان سے صرف اتنا کہہ دینا یااللہ میری توبہ، اسے توبہ نہیں کہا جا سکتا۔ توبہ کی کچھ شرائط ہیں جو علمائے اسلام نے وضاحت کے ساتھ ذکر کر دی ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ توبہ کی شرائط ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "فان كانت المعصية بين العبد و بين الله تعالى لاتتعلق بحق آدمی فلها ثلاثة شروط احدها ان يقلع عن المعصية والثانی ان يندم على فعلها والثالث ان يعزم ان لايعود اليها ابدا فان فقد احد الثلاثة لم تصح توبته وان كانت المعصية تتعلق بحق آدمی فشروطها اربعة هذه الثلاثة وان يبرأ من حق صاحبها"

اگر گناہ کا تعلق صرف حقوق اللہ سے ہو۔ آدمی نے کسی کی حق تلفی نہ کی ہو تو ایسے گناہ سے توبہ کرنے کی تین شرائط ہیں۔

1۔ کہ انسان جس گناہ سے توبہ کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اس گناہ کو چھوڑ دے۔

2۔ انسان اس گناہ پر ندامت کا اظہار کرے۔

3۔آئندہ سے پختہ ارادہ کرے کہ میں یہ کام کبھی نہیں کروں گا۔

یہ تو تھی ایسی گناہ سے توبہ کی بات جس کا تعلق صرف حقوق اللہ سے ہو۔رہا وہ گناہ جس کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہو یعنی کسی کی حق تلفی کی ہو۔تو ایسے گناہ سے توبہ کرنے کی چار شرائط ہیں۔ تین تو وہ جو اوپر ذکر کی جا چکی ہیں اور چوتھی یہ کہ انسان نے جس کے ساتھ زیادتی کی ہے۔ جس کا حق چھینا ہے اس سے معافی مانگے۔اس کے ساتھ اپنا معاملہ صاف کرلے۔امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شرائط ذکر کرنے کے بعد واضح طور پر لکھا ہے۔ کہ ان شرائط میں سے ایک شرط بھی کم ہوئی تو توبہ درست نہ ہو گی۔(ریاض الصالحین، ص86، باب التوبہ)

حامیانِ یزید جو دن رات یزید کی توبہ کی رٹ لگاتے رہتے ہیں۔اُن پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ دلائل کے ساتھ ثابت کریں کہ یزید کی توبہ میں یہ شرائط پائی جاتی ہیں۔

پہلی شرط کو دیکھتے ہیں تو یہ بھی مفقود نظر آتی ہے۔اس نے اپنی یہ

حرکات کب چھوڑیں حتٰی کہ جب مرا تو اس حال میں مرا کہ اس کا بھیجا ہوا لشکر بیت اللہ شریف پر بڑھ چڑھ کر حملے کر رہا تھا۔

یہاں تک دوسری شرط کا تعلق ہے۔ کہ آدمی اپنے کیے پر ندامت کا اظہار کرے۔ حامیانِ یزید پر لازم ہے کہ ثابت کریں کہ یزید نے اپنی ان حرکات پر ندامت کا اظہار کیا ہو۔

تیسری شرط کو دیکھتے ہیں تو یہ بھی دور دور تک نظر نہیں آتی۔ یزید کے ان ناکام وکیلوں پر ضروری ہے۔ کہ باسند صحیح ثابت کریں کہ یزید نے کہا ہو میں آئندہ سے نہ مدینہ پر حملہ کروں گا، نہ مکہ پر چڑھائی کروں گا۔ بلکہ اللہ کا فرمانبردار بندہ بن کر رہوں گا۔

رہی چوتھی شرط یہ بھی واضح طور پر مفقود نظر آتی ہے۔ وکلائے یزید پوری تاریخ اسلام میں سے ایک ایسی روایت ڈھونڈ کر لے آئیں۔ جس میں یہ ہو کہ یزید نے مقتولینِ حرہ کہ ورثاء سے معافی مانگی ہو اور انھوں نے اسے معاف کر دیا ہو۔ قارئین کرام! یہاں تک ہمیں

اندازہ ہے۔ کہ حامیانِ یزید کسی بھی معتبر کتاب سے مذکورہ بالا شرائط ثابت نہیں کر پائیں گے۔ جب کہ "ہو سکتا ہے" کے پیچھے پناہ ضرور ڈھونڈیں گے یقیناً کہیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے ان حرکات کو چھوڑ دیا ہو۔ ہو سکتا ہے وہ پچھتایا ہو۔ ہو سکتا ہے اس نے ان حرکات کے چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے اہلِ مدینہ کے ایک ایک دروازے پر جا کر ایک ایک دروازہ کھٹکھٹا کر معافی مانگ لی ہو اور ہو سکتا ہے مقتولینِ حرہ کے وارثوں نے اسے معاف کر دیا ہو۔ وکلائے یزید کے منہ سے ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے کی گردان سن کر شائد حامیانِ یزید خوشی سے جھوم اٹھیں اور دادِ تحسین دینے لگیں جبکہ دلائل و براہین کی بنیاد پر فیصلہ دینے والے کبھی بھی ہو سکتا ہے کی گردان سے مطمئن نہیں ہو سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ سردارِ اہلحدیث سید نذیر حسین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے برملا طور پر کہہ دیا تھا۔ "کہ توبہ کا احتمال ہی احتمال ہے۔ اس بے سعادت نے امت میں وہ کچھ کیا ہے جو کسی نے نہیں کیا"

(فتاویٰ نذیریہ ج 1 ص 227)

بعض علماء کے نزدیک یزید کا ایمان ہی مشکوک ہے

یزید کی ساری زندگی چونکہ اللہ ورسول ﷺ کی نافرمانیوں میں گزری۔ اس سے ایسے قبیح اعمال سرزرد ہوئے جن کے ارتکاب کا گناہگار سے گناہگار شخص بھی تصور نہیں کر سکتا۔ مثلاً ال رسول ﷺ کا قتل عام، حرم رسول ﷺ مدینہ منورہ میں قتل وغارت کا بازار گرم کرنا، مسجد نبوی کی بے حرمتی، بیت اللہ شریف پر سنگ باری کروانا، یہ وہ حرکات ہیں جنھوں نے یزید کے ایمان کو مشکوک بنا دیا ہے۔

علامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"بل الشک فی ایمانہ خذلہ اللہ" (فواتح الرحموت جلد 2 صفحہ 273)

بلکہ اس کے ایمان میں شک ہے۔ اللہ اُسے رسوا کرے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"فنحن لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ"

ہم اس کے معاملے میں کوئی توقف نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے ایمان کے بارے میں شک کرتے ہیں۔ (شرح العقائد النسفیہ ص 196)

ابوالیسر امام البزدوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"هل كان كافرا تكلم الناس فيه بعضهم كفروه لما حكى عنه من اسباب الكفر و بعضهم لم يكفروه" (اصول الدین ص198)

کیا یزید کافر تھا۔ اس بارے میں لوگوں نے بڑی گفتگو کی ہے۔ بعض نے اسے کافر قرار دیا ہے ان اسبابِ کفر کی وجہ سے جو اس کے حوالے سے بیان کیے جاتے ہیں اور بعض نے اس کی تکفیر نہیں کی۔

نوٹ: کافر قرار دینے والے علماء میں قاضی ثناء اللہ مظہری، شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی، جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سرفہرست ہیں۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ مظہری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تفسیر میں لکھتے ہیں

"وفعل ما فعل حتى كفر بدين الله وأباح الخمر"

یزید نے نہایت ہی بدترین کام کیے۔ حتیٰ کہ اللہ کے دین کا ہی انکار کر دیا شراب کو جائز قرار دے دیا۔ (تفسیر مظہری ج6 ص554)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں "وكفر يزيد بدين محمد ﷺ"

یزید نے دینِ محمد ﷺ کا ہی انکار کر دیا۔ (تفسیر مظہری ج5 ص271)

شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی الآلوسی فرماتے ہیں

"وحينئذ لا مجال لك من القول بأن اللعين كان منافقا"

تب تیرے لیے یہ نہ کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں کہ وہ لعنتی منافق تھا۔

(روح المعانی ج13 ص233)

"لا توقف في لعن يزيد لكثرة أوصافه الخبيثة وارتكابه الكبائر"

یزید کے اوصافِ خبیثہ اور کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے اس پر لعنت کرنے میں کوئی توقف نہیں۔

"وأنا أقول: الذي يغلب على ظني أن الخبيث لم يكن مصدقا برسالة النبي ﷺ"

میرا غالب گمان یہ ہے کہ وہ خبیث (یزید) جو ہے وہ نبی ﷺ کی رسالت کی تصدیق کرنے والا تھا ہی نہیں۔

(روح المعانی ج13 ص229)

﴿علمائے کرام کی ایک جماعت کے نزدیک یزید ملعون ہے﴾

علامہ عبدالرؤوف المناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

"وقد اطلق جمع محققون حل لعن یزید" (فیض القدیر ج3 ص101)

محققین کی ایک جماعت نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے۔

نوٹ: یزید پر لعنت کرنے والوں میں جلال الدین سیوطی، سعد الدین تفتازانی، شہاب الدین محمود بن عبد اللہ الحسینی، ابنِ جوزی، قاضی ابو یعلی، عبدالحق محدث دھلوی، علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہم نمایاں ہیں۔ چنانچہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کی مذمت میں ایک مکمل کتاب "الرد علی المتعصب العنید" تحریر کی ہے جس میں انہوں نے یزید کا لعنتی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کتاب مین صفحہ 40 سے لیکر 44 تک یہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ قاضی ابو یعلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب تصنیف کی ہے جس میں لعنت کے مستحق افراد کا تذکرہ کیا ہے اور اس میں یزید بن معاویہ کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ دیکھئے "الرد علی المتعصب العنید" کا صفحہ 41

علامہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ یزید پر لعنت ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" لعن الله قاتله وابن زياد ومعه يزيدا ايضا"

اللہ تعالیٰ امامِ حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل پر لعنت کرے۔ ابنِ زیاد پر لعنت کرے اور اس کے ساتھ ساتھ یزید پر بھی۔ (ماثبت من السنۃ صفحہ 250)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"لعن الله قاتله و ابن زياد معه و يزيد أيضا"

اللہ تعالیٰ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتل پر لعنت کرے اس کے ساتھ ساتھ ابنِ زیاد اور یزید پر بھی۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ 182)

امام سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"لعنة الله تعالى عليه وعلى أنصاره وأعوانه"

(شرح العقائد النسفیہ ص 196)

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یزید پر، اس کے مددگاروں اور حامیوں پر

شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی الآلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"يزيد الطريد لعنه الله تعالى" (روح المعانی ج 3 ص 258)

سرکش یزید پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

محدثِ جلیل مفسرِ قرآن، شارح کتبِ احادیث علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"لعنت اللہ علی یزید، و علی اتباعہ"

(تیسیر الباری جلد نہم، کتاب الفتن صفحہ 131)

اللہ کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے پیروکاروں پر

نوٹ: علامہ وحید الزماں رحمۃ اللہ علیہ وہ اہلِ حدیث عالم ہیں جنہوں نے احادیثِ نبویہ کی اشاعت و ترویج کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ واحد اہل حدیث محدث ہیں جنہوں نے کتبِ احادیث میں سے بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا امام مالک کا ترجمہ کیا اور ان کی گراں قدر شروحات مرتب فرمائیں۔ علاوہ ازیں ذخیرہ احادیث میں سے مشکل ترین الفاظ پر مشتمل ضخیم ترین کتاب "لغات الحدیث" مرتب کر کے اہل اسلام بالخصوص علماء وطلبہ پر احسانِ عظیم فرمایا۔ آپ ایک عظیم محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ مفسر بھی تھے۔ جس کا منہ بولتا ثبوت آپ کی تالیف کردہ تفسیر "تفسیرِ وحیدی" ہے۔ علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ چونکہ حسینی و علوی فکر کے حامل عالم تھے۔ اہلِ بیت کے معاندین کو آڑے ہاتھوں لیتے تھے۔ جس کی بناء پر مسلک اہل حدیث میں

گھسے ہوئے حامیانِ یزید و ناصبی الفکر مولوی انہیں اہل حدیث مسلک سے خارج قرار دیتے ہیں مقام تعجب ہے کہ اگر انہیں حدیث پڑھانی یا بیان کرنی پڑ جائے تو تیاری بھی ان کی شروحات احادیث سے کرتے ہیں۔

﴿یزید کے بارے میں اکابرینِ اسلام کے فرموداتِ وتاثرات﴾

یزید کی حرکات کو معمولی سمجھنے والا بد نصیب ہے:

"وما يهون صنع يزيد الا مخذول ادركته الشقاوة فى مشاركته بطوامه المرديات" (العلم الشامخ ج 1 ص 368)

یزید کی بداعمالیوں کو صرف وہی شخص معمولی سمجھے گا جسے نیکی کی توفیق سے محروم کر دیا گیا ہو۔ بد نصیبی نے اسے جکڑ لیا ہو۔

کوئی بھی مومن پسند نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید کے ساتھ ہو

ومن امن بالله واليوم الاخر لايختار ان يكون مع يزيد ولا مع امثاله من الملوك الذين ليسوا بعادلين۔

جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ پسند نہیں کرے گا کہ اس کا حشر یزید کے ساتھ ہو یا یزید جیسے دیگر ظالم بادشاہوں کے ساتھ ہو۔ (مجموع الفتاویٰ ج4 ص484)

اگر میرے پاس مزید صفحات ہوتے تو یزید کی رسوائیاں لکھتا چلا جاتا۔

امام الکیا الہراسی رحمۃ اللہ علیہ سے یزید کے بارے میں سوال کیا گیا فرمایا:
وکیف لایکون کذالک وھو اللاعب بالنرد والمتصید بالفھود و مدمن الخمر و شعره فی الخمر معلوم: "و کتب فصلا طویلا ثم قلب الورقۃ و کتب لومددت ببیاض لمددت العنان فی مخازی ھذا الرجل"

یزید لعنتی کیوں نہیں وہ تو نرد کھیلتا تھا چیتوں کے ساتھ شکار کرنے والا تھا، دائمی شرابی تھا۔ شراب کے بارے میں اس کے اشعار مشہور ہیں۔ اور یزید کی مذمت میں امام صاحب نے ایک بڑی طویل فصل لکھ ڈالی پھر ورق الٹا (جب دیکھا کہ کاغذ ختم ہوا چاہتا ہے) تو یہ عبارت لکھ دی "اگر مجھے مزید اوراق دے دیے جاتے تو میں اس شخص (یزید) کی رسوائیاں بیان کرتے ہوئے قلم کی باگ مزید ڈھیلی چھوڑ دیتا۔

(تاریخ ابن خلکان ج 1 ص 327)

اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والا یزید سے محبت نہیں رکھتا

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے یزید کے بارے میں فرمایا تھا۔

"وهل یحب یزید احد یؤمن باللہ والیوم الاخر"

کیا جو شخص اللہ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ یزید سے محبت رکھ سکتا ہے؟

(مجموع الفتاوی ج3 ص412)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وکلائے یزید سے چند سوالات

1۔ اگر مسئلہ یزید پر سکوت (خاموشی) اختیار کرنا فرض ہے۔ تو اس امت کے ان ہزار ہا علمائے کرام کے بارے میں کیا فتویٰ ہوگا۔ جنھوں نے اس مسئلے پر سکوت نہ کیا بلکہ نہایت واشگاف الفاظ میں اپنی کتب میں درج کر دیا؟

۲۔ ہر وزیر و گورنر کی خواہش ہوتی ہے کہ ۔۔۔ میں وہ کام کروں کہ حاکم وقت راضی ہو جائے۔ اسی بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے سوچیں اور بتائیں عبیداللہ بن زیاد (یزیدی گورنر) نے میدان کربلا میں اہل بیت پر ظلم و تشدد کر کے یزید کو راضی کرنا چاہا یا ناراض؟

۳۔ کہا جاتا ہے "یزید حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کروانا نہیں چاہتا تھا ۔ عبیداللہ بن زیاد نے خود ہی امام حسین علیہ السلام کو شہید کر ڈالا" غور و فکر فرمائیں اچھی طرح سوچنے کے بعد بتائیں عبیداللہ بن زیاد کو امام حسین علیہ السلام سے آخر ایسی کون سی دشمنی تھی جس کی وجہ سے اس نے امام حسین علیہ السلام کو شہید کر دیا؟؟؟

۴۔ یزید کو بری الذمہ ثابت کرنے کے لیے کہہ دیا جاتا "وہ رویا تھا اور اس نے

کہا تھا کہ میں نے قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ لہذا یزید قاتل نہیں" دنیا کی کسی ایسی عدالت کا نام بتائیں جہاں ملزم کو یہ کہہ کر بری قرار دے دیا جاتا ہو۔ کہ "ملزم رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں نے قتل نہیں کیا لہذا یہ قاتل نہیں ہے عدالت اسے باعزت بری قرار دیتی ہے" جستجو فرمائیں دنیا کے اطراف و اکناف پر نظر دوڑائیں زیادہ نہیں صرف ایک ایسی عدالت ڈھونڈ لائیں۔

۵۔ خلیفہ برحق کی بیعت توڑنا نہایت گناہ کا کام ہے" اس شرعی مسئلہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ مدینہ منورہ میں بسنے والے جن ہزار ہا صحابہ کرام و تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے یزید کی بیعت توڑی تھی وہ کیا گناہگار ہیں؟

۶۔ اگر یزید خلیفہ برحق تھا۔۔۔ تو۔۔۔ حواری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر، سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے، صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ علیہا السلام کے بھانجے اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کے لخت جگر عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے یزید کی بیعت کیوں نہ کی خلیفہ برحق کی بیعت نہ کرنا بلکہ اس کی بیعت کو خلافِ شرع قرار دینا ثواب کا کام ہے یا گناہ کا۔۔۔؟ نیز ان صحابہ کرام و تابعین عظام کے بارے میں بھی فتویٰ مطلوب ہے۔ جنھوں نے یزید کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ پھر زندگی بھر اس کی بیعت نہ کی۔

بیعت کیے بغیر ہی خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

۷۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے، وہ آدمی جس "پر لعنت کی جا رہی ہو اگر وہ لعنت کا مستحق نہ ہو تو لعنت کرنے والے پر ہی لعنت لوٹ آتی ہے"۔ اس فرمانِ نبوی ﷺ کو ذہن میں رکھتے ہوئے سوچئے! کہ یزید لعنت کا مستحق تھا یا نہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ یا تو آپ کہیں گے وہ لعنت کا مستحق تھا یا کہیں گے نہیں۔ اگر لعنت کا مستحق مان لیا تو پھر مسئلہ ہی حل ہو گیا کہ جو آدمی لعنت کا مستحق ہے اس کا کردار کیسا ہو گا۔ وہ دینی و اخلاقی طور پر کس قدر پست ہو گا؟! اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ لعنت کا مستحق نہیں اس صورت میں ان محدثین و مفسرین کے بارے میں کیا فتویٰ ہو گا جو اس پر لعنت بھیجتے رہے؟

۸۔ یزید کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے کہ وہ مسلمان تھا یا کافر۔ بعض محدثین و مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں کافر تھا بعض علمائے کرام کا کہنا ہے کہ اس سے کفر ثابت نہیں۔ اس اختلاف کو مد نظر رکھتے ہوئے بتائیں اس سے یزید کی مذمت ثابت ہوتی ہے یا منقبت و فضیلت؟

نوٹ: یاد رہے یزید کو کافر قرار دینے والے وہ محدثین و مفسرین ہیں جو کفر کا فتوی لگانے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ماضی قریب اور دور حاضر

کے مولویوں کی طرح بات بات پر کفر کے فتوے نہیں لگاتے تھے۔ لہذا ان علمائے کرام کے فتویٰ کفر کو موجودہ دور کے مفتیوں کے فتوی پر قیاس کرتے ہوئے یہ نہ کہا جائے "یزید پر کفر کا فتویٰ لگنا بھی کوئی انہونی بات ہے یہ فتویٰ تو ہر مسلک نے دوسرے مسلک پر لگا رکھا ہے۔

9. جو شخص بیعت اللہ شریف پر حملہ کروا سکتا ہو، مدینۃ الرسول کو تین دن تک لوٹنے، وہاں قتل و غارت کرنے کا حکم دے سکتا ہو، وہ امام حسین علیہ السلام کے قتل کا حکم کیوں نہیں دے سکتا؟

10۔ مسلم بن عقبہ لعنۃ اللہ علیہ (یزیدی کمانڈر) نے مدینہ منورہ پر حملہ کر کے جو ظلم و ستم کیے علمائے اسلام نے ان مظالم کی وجہ سے اسے مجرم، مسرف قرار دیا۔ اگر مسلم بن عقبہ مجرم و مسرف ہو سکتا ہے تو اسے بھیجنے والا یزید مجرم و مسرف کیوں نہیں ہو سکتا؟

11۔ اگر یزید کو برا کہنے والا گناہگار ہے تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام، محدثین و مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں کیا فتویٰ ہو گا جو یزید کو نہایت ہی برا سمجھتے رہے اور برا کہتے بھی رہے؟

۱۲۔ یزید کا فاسق و فاجر ہونا علمائے اسلام کے ہاں متفق علیہ مسئلہ ہے یا مختلف فیہ؟

اگر آپ اس مسئلہ کو متفق علیہ قرار دیتے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ یزید اس درجہ کا بد کردار تھا کہ تمام امت کا اس کے فاسق و فاجر ہونے پر اتفاق ہو گیا۔ اگر آپ اس مسئلہ کو مختلف فیہ قرار دیتے ہیں تو ان علمائے کرام و محدثین عظام کی نشاندہی فرمائیں جو ہوں اس امت کے مسلمہ پیشوا، امام، اور یزید کو فاسق و فاجر قرار دینے میں دوسرے علمائے اسلام سے اختلاف رکھتے ہوں؟

14۔ محدثین کرام کے ہاں یزید نہایت ہی مردود ترین راوی ہے۔ کیونکہ وہ ظالم شخص تھا محدثین کرام رحمہم اللہ اس کے ظلم کی وجہ سے، اس کے غیر عادل ہونے کی وجہ سے اس کی روایت کو مردود قرار دیتے ہیں آپ محدثین کرام رحمہم اللہ کے اس فیصلے سے اتفاق کریں گے یا اختلاف؟ اگر آپ محدثین کرام رحمہم اللہ کے اس فیصلے سے اتفاق کرتے ہیں تو آپ نے یزید کو نہایت ہی ظالم، مردود الروایت تسلیم کر لیا۔ اگر اختلاف کرتے ہیں تو آپ نے محدثین کرام، سلف و صالحین رحمہم اللہ کا راستہ چھوڑ کر نیا راستہ اختیار کر لیا آپ ایک یزید کی خاطر ان تمام محدثین کرام رحمہم اللہ کو چھوڑنا، انکے راستے سے انحراف کرنا کیا گوارا

گے۔ جن کی کتب حدیث آپ پڑھتے بھی ہیں پڑھاتے بھی ہیں؟؟

15۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما یزید کو طاغوت قرار دیتے تھے کسی ایسے ایک صحابی کا نام ذکر کریں جس نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہو "آپ یزید کو طاغوت کہتے ہیں وہ تو متقی ہے پرہیزگار ہے" سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا یزید کو طاغوت کہنا اور پھر کسی صحابی کا ان پر اعتراض نہ کرنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ یزید طاغوتی صفات کا حامل شخص تھا؟

16۔ کچھ لوگ لاعلمی کی وجہ سے اہل بیت سے دور ہو چکے ہوں ان کے دماغ بغض اہل بیت سے آلودہ ہو چکے ہوں کیا ایسے افراد کے ذہنوں کی طہارت و صفائی کے لیے یہ مسئلہ بیان کرنا، تحریر کرنا فرض نہیں؟

17۔ وکلائے یزید اس مسئلے کی اہمیت گھٹانے کے لیے یوں کہہ دیا کرتے ہیں "قبر میں کیا یہ سوال ہونا ہے کہ یزید اچھا تھا یا برا"؟ اور یہ لوگ خود فروعی مسائل میں دن رات الجھے رہتے ہیں مثلاً رفع الیدین، فاتحہ خلف الامام، سینے پر ہاتھ باندھنا، یا زیر ناف ہاتھ باندھنا وغیرہ۔ کیا ان مسائل کے بارے میں قبر میں سوال ہونا ہے؟

18۔ بعض اوقات یوں کہہ دیا جاتا ہے کہ "مسئلہ یزید پر گفتگو کرنا ہی فضول

ہے ہم کوئی فضول لوگ ہیں کہ اس مسئلہ میں پڑ کر اپنا نہایت ہی قیمتی وقت ضائع کریں۔ سوال یہ ہے کہ وہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں علمائے کرام، محدثین وفقہائے عظام جنہوں نے اس مسئلے کو اپنی کتب میں درج کیا کیا ان سب نے فضول کام کیا؟ کیا وہ علمائے کرام جو اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ سوچ سمجھ کر صرف کرنے کے خوگر تھے اس فضول مسئلے میں پڑے رہے؟

19۔ یزید کے دفاع میں بعض لوگ کہہ دیتے ہیں "یزید کی بہت سے صحابہ نے بیعت کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یزید متقی و پرہیزگار شخص تھا" سوال یہ ہے کہ اگر صحابہ کا یزید کی بیعت کرنا اس کے تقویٰ کی دلیل بنا کر پیش کیا جا سکتا ہے تو صحابہ کرام نے یزید کی بیعت توڑی بھی تھی اِسے یزید کے فسق و فجور کی دلیل کیوں نہیں بنایا جا سکتا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جملہ حقوق بحق مصنف و(ادارہ) مرکزالحسین محفوظ ہیں

اس کتاب کے کسی بھی حصے کی فوٹو کاپی، سکیننگ یا کسی بھی قسم کی اشاعت کاپی رائٹ قانون کی خلاف ورزی تصور کی جائے گی۔ خلاف ورزی کی صورت میں تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

برائے رابطہ:

مرکزالحسین جھمبرہ روڈ فیصل آباد

03027495691،03008839749،03007099897

ڈاکٹر امیر علی صدیقی آف اوکاڑہ (امیر تحریک دفاع اہل بیت العالمی پنجاب)

03017349698

مطب الحسین: حکیم بختیار احمد (امیر تحریک دفاع اہل بیت العالمی لاہور)

مکان نمبر 5، گلی نمبر 5۔ میاں کالونی بیگم کوٹ شاہدرہ لاہور

03064756536

ادارہ وحدتِ امت نگہبان پورہ فیصل آباد

03006695413

مصنف کی دیگر تصانیف

دفاعِ امامِ حسین علیہ السلام
نواصب کی طرف سے سیدنا حسین پر
کیے جانے والے اعتراضات کا محاکمہ

تفسیر مقاصد القرآن
اردو سلیس ترجمہ،قرآن کریم
کے مفاہیم ومطالب

تلبیسات سنابلی
سنابلی ہندوستانی کی تاویلات و
تلبیسات کا علمی محاسبہ

دفاع سیدنا علی علیہ السلام
نواصب کے اعتراضات وشبہات
کا تحقیقی جائزہ

منہج محدثین پر کون؟
حسینی یا یزیدی؟

نواصب تاریخ کے تناظر میں
نواصب کی علامات وافکار اور اُن کا
طریقہ واردات